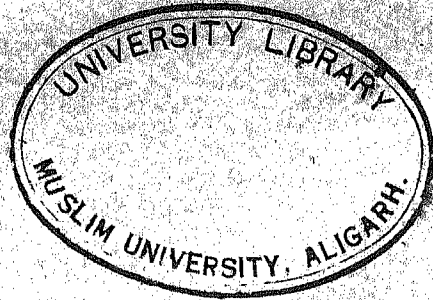


روحانی سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کا سب سے زیادہ مستند تفصیل اور مکمل تاریخی تذکرہ



# مُعَدِّنُ الْإِبْرَاقِ

مُتَقَدِّمٌ  
مُحَمَّدُ خَادِمُ حَسَنِ زَبَّیری  
گدڑی شاہی مراد آبادی ختمِ اجمیری



Ram Babu Saksena Collection.

۹۲۲۵۹۷

۳۳۳

(۳۳۳)

مطبوعہ صوفی پریس جمیلہ القدس

ماہ مئی ۱۹۴۸ء

(جلد حقوق محفوظ)

ناشر

شعبہ اشاعت محی الادبانات معلنی گڈری شاہی انجمن - جھارہ - جمیلہ القدس

قیمت فی جلد ۵۰

سبش کرده محمد رضا در ضمن بعضی تفریح علی الفیت از امر بالوفا تسبیح ص ۱۶۸

فہرست مضامین معین الارواح

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱	دیباچہ	۳۱	بلخ میں حکیم ضیاء الدین کا مرید ہوتا	۵۹	۱۷	درد و دلایا ہوا درد سفر اجیر معلوم	۳۴
۲	معروضہ	۳۲	غزنین	۶۰	۱۸	ہندوستان میں خوشی پہنچنے کی	۳۴
۳	نقشہ	۳۳	درد و ہند بار اول	۶۱	۱۸	آپ کے روکنے کے انتظامات	۳۵
۴	دعا	۳۴	ہندستان سے داپسی اور بیعت تصا	۶۲	۱۸	آپ کا دوبارہ درد و ہند ہو کر داپسی	۳۵
۵	آپ کے فائدہ والی حالات	۳۵	داقعات بیعت انفصالی	۶۳	۲۰	اجیر ہوتا	۳۵
۶	حضور غوث پاک سے آپ کا رشتہ قرابت	۳۶	سفر حرمین شریف	۶۴	۲۱	آپ کا ہاتھ ابھیر کرنا	۳۶
۷	آپ کا نسب نامہ پدری	۳۷	درد و بدخشاں	۶۵	۲۱	سادھو رام کو کاشمیر کا مسلمان ہونا	۳۷
۸	آپ کا نسب نامہ مادری	۳۸	درد و بخارا	۶۶	۲۱	اجیبائی جوئی کا مسلمان ہونا	۳۷
۹	آپ کی ولادت متبرکہ	۳۹	بقیہ مزید دس سال	۶۷	۲۲	راجہ کا آپ کے پاس قاصد بھیجا اور اس کا	۳۸
۱۰	آپ کا اسم گرامی	۴۰	ادش	۶۸	۲۲	اسلام لانا	۳۸
۱۱	آپ کے خطابات	۴۱	قطب صاحب کا آپ کے پاس آنا	۶۹	۲۲	راجہ کا غصہ ہو کر دوسرا قاصد بھیجا اور	۳۸
۱۲	آپ کے انتظامات	۴۲	سیونستان	۷۰	۲۲	غریب نواز کا جواب اور سردار دہلی گرفتار	۳۹
۱۳	آپ کے عہد اوائل اور ملکی حالات	۴۳	دمشق	۷۱	۲۳	غریب نواز کا جناب باری میں التماس	۳۹
۱۴	آپ کے والد کا وصال	۴۴	داپسی بغداد	۷۲	۲۴	آپ کے ایک جان نثار کا مورخہ میں	۴۰
۱۵	حضرت ابراہیم خاندانی کی مجددیت کے ملاقات	۴۵	رسالہ انیس الارواح کا مکملہ	۷۳	۲۴	راجہ آپ کے تشریف لے جانے کے انتظار میں	۴۰
۱۶	تحقیق علما و مشاہیر	۴۶	پیر و مرشد کے تبرکات معطفوی د	۷۴	۲۴	آپ کا یادگار محمد کو سدا بہار پہاڑ سے	۴۱
۱۷	حضرت غوث پاک سے آپ کی پہلی ملاقات	۴۷	خرقہ و خلافت مخصوصہ پانا	۷۵	۲۵	شہر میں جانے کے قیام کی تلاش میں بھیجا	۴۱
۱۸	بیعت سلسلہ دقیام	۴۸	خرقہ اور علم سرفیت	۷۶	۲۵	شکر کی تعداد	۴۲
۱۹	شیخہ بیعت	۴۹	از مولف	۷۷	۲۸	تاریخ محرم الحرام ۵۵۰ھ	۴۲
۲۰	شیخ نجم الدین کبری کے ملاقات و قیام	۵۰	حصول ہدایت مرشد	۷۸	۲۸	ترتیب شکر شہاب الدین	۴۲
۲۱	حضور غوث پاک سے جیلان میں بار	۵۱	آپ کا ادب و صفائی میں درد و	۷۹	۲۹	آغاز جنگ	۴۳
۲۲	دویم ملاقات	۵۲	درد و بغداد شریف اور قطب صاحب کا	۸۰	۳۰	بہادر و راجہ بونوں کا قسم کھانا	۴۳
۲۳	بغداد شریف میں مشائخ میں سے ملاقاتیں	۵۳	داعی سلسلہ ہوتا	۸۱	۳۰	شہاب الدین غوری کو آپ کی شہادت فتح	۴۴
۲۴	آپ کی سیاست کے متعلق چند ضروری	۵۴	تاریخی بحث	۸۲	۳۱	شہاب الدین غوری کی موت و شہادت	۴۴
۲۵	امور کی تحقیقات	۵۵	آپ کا مؤظف تھا سفر حرمین اور	۸۳	۳۱	میدان جنگ میں تازہ دم فوج	۴۵
۲۶	بغداد شریف سے سلسلہ بیاحت سفر	۵۶	شیخ محمد کلم طوسی کے فرزند سے ملاقات	۸۴	۳۲	شہاب الدین پیر و پش	۴۵
۲۷	ہند بار اول	۵۷	عطا کے رسول یعنی دربار رسالت سے	۸۵	۳۲	شہاب الدین غوری کا مکملہ	۴۶
۲۸	سفر ہمدان - تبریز	۵۸	ولایت ہند کا خطبہ	۸۶	۳۳	شہاب الدین کی اجیر سردار	۴۶
۲۹	قیام مناد و خرقان	۵۹	روایتی ہند	۸۷	۳۳	دربار خواجہ میں شہاب الدین کی	۴۷
۳۰	استرآباد	۶۰	کرمان	۸۸	۳۳	باریابی	۴۷
۳۱	حرارت	۶۱	ہرات	۸۹	۳۳	نستاد	۴۸
۳۲	محمد یار گار کی دربار خواجہ میں باریابی	۶۲	آپ کا عالم ہدایا میں شہاب الدین	۹۰	۳۴	قادیسی	۴۸
۳۳	محمد یار گار کے ہندوستان آتے ہوئے متعلق	۶۳	غوری کے سلطان ہند ہوئی کی شہادت	۹۱	۳۴	چاوسی کا الزام اور اس کی تردید	۴۹



نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۸۸	نکاح اول سلسلہ	۴۸	۱۱۴	تصدیق فرزند	۴۸	۸۹	معاشرت مقدسہ	۴۸
۸۹	اولیا مسجد اور کاشانہ ولایت	۴۹	۱۱۵	اولاد غریب نواز کا مختصر شجرہ نسب	۴۹	۹۰	نوراک	۴۹
۹۰	امیر سید حسین کی شہادت اور آپ کا شہد اکوہ فنی کرنا	۴۹		صاحب خزینۃ الاصفیاء نے حبیب کی حضرات کو بھی آپ کے خلفائیں لکھا کہ	۴۹	۹۰	لباس مبارکہ	۴۹
۹۱	بارسوم ہندوستان میں تشریف آوری اور درود لاہور دہلی بھمبہ	۵۰	۱۱۶	حضرت شیخ علی بخاری	۴۹	۹۰	ذریعہ معاش	۴۹
۹۲	تھبہ الدین ایک	۵۰	۱۱۷	خواجہ یادگار محمد سزوری	۴۹	۹۰	مشاغل محمودہ	۴۹
۹۳	اس درود ہند کے متعلق مسالکین کی رائے	۵۰	۱۱۸	حضرت شیخ ہتھایا شاہ	۴۹	۹۳	لغت تبلیغ اسلام و نصیحت معرفت	۴۹
۹۴	سفر خراسان سے واپسی اور بارہا	۵۱	۱۱۹	شیخ وحید الدین خراسانی عن شیخ دین	۴۹	۹۳	سیرت اربعین کا بیان	۴۹
۹۴	درود ہند	۵۱	۱۲۰	سلطان سود غازی	۴۹	۹۳	ہندوستان میں اسلام	۴۹
۹۴	سفر خراسان کے بعد بارہا درود ہند کا تالیف بھی ثبوت	۵۲	۱۲۱	بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز	۴۹	۹۴	آپ کی دعوت اسلام کے مخصوص اثرات	۴۹
۹۵	آپ کا ہمسایہ جبریل بنو یحییٰ	۵۳	۱۲۱	شیخ محمد ترک تارکوی	۴۹	۹۴	آپ کی تصانیف مبارکہ	۴۹
۹۶	درود و دعاؤں کے بعد ہندوستان میں آئیں اور دلا	۵۳	۱۲۲	شیخ صدر الدین کرانی	۴۹	۹۴	دیوان حسین	۴۹
۹۷	بابا خیرید بخش کریم فرما	۵۵	۱۲۳	آپ کے خلفاء ممتاز مریدین	۴۹	۹۵	تفصیل اسرار المؤمن بہ گنج الاسرار	۴۹
۹۸	سفر علی بابہ سے بعد شریک الدین التمش	۵۶	۱۲۳	حضرت امیر بہان جی سداسہاگ	۴۹	۹۶	انیس الارواح	۴۹
۹۹	خواجہ عثمان کا دہلی شریف لانا	۵۸	۱۲۴	حضرت اصغر قندھاری	۴۹	۹۶	حدیث المعارف	۴۹
۱۰۰	نکاح ثانی سلسلہ	۵۸	۱۲۵	مولانا ضیاء الدین غفری	۴۹	۹۶	رسالہ موجودہ	۴۹
۱۰۱	آپ کا خواجہ قصب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرما	۶۳	۱۲۶	حضرت امام الدین دہلی	۴۹	۹۶	دیگر تصانیف	۴۹
۱۰۲	وفات سلسلہ	۶۴	۱۲۷	شیخ ازادہ خراسانی	۴۹	۹۶	تعلیم و تلقین صوری و دہنوی	۴۹
۱۰۳	ناز جنازہ	۶۴	۱۲۸	آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرک	۸۰	۹۶	والفہ نصیحت صحبت	۴۹
۱۰۴	آپ کی ازواج و اولاد	۶۶	۱۲۸	مختصر شجرہ بیعت خلافت روحانی حصہ دوم	۸۲	۹۷	ترغیب مجاہدہ بخدمت مرشد	۴۹
۱۰۵	خواجہ ضیاء الدین ابو سعید	۶۸		سیرت مقدسہ		۹۷	ترغیب ادائیگی فرض و سنت	۴۹
۱۰۶	خواجہ حسام الدین ابو صالح	۶۸		شان نقشبند درویشی	۸۲	۹۸	ترغیب بشارت	۴۹
۱۰۷	نکاح دوم	۶۸		آپ کی بزرگی	۸۲	۹۸	ترغیب نشستن بعد نماز فجر	۴۹
۱۰۸	آپ کے نمبرنے اور ان کی اولاد	۶۹		آپ کی مقبولیت	۸۲	۹۹	ترغیب معرفت	۴۹
۱۰۹	حضرت خواجہ سہیل الدین سوختہ	۶۹		عبادات و مجاہدات	۸۲	۱۰۰	ترغیب نماز	۴۹
۱۱۰	حضرت خواجہ وحید	۶۹		عشق خدا	۸۵	۱۰۱	ترغیب لال و غل جہانیت	۴۹
۱۱۱	حضرت خواجہ معین الدین خور	۷۰		ذوق سماع	۸۵	۱۰۲	ترغیب شریعت طریقت معرفت حقیقت	۴۹
۱۱۲	حضرت شیخ قیام الدین	۷۰		آداب و تعظیم مرشد	۸۶	۱۰۲	ترغیب صدقہ	۴۹
۱۱۳	حضرت تطیب الدین مخاطب برچست خواجہ	۷۰		استغراق	۸۶	۱۰۲	ترغیب صدقہ ترک دروغ گوئی	۴۹
				شان جمالی	۸۶	۱۰۳	ترغیب خیرات	۴۹
				شان جمالی	۸۶	۱۰۳	ترغیب خدمت در دیشان	۴۹
				جو دو کرم	۸۹	۱۰۳	عزت و نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب	۴۹
				علم و تواضع	۸۹	۱۰۳	وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب	۴۹
				بذل و سخا	۸۹	۱۰۳	فیض صدق و محبت	۴۹
				زہد و قناعت	۸۹	۱۰۵	تہنیت سے پہلے کی ترغیب	۴۹
					۸۹	۱۰۶	ترغیب گریہ	۴۹

الف

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۱۴۱	ترغیب الخشب از صحبت عوام	۲۰۶	تاثرات محبت	۱۲۸	۲۳۹	۱۵۲	ادائے قرص کی واسطے
۱۴۲	سفر آخرت	۲۰۷	صحبت و شناسائی	۱۲۹	۲۴۰	۱۵۳	آنکھ کا پھوٹنا
۱۴۳	قبرستان میں کھائے پینے سے باز رہنے کی ترغیب	۲۰۸	سید الطائفہ خواجہ بھیر کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۱	۱۵۳	برائے خیات طفلان
۱۴۴	ہو و لعبت باز رکھنے کی ترغیب	۲۰۹	حضرت شہل علیا رحمۃ کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۲	۱۵۳	برائے علاج لقوہ
۱۴۵	مسلمانوں کو نہ ستائیں نہ غیب	۲۱۰	حضرت دوانوں مہر کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۳	۱۵۳	دیوانے کے کاتے کا علاج
۱۴۶	یوگو کو برائی سے روکنے کی ترغیب	۲۱۱	حضرت داؤد طائی کے عارفانہ کلمات	۱۳۱	۲۴۴	۱۵۳	برائے تسخیر غلاب
۱۴۷	زینق القلی کی ترغیب	۲۱۲	خواجہ ابوسعید الخیر کے عارفانہ کلمات	۱۳۲	۲۴۵	۱۵۳	برائے دفعہ جھک
۱۴۸	فیضان عشق	۲۱۳	ذکر عشق خدا	۱۳۲	۲۴۶	۱۵۳	آپ کی کرامات عظیمہ
۱۴۹	والدین اور ادا دیکھنا خوش اسلوبی سے پیش آنے کی ترغیب	۲۱۴	شان درویشی	۱۳۲	۲۴۷	۱۵۳	الف و تاء سیاحت ظاہری
۱۵۰	ترغیب زیارت و تلاوت قرآن	۲۱۵	حضرت خواجہ حسن بھری کا ارشاد	۱۳۳	۲۴۸	۱۵۵	مسیحی
۱۵۱	ترغیب ادب کلام مجید	۲۱۶	عارفوں کے خصلت خلوص سے	۱۳۳	۲۴۹	۱۵۶	کرامت سلیمان
۱۵۲	ترغیب دوستی علماء و مشائخ کبار	۲۱۷	حضرت خواجہ سمون محب کا ذکر خیر	۱۳۳	۲۵۰	۱۵۶	تعلیم بخشی
۱۵۳	زیارت کعبہ کی ترغیب	۲۱۸	توکل عارفانہ	۱۳۳	۲۵۱	۱۵۶	مظلوم نوازی
۱۵۴	ترغیب زیارت و خدمت مرشد	۲۱۹	کلمات حضرت شیخ شہاب الدین غوری	۱۳۳	۲۵۲	۱۵۶	کرامت فیلی
۱۵۵	اہل اہلسنت سے واسطے رکھنے کی ترغیب	۲۲۰	سرور عالم کا قول	۱۳۴	۲۵۳	۱۵۷	کرامت عیسیٰ
۱۵۶	ترغیب دین محمدی	۲۲۱	حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی و قول	۱۳۴	۲۵۴	۱۵۷	زیارت کعبہ کرامات
۱۵۷	ترغیب اطاعت حق تعالیٰ	۲۲۲	حضرت بنیاد بغدادی کا قول	۱۳۴	۲۵۵	۱۵۷	نشان غریب نوازی
۱۵۸	فیضان انکشاف و از سر و دعائی	۲۲۳	دوستان خدا	۱۳۴	۲۵۶	۱۵۷	دیکھ کر ارات بالمشاہدہ
۱۵۹	فضائل سرور عالم و سورہ فاتحہ کا پڑھنا	۲۲۴	عشاق اور درویشی	۱۳۵	۲۵۷	۱۵۸	آپ کی کرامت عظیمہ بالمشاہدہ
۱۶۰	مدارج معرفت	۲۲۵	حضرت مالک و بنابر کا ارشاد	۱۳۵	۲۵۸	۱۵۸	کرامت اول بالمشاہدہ
۱۶۱	سید الطائفہ حضرت فقیر بغدادی کا ارشاد	۲۲۶	بی بی راہبھری کے عارفانہ کلمات	۱۳۵	۲۵۹	۱۵۹	کرامت دوم بالمشاہدہ
۱۶۲	حضرت بایزید بسطامی کا ارشاد و نیاز	۲۲۷	حضرت عثمان ہارونی کے عارفانہ کلمات	۱۳۵	۲۶۰	۱۶۰	کرامت سوم بالمشاہدہ
۱۶۳	بی بی راہبھری کی آتش محبت	۲۲۸	موت کا تذکرہ	۱۳۶	۲۶۱	۱۶۰	چہارم کرامت شہنشاہی بالمشاہدہ
۱۶۴	عشق مقصور علیہ الرحمۃ	۲۲۹	برید کو اسخ الاعتقاد پڑھنا چاہیے	۱۳۶	۲۶۲	۱۶۱	پچھرا کرامت بالمشاہدہ
۱۶۵	مشاہدہ دوست میں استغراق	۲۳۰	تعلیم معرفت پندرہویہ ارشادات عالیہ	۱۳۷	۲۶۳	۱۶۱	ششم کرامت بالمشاہدہ
۱۶۶	راز دنیا و عرفان و تعلیم سرت	۲۳۱	فیضان معرفت پندرہویہ مکتوب مبارکہ	۱۳۷	۲۶۴	۱۶۲	بعض دور حاضرہ کی کرامات
۱۶۷	حضرت بایزید بسطامی کا ارشاد و نیاز	۲۳۲	ایوب اول	۱۳۷	۲۶۵	۱۶۲	اکرم علیہاں اکبر آبادی کا بیان
۱۶۸	راہبھری کا غلبہ شوق	۲۳۳	مکتوب دوم	۱۳۷	۲۶۶	۱۶۲	سعیدہ خاتون زوجہ مولف کا بیان
۱۶۹	فتاویٰ الفقہاء الشریع	۲۳۴	لاؤ تعلیم اور ادا دطاقت	۱۳۷	۲۶۷	۱۶۳	عبد الغفور خان صاحب جیری کا بیان
۱۷۰	سلک عشاق کا اظہار	۲۳۵	برائے حل مشکل	۱۳۷	۲۶۸	۱۶۳	محسن اللہ خان صاحب بخوری کا بیان
۱۷۱	اسلامی ہمدردی	۲۳۶	برائے کف قبہ	۱۳۷	۲۶۹	۱۶۳	نواب فیض علی صاحب دہلوی کا بیان
۱۷۲	بزرگوں کے عارفانہ اقوال کا تذکرہ	۲۳۷	بڑے شہرت زیارت رسول اللہ علیہ وسلم	۱۳۷	۲۷۰	۱۶۳	نواب خواجہ محمد غلامی صاحب دہلوی کے بیان
۱۷۳	ترک دنیا	۲۳۸	برائے درد دل	۱۳۷	۲۷۱	۱۶۳	ابلیہ کرم علیہاں صاحب اکبر آبادی
۱۷۴	حضرت بایزید بسطامی پروردہ حال	۲۳۹	برائے دفعہ دین	۱۳۷	۲۷۲	۱۶۳	مولف کا بیان
۱۷۵	خواجہ سمون محب کا قول	۲۴۰	بڑے وقت نزع	۱۳۷	۲۷۳	۱۶۳	آپ کی بعض خصوصیات
		۲۴۱	مرصعہ لہر و طالع	۱۳۷	۲۷۴	۱۶۳	حلقہ صوفیہ کی بعض مشہور روایات

الف

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۹۸	(ب) اعراس باہ صفر	۱۸۴	۳۰۲	حمید بیہ دالان	۱۴۵	۲۴۲	حضرت تاجی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ	۱۴۵
۱۹۹	(ج) اعراس باہ ربیع الاول	۱۸۴	۳۰۳	کھیرتی گاد بخت	۱۴۵	۲۴۳	نظام الدین شاہ صاحب	۱۴۵
۲۰۰	(د) اعراس باہ ربیع الثانی	۱۸۴	۳۰۴	بیگی دالان ۵۳۳	۱۴۵	۲۴۴	سید لانا عبد الشکور اکبر آبادی	۱۴۵
۲۰۱	(ه) اعراس باہ جادی لاول	۱۸۸	۳۰۵	توشہ خانہ و دیگر خواجہ نحر الدین گدڑی	۱۴۶	۲۴۵	(ب) بعض عازراتہ تعبیرات	۱۴۶
۱۹۹	(و) اعراس باہ جادی لثانی	۱۸۹	۳۰۶	روضہ مقدسہ سلطان الہند محمود خواجہ	۱۴۶	۲۴۶	حصہ سویم	۱۴۶
۲۰۰	(ز) اعراس باہ رجب المرجب	۱۸۹	۳۰۷	غریب نواز قدس سرہ	۱۴۶	۲۴۷	آپنی درگاہ اور مراسم	۱۴۶
۲۰۱	(ح) اعراس باہ شعبان	۱۸۲	۳۰۸	محبوبی بی مانظ جمال	۱۴۸	۲۴۸	آپنی درگاہ اور مذکور عقیدت	۱۴۸
۲۰۲	(ط) اعراس باہ رمضان	۱۸۳	۳۰۹	محبوبی بی مانظ جمال	۱۴۸	۲۴۹	درگاہ شریف	۱۴۸
۲۰۳	(ی) اعراس باہ شوال	۱۸۳	۳۱۰	محبوبی بی مانظ جمال	۱۴۸	۲۵۰	احاطہ نقار خانہ	۱۴۸
۲۰۴	(ک) اعراس باہ ذی قعدہ	۱۸۳	۳۱۱	جناتی دروازہ	۱۴۸	۲۵۱	احاطہ صحن چراغ	۱۴۸
۲۰۵	(ل) اعراس باہ ذی الحجہ	۱۸۳	۳۱۲	چلہ شریف حضرت بابا فرید گنجشک	۱۴۸	۲۵۲	حدود دار بہ	۱۴۸
۲۰۶	منجانب انجمن خیریتہ خدام خواجہ	۳۳۳	۳۱۳	جامع مسجد شاہجہانی	۱۴۹	۲۵۳	(الف) احاطہ آڈل	۱۴۹
۲۰۷	سیدزادگان اجمیر شریف رجبی	۳۳۴	۳۱۴	چاہ یار	۱۴۹	۲۵۴	غفلت دروازہ	۱۴۹
۲۰۸	منجانب جمعی الادقات عینی گدڑی	۳۳۵	۳۱۵	مزار خواجہ حسن اجمیری	۱۴۹	۲۵۵	کلمہ دروازہ	۱۴۹
۲۰۹	شاہی انجمن اجمیر شریف رجبی	۳۳۶	۳۱۶	سولہ کلمہ	۱۵۰	۲۵۶	شفا خانہ درگاہ شریف	۱۵۰
۲۱۰	منجانب پشادری صاحبان	۳۳۷	۳۱۷	ایک بالشت کی چتری	۱۵۰	۲۵۷	اکبری مسجد	۱۵۰
۲۱۱	منجانب ڈالان درگاہ معلیٰ	۳۳۸	۳۱۸	جمالیہ	۱۵۰	۲۵۸	بلند دروازہ	۱۵۰
۲۱۲	منجانب سید اسرار احمد مفتاحی	۳۳۹	۳۱۹	شاہی گھاٹ	۱۵۱	۲۵۹	(ب) احاطہ دویم	۱۵۱
۲۱۳	منجانب مولانا عبد الباقی صاحب	۳۴۰	۳۲۰	کرناٹی دالان	۱۵۱	۲۶۰	دیگر در صحن	۱۵۱
۲۱۴	مراسم قدیم کے تحت میں الفی زکریا	۳۴۱	۳۲۱	عبادت خانہ مفتوحات	۱۵۱	۲۶۱	بڑی دیگ ۹۹۲	۱۵۱
۲۱۵	درگاہ کیشی	۳۴۲	۳۲۲	دالان حاجی وزیر علی صاحب	۱۵۲	۲۶۲	چھوٹی دیگ ۹۹۳	۱۵۲
۲۱۶	دیوان صاحب	۳۴۳	۳۲۳	مقبور علی شہی خاں	۱۵۲	۲۶۳	صحن چہرہ	۱۵۲
۲۱۷	موتی	۳۴۴	۳۲۴	سبیل خواجہ سبزی	۱۵۲	۲۶۴	محفل خانہ سفینہ	۱۵۲
۲۱۸	خدام صاحبان	۳۴۵	۳۲۵	عقیدت مندانہ خدمات دوسرے درگاہ	۱۵۳	۲۶۵	خانقاہ ۹۹۴	۱۵۳
۲۱۹	(د) مراسم قدیم کے تحت میں دالان	۳۴۶	۳۲۶	لافت مراسم قدیم کے تحت میں موتی	۱۵۳	۲۶۶	حوض دھمال خانہ ۹۹۵	۱۵۳
۲۲۰	آداب اندرون درگاہ شریف	۳۴۷	۳۲۷	روزانہ صبح	۱۵۴	۲۶۷	سبیل	۱۵۴
۲۲۱	آداب احاطہ نور	۳۴۸	۳۲۸	مغرب سے قبل	۱۵۴	۲۶۸	نظر خانہ	۱۵۴
۲۲۲	آداب اندرون قہر مبارک	۳۴۹	۳۲۹	نماز عشا	۱۵۴	۲۶۹	تاریخی جہت	۱۵۴
۲۲۳	آداب محفل سماع	۳۵۰	۳۳۰	پنجشنبہ	۱۵۴	۲۷۰	بجلی گھر ۹۹۶	۱۵۴
۲۲۴	درگاہ میں عقیدہ و نمونہ مفید عام یادگار	۳۵۱	۳۳۱	چھٹی شریف	۱۵۵	۲۷۱	(ج) احاطہ سویم	۱۵۵
۲۲۵	مدرسہ عثمانیہ مبینہ	۳۵۲	۳۳۲	عرس شریف	۱۵۵	۲۷۲	احاطہ جیل	۱۵۵
۲۲۶	خواجہ کالنگر	۳۵۳	۳۳۳	محفل قبل	۱۵۵	۲۷۳	مسجد سندل خانہ	۱۵۵
۲۲۷	اکھاڑہ	۳۵۴	۳۳۴	غسل شریف	۱۵۵	۲۷۴	اولیاء مسجد ۹۹۷	۱۵۵
۲۲۸	شفا خانہ دو خانہ	۳۵۵	۳۳۵	(ب) مراسم قدیم کے تحت میں اعراس نور	۱۵۶	۲۷۵	مزار شیخ محمد یادگار	۱۵۶
۲۲۹	حصہ چہارم حلقہ ارادت	۳۵۶	۳۳۶	منجانب درگاہ شریف	۱۵۶	۲۷۶	نظام سقہ کا منوار	۱۵۶
۲۳۰	آپ کا دائرہ عقیدت	۳۵۷	۳۳۷	(الف) اعراس باہ محرم	۱۵۷	۲۷۷		۱۵۷

تبر شماره	مضامین	تبر شماره	مضامین	تبر شماره	مضامین	تبر شماره	مضامین
۲۳۱	حضرت شیخ سلیم چشتی فتح پور	۲۲۱	دلیل العارفین	۲۱۱	عقیدت محمد زاده حاضر بیاں اور نذور	۳۵۳	عقیدت محمد زاده حاضر بیاں اور نذور
۲۳۲	شیخ بدیع الدین شاہ بداد	۲۲۱	سیر العارفین	۲۱۱	شہاب الدین غوری رحمہ اللہ	۳۵۴	شہاب الدین غوری رحمہ اللہ
۲۳۲	حضرت مجدد الف ثانی سرمد	۲۲۱	سیر الانطاب	۲۱۱	سلطان شمس الدین التمش سلطنت	۳۵۵	سلطان شمس الدین التمش سلطنت
۲۳۲	سیدنا امیر ابو العلاء نقشبندی	۲۲۲	مونس الادراج	۲۱۱	سلطان محمد علی السعدت بہ شاہ اند	۳۵۶	سلطان محمد علی السعدت بہ شاہ اند
۲۳۲	احمدی اکبر آبادی	۲۲۲	اقتباس الاوار	۲۱۱	شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان	۳۵۷	شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان
۲۳۲	حضرت محمد فیروز الدین المودت	۲۲۲	اخبار الاخبار	۲۱۱	محمود شاہ بیک بکراتی سلطنت	۳۵۸	محمود شاہ بیک بکراتی سلطنت
۲۳۲	مولانا فخر دہلوی	۲۲۲	غزینۃ الاصفیا	۲۱۱	اکبر بادشاہ	۳۵۸	اکبر بادشاہ
۲۳۳	سید حاجی شاہ محمد سجاد ابو العلاء	۲۲۲	دقائق شاہ معین	۲۱۲	شہباز خاں سلطنت	۳۵۹	شہباز خاں سلطنت
۲۳۳	سید غلام علی شاہ مرشد آبادی	۲۲۲	معین الادلیا	۲۱۲	جہانگیر سلطنت	۳۶۰	جہانگیر سلطنت
۲۳۳	سید امام احمدی	۲۲۲	تاریخ سلطنت	۲۱۳	خوشنودی حد النساء سلطنت	۳۶۱	خوشنودی حد النساء سلطنت
۲۳۳	سید مظفر علی شاہ جعفری قادری	۲۲۲	ماہتاب التبر	۲۱۳	شاہجہاں سلطنت	۳۶۲	شاہجہاں سلطنت
۲۳۳	اکبر آبادی سلطنت	۲۲۲	عطاء رسول	۲۱۳	شہزادی چہاں آرا بیکم سلطنت	۳۶۳	شہزادی چہاں آرا بیکم سلطنت
۲۳۳	حافظی دارت علی شاہ بیک شریف	۲۲۲	کامل سوانح عمری غیب نواز	۲۱۵	اوزنگ زب عالمگیر سلطنت	۳۶۴	اوزنگ زب عالمگیر سلطنت
۲۳۳	حاجی سید شاہ محمد اکبر دانا پوری	۲۲۲	(دب) مناقب غریب نواز	۲۱۵	امیر حبیب شاہ غافل شاہ افغان	۳۶۵	امیر حبیب شاہ غافل شاہ افغان
۲۳۳	(دب) بعض متاخرین درباری	۲۲۳	شاہ شیاہ بریلوی	۲۱۵	نواب حامد علی خان صنادالی رامپور	۳۶۶	نواب حامد علی خان صنادالی رامپور
۲۳۵	حکیم دھت جین شاہ صاحب	۲۲۳	داغ دہلوی	۲۱۵	میر غفران علی نقشاہ دکن سلطنت	۳۶۷	میر غفران علی نقشاہ دکن سلطنت
۲۳۵	قادری اکبر آبادی	۲۲۳	مولانا معین اجیری	۲۱۶	ہزارہ گوہر شاہ دہلی ریاست	۳۶۸	ہزارہ گوہر شاہ دہلی ریاست
۲۳۵	سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری	۲۲۳	بیدم شاہ دارالحدیث	۲۱۶	ہزارہ جہانگیر شاہ سلطنت	۳۶۹	ہزارہ جہانگیر شاہ سلطنت
۲۳۵	امریوی	۲۲۳	سید محمد علی شاہ نیازی اکبر آبادی	۲۱۷	مولانا محمد علی جوہر سلطنت	۳۷۰	مولانا محمد علی جوہر سلطنت
۲۳۵	شاہ نواب غلام محی الدین خاں	۲۲۵	مولف	۲۱۷	ہراتی گاندی سلطنت	۳۷۱	ہراتی گاندی سلطنت
۲۳۵	حکیمی حیدر آبادی	۲۲۵	سردار خاں نواز اکبر آبادی	۲۱۸	عبدالرب نضر سلطنت	۳۷۲	عبدالرب نضر سلطنت
۲۳۶	نظیر شاہ عون محبت شاہ اکبر آبادی	۲۲۶	حکیم سید مقصود الحسن عرفانی چشتی	۲۱۸	پندت جواہر لال نہرو سلطنت	۳۷۳	پندت جواہر لال نہرو سلطنت
۲۳۶	ضیاء میاں صاحب نظامی کرناٹک	۲۲۶	قادری المتخلص دلاور اکبر آبادی	۲۱۸	قاضی عبدالغفار مراد آبادی سلطنت	۳۷۴	قاضی عبدالغفار مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	شاہ احمد رضا خان رامپوری صابری	۲۲۶	عویزی عشرت حسن سلمہ اوار ایم	۲۱۸	علی سنگھ جگر مراد آبادی سلطنت	۳۷۵	علی سنگھ جگر مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	عبد الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی	۲۲۶	لے پی اے ڈی مراد آبادی	۲۱۸	سر محمد یعقوب مراد آبادی سلطنت	۳۷۶	سر محمد یعقوب مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	حضرت سید احمد علی جمال شاہ	۲۲۶	مولوی مظہر علیل خاں شوق مراد آبادی	۲۱۸	آپیکہ نام سے عقیدت مند محبوب مقامات دہلی قلع	۳۷۷	آپیکہ نام سے عقیدت مند محبوب مقامات دہلی قلع
۲۳۶	السعدت یہ بل شاہ بابا دہلوی	۲۲۸	عویزی جواہر الحسن مراد آبادی	۲۱۹	حیدر آباد دکن	۳۷۸	حیدر آباد دکن
۲۳۶	سید میر محمد بادشاہ کوہاٹ	۲۲۹	حصہ پنجم آپیکہ درباری	۲۱۹	ریاست جادوہ	۳۷۸	ریاست جادوہ
۲۳۶	نشی شوکت حسین چشتی مراد آبادی	۲۳۰	درباری	۲۲۰	بیان	۳۷۹	بیان
۲۳۸	درد غم عبد العزیز خاں گدڑی شاہ پوری	۲۳۰	(الف) بعض متقدمین درباری	۲۲۰	آگرہ	۳۸۰	آگرہ
۲۳۸	حافظ محمد رفعت گدڑی شاہی حیرتی	۲۳۰	مولانا فخر الدین زرا دی قدس سرہ	۲۲۰	لاہور	۳۸۱	لاہور
۲۳۸	حافظ محمد بخش امیری	۲۳۰	شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر	۲۲۰	بھوپال	۳۸۲	بھوپال
۲۳۸	حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبر آبادی	۲۳۰	پانی پتی	۲۲۰	متدسور	۳۸۳	متدسور
۲۳۸	بابا یوسف شاہ چشتی اکبر آبادی	۲۳۰	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا	۲۲۰	فالوہر	۳۸۴	فالوہر
۲۳۸	حاجی محبوب علی شاہ عطارد	۲۳۰	چشتی ادشی ہرلوی	۲۲۱	آپیکہ اذکار و مناقب	۳۸۴	آپیکہ اذکار و مناقب
۲۳۹	بابا جی مراد آبادی دہلوی	۲۳۱	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی	۲۲۱	(الف) اذکار	۳۸۴	(الف) اذکار
۲۳۹		۲۳۱	امجد ہنر پاک پٹن	۲۲۱		۳۸۴	

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۴۲	عزیز الرحمن شاہ مراد آباد	۲۳۹	۲۴۳	کتاب شاہ صاحب مراد آبادی	۲۴۴	۲۴۸	تصدق حسین صاحب اشرفی مراد آبادی	۲۴۸
۲۴۳	اصمت الرشید بیک بھوپال	۲۳۹	۲۴۴	جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیدان	۲۴۴	۲۴۸	مصطفیٰ حسن سلمہ مراد آبادی	۲۴۸
۲۴۴	موجودہ دکن باری	۲۳۹	۲۴۵	نور احمد حسن نظامی دہلوی	۲۴۵	۲۴۹	رضا حسن سلمہ مراد آبادی	۲۴۹
۲۴۵	سجاد حسین شاہ صاحب چشتی صابری آبپری	۲۳۹	۲۴۶	پیارے شاہ صاحب مراد آبادی	۲۴۶	۲۴۹	مولوی عبدالرحمان صاحب چشتی	۲۴۹
۲۴۶	امرو شاہ صاحب چشتی میسوری	۲۳۹	۲۴۷	سید عبدالرب شاہ صاحب مراد آبادی	۲۴۷	۲۴۹	بابو عبدالرحیم صاحب قاضی	۲۴۹
۲۴۷	حافظ سید عبداللہ شاہ صاحب چشتی	۲۴۰	۲۴۸	صاحبی احمد حسن صاحب نقشبندی	۲۴۸	۲۴۹	حفیظ احمد علی صاحب قاضی گدڑی شاهی	۲۴۹
۲۴۸	تونسوی	۲۴۰	۲۴۹	نشی نور الحسن صاحب چشتی مراد آبادی	۲۴۹	۲۴۹	ڈاکٹر عبدالحمید صاحب	۲۴۹
۲۴۹	عزیز میاں صاحب نظامی نیازی بریلوی	۲۴۰	۲۵۰	محمد علی صاحب پورٹی داسے بھنبی	۲۵۰	۲۴۹	ابراہیم خان صاحب گدڑی شاهی	۲۴۹
۲۵۰	میاں جان شاہ صاحب چشتی علی گڑھی	۲۴۰	۲۵۱	حضرت قاسم میاں شاہ صاحب	۲۵۱	۲۴۹	بیلا بانی صاحب گدڑی شاهی	۲۴۹
۲۵۱	سید عاشق علی صاحب متوطن فتح پور	۲۴۰	۲۵۲	ایوان العلانی حیدر آباد دکن	۲۵۲	۲۴۹	محمد اکبر صاحب	۲۴۹
۲۵۲	ہیات اللہ شاہ صاحب چشتی علی گڑھی	۲۴۰	۲۵۳	عاشق حسین صاحب شیکیدار مراد آبادی	۲۵۳	۲۵۰	نماز محمد	۲۵۰
۲۵۳	سلطان زان شاہ صاحب چشتی رام پوری	۲۴۰	۲۵۴	حبیب اللہ خان صاحب اکبر آبادی	۲۵۴	۲۵۰	سکینہ بانی	۲۵۰
۲۵۴	سید رضا الحق صاحب چشتی ادنگ آبادی	۲۴۱	۲۵۵	رفیق محمد سلمہ عرف نمبر اکبر آبادی	۲۵۵	۲۵۰	کلی شاہ صاحبہ	۲۵۰
۲۵۵	منقطع گیا۔	۲۴۱	۲۵۶	امین الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۵۶	۲۵۰	عبد الغفور شاہ عرف غفور شاہ	۲۵۰
۲۵۶	مولانا فضل الرحمن صاحب چشتی لاہوری	۲۴۱	۲۵۷	مولانا افلاق احمد سلمہ اکبر آبادی	۲۵۷	۲۵۰	حیدر خان انداز	۲۵۰
۲۵۷	ہتاب شاہ دولتی کھنوی	۲۴۱	۲۵۸	حافظ نور سلمہ اکبر آبادی	۲۵۸	۲۵۰	یعقوب صاحب ریاض خدا مان درگاہ	۲۵۰
۲۵۸	بابو مشتاق احمد صاحب بیچ آبادی	۲۴۱	۲۵۹	فتیہ الدین عرف بیچ سلمہ اکبر آبادی	۲۵۹	۲۵۰	سید محمد حنیف صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۲۵۹	صاحبی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی	۲۴۱	۲۶۰	اعجاز محمد صاحب نشر	۲۶۰	۲۵۰	سید ظہور الحسن صاحب عرف مولا	۲۵۰
۲۶۰	صاحبی حافظ حسین الدین صاحب میرٹھی	۲۴۱	۲۶۱	خشتیت علی خان صاحب سوداگر	۲۶۱	۲۵۰	میاں خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۱	سید محمد علی شاہ صاحب قادری شہنی نیازی	۲۴۱	۲۶۲	فیاض الدین صاحب اکبر آبادی	۲۶۲	۲۵۰	سید فضل رسول صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۲	اکبر آبادی	۲۴۱	۲۶۳	درباب الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۶۳	۲۵۰	محمد حسین صاحب چشتی خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۳	سید ذوالعلی صاحب قادری آبادی	۲۴۲	۲۶۴	محمد حسین سلمہ مراد آبادی	۲۶۴	۲۵۰	سید ولی الدین صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۴	حفیظ الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲	۲۶۵	حبیب خان صاحب سلمہ	۲۶۵	۲۵۰	سید محمد امین صاحب نیازی	۲۵۰
۲۶۵	عرفت بیچا صاحب	۲۴۲	۲۶۶	ترقی علی بیگ سلمہ اکبر آبادی	۲۶۶	۲۵۰	خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۶	سید انعام الدین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲	۲۶۷	ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہ کھنوی	۲۶۷	۲۵۰	سید کاظم علی صاحب نیازی خادم	۲۵۰
۲۶۷	بیکرم سید ظہور حسین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲	۲۶۸	ڈاکٹر فریدی صاحب	۲۶۸	۲۵۰	درگاہ	۲۵۰
۲۶۸	بیکرم سید احمد حسین صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲	۲۶۹	طفیل احمد صاحب فریدی	۲۶۹	۲۵۰	سید حسن علی صاحب خادم درگاہ	۲۵۰
۲۶۹	مولوی نور الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی	۲۴۲	۲۷۰	ذباب بانی سلمہ علی گڑھ	۲۷۰	۲۵۰	سید ظہور الحسن صاحب عرف زیلہ	۲۵۰
۲۷۰	صوفی رضی الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی	۲۴۳	۲۷۱	ذباب زادہ صاحبی گرم علی خان سلمہ	۲۷۱	۲۵۱	صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۲۷۱	محمد ابراہیم شاہ صاحب المیزان برصوفی قادری	۲۴۳	۲۷۲	اکبری سلمہ	۲۷۲	۲۵۱	سید محمد اسماعیل صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۲۷۲	انعام دہلوی	۲۴۳	۲۷۳	الفت شاہ صاحب اکبر آبادی	۲۷۳	۲۵۱	سید نوشہ میاں صاحب خادم درگاہ	۲۵۱
۲۷۳	جنس سید الطاف حسین صاحب اکبر آبادی	۲۴۳	۲۷۴	اشتقاق صاحب چشتی صاحب سلمہ	۲۷۴	۲۵۱	سید ظہور الحسن عرف ظہور میاں	۲۵۱
۲۷۴	مولانا عبد الرشید سلمہ نظامی اکبر آبادی	۲۴۳	۲۷۵	چودھری رحیم بخش صاحب اکبر آبادی	۲۷۵	۲۵۱	(د) یعقوب مقامی درباری علماء	۲۵۱
۲۷۵	کتاب اشرف شاہ صاحب الہ آبادی	۲۴۳	۲۷۶	مولوی امام علی صاحب اکبر آبادی	۲۷۶	۲۵۲	مفتی امتیاز احمد صاحب بنیاب	۲۵۲
۲۷۶	دیر شاہ صاحب قادری ریاست جہاد	۲۴۳	۲۷۷	نماز علی صاحب حیدر آباد دکن	۲۷۷	۲۵۲	مولوی محمد شریف صاحب	۲۵۲
۲۷۷	نظام محمد الدین شاہ صاحب نور شریف	۲۴۳	۲۷۸	نمایا شاہ نیر آبادی	۲۷۸	۲۵۲	مولوی عبد الرحمن صاحب عوانی	۲۵۲

المبت

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۵۳۶	مولوی محمد سید علی صاحب	۲۵۲	رمضان بخش صاحب میلاد خواں	۵۹۳	سید معصوم علی شاہ عت حاتفا	۲۶۲	نامینا
۵۳۷	مولوی عبد اللہ صاحب	۲۵۲	اجمیری	۲۵۲	عبد الکریم شاہ تاجی جیسوری	۲۶۲	عبد الکریم شاہ تاجی جیسوری
۵۳۸	مولوی محمد یونس صاحب	۲۵۲	امیر بخش صاحب میلاد خواں اجمیری	۲۵۲	حصہ ششم	۲۶۳	اجمیری کی تاریخ و جغرافیہ
۵۳۹	مولوی محمد شفیع صاحب	۲۵۲	کالے میاں صاحب کلیمی جیمیری	۲۵۲	الفت (جغرافیہ)	۲۶۳	جغرافیہ
۵۴۰	بعض موجودہ مقامی درباری شعرا	۲۵۲	زاہدین صاحب اجمیری	۲۵۲	جائے وقوع	۲۶۳	جائے وقوع
۵۴۱	مولانا سید عبداللہ یاری صاحب معنی	۲۵۲	محمد عظیم صاحب اجمیری	۲۵۲	(ب) تحفہ تارخ	۲۶۳	(ب) تحفہ تارخ
۵۴۲	سید راحت علی صاحب راحت	۲۵۳	سیرت و مقامی درباری قوالان	۵۹۵	اقوام ہند	۲۶۳	اقوام ہند
۵۴۳	سید محمود علی صاحب عشی	۲۵۳	شاہی چوکی المعروف بہ چوکی اول	۲۵۴	اجمیری کی دہ تسمیہ	۲۶۵	اجمیری کی دہ تسمیہ
۵۴۴	رنجیلے شاہ صاحب رنگیلے	۲۵۳	درگاہ اجمیری	۲۵۴	راجہ لچے پال پکوا	۲۶۵	راجہ لچے پال پکوا
۵۴۵	اختر صاحب مودودی	۲۵۳	صاہری چوکی المعروف بہ دہیم	۲۵۴	راجہ دولہا راسہ	۲۶۵	راجہ دولہا راسہ
۵۴۶	بعض موجودہ مقامی درباری الب	۲۵۳	درگاہ اجمیری شریف	۲۵۴	پرس راج	۲۶۵	پرس راج
۵۴۷	میکم عبد اللہ عظیم خاں صاحب	۲۵۳	چوکی سوم درگاہ شریف	۲۵۴	راجہ بیل دیو	۲۶۶	راجہ بیل دیو
۵۴۸	تافوئی گڈڑی شاہی المعروف بہ	۲۵۳	چوکی غلام حسین صاحب قوال	۲۵۴	راجہ سادنگ دیو	۲۶۶	راجہ سادنگ دیو
۵۴۹	نوشہ میاں	۲۵۳	عرف طوطی اجمیری	۲۵۴	راجہ انادیو	۲۶۶	راجہ انادیو
۵۵۰	میکم ضیا الدین صاحب طبیب آستانہ	۲۵۳	چوکی انگارہ شاہ صاحب	۲۵۴	راجہ بیجے پال	۲۶۶	راجہ بیجے پال
۵۵۱	حکیم آوار احمد صاحب	۲۵۳	چوکی خزانہ صاحب	۲۵۴	راجہ سوہین دیو	۲۶۶	راجہ سوہین دیو
۵۵۲	حکیم نظام الدین صاحب	۲۵۳	چوکی نظیر صاحب	۲۵۴	راجہ پرتھوی راج	۲۶۶	راجہ پرتھوی راج
۵۵۳	حکیم نور بزرگ صاحب دھوی	۲۵۳	چوکی تصدق حسین جیسوری	۲۵۴	سلطان شہاب الدین فوری	۲۶۶	سلطان شہاب الدین فوری
۵۵۴	ڈاکٹر اقبال علی سلمہ جعفری	۲۵۳	چوکی مرلی صاحب شاہ جہا پوری	۲۵۴	تطیب الدین ایک	۲۶۶	تطیب الدین ایک
۵۵۵	حکیم نعیم الدین صاحب	۲۵۳	چوکی عبد الکریم صاحب دہلوی	۲۵۴	آرام شاہ	۲۶۶	آرام شاہ
۵۵۶	حکیم سعید احمد صاحب	۲۵۳	چوکی علی بخش صاحب اکبر آبادی	۲۵۴	سلطان شمس الدین القش	۲۶۶	سلطان شمس الدین القش
۵۵۷	حکیم محمد امجد صاحب	۲۵۳	چوکی یحییٰ صاحب خیر آبادی	۲۵۴	راجگان بیواؤ	۲۶۶	راجگان بیواؤ
۵۵۸	شذات حسین کیوڈر	۲۵۳	علی بخش صاحب قادری جیشتی	۲۵۴	سلطان محمد غلجی شاہ اولہ المعروف	۲۶۶	سلطان محمد غلجی شاہ اولہ المعروف
۵۵۹	(ز) بعض مقامی عمامدین	۲۵۳	المعروف بہ داغظ قوال خیر آبادی	۲۵۴	یہ شاہ متدد	۲۶۶	یہ شاہ متدد
۵۶۰	لواپ محمد عمر صاحب جاگیردار	۲۵۳	بعض متاخرین ہماجرین درباری	۲۵۴	امراء راجپور	۲۶۶	امراء راجپور
۵۶۱	المعروف بہ ذاب یو راج	۲۵۳	تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد	۲۵۴	اجمیری عبد مغلیہ میں	۲۶۶	اجمیری عبد مغلیہ میں
۵۶۲	سید محمد یوسف علی مودودی جاگیردار	۲۵۳	عالم خیر کے المعروف بہ گڈڑی شاہ بابا	۲۵۴	محمد شاہ	۲۶۶	محمد شاہ
۵۶۳	عرف شاہ سی	۲۵۳	حضرت عبدالرحیم شاہ صاحب المعروف	۲۵۴	جنکو جی سندھیا	۲۶۶	جنکو جی سندھیا
۵۶۴	ڈاکٹر سید عبد الحق جاگیردار	۲۵۳	حضرت محمد علی شاہ	۲۵۴	ہمارا اجنک سنگہ والی جود پور	۲۶۶	ہمارا اجنک سنگہ والی جود پور
۵۶۵	سید بختار علی صاحب	۲۵۳	بہا حق گڈڑی شاہ کاشی پوری	۲۵۴	(ج) آثار اجمیریہ	۲۶۶	(ج) آثار اجمیریہ
۵۶۶	سید محمد سلیم صاحب جاگیردار	۲۵۳	حضرت احمد علی شاہ صاحب بنارک	۲۵۴	حفاظی عمارات اور مفید عالم مقامات	۲۶۶	حفاظی عمارات اور مفید عالم مقامات
۵۶۷	محمد عبد المجید خاں صاحب	۲۵۳	حضرت محمد علی شاہ	۲۵۴	قلعہ نارنگٹھ	۲۶۶	قلعہ نارنگٹھ
۵۶۸	عبد القیوم خاں صاحب	۲۵۳	بھاری شاہ	۲۵۴		۲۶۶	
۵۶۹	بعض موجودہ درباری میلاد خواں	۲۵۳	حافظ بشیر علی بیگ	۲۵۴		۲۶۶	
۵۷۰	نظیر بخش سلمہ گڈڑی شاہی	۲۵۳	یعقوب شاہ	۲۵۴		۲۶۶	
۵۷۱	حافظ عبدالرحمن صاحب اجمیری	۲۵۳	نکین شاہ	۲۵۴		۲۶۶	

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار
۲۸۵	اجمیر کی بعض اسلامی تقاریب	۲۴۵	۲۴۹	مقبرہ سید حسین خٹک سوار	۲۵۰	۲۴۹	اکبری تحصیل شہر	۲۲۰
۲۸۵	محرم شریف	۲۴۵	۲۴۹	بیچ شہداد	۲۵۱	۲۴۹	دروازے	۲۲۱
۲۸۵	صفر المنظر	۲۴۶	۲۴۹	مزارات میر تاجان امیر ترغان	۲۵۲	۲۴۹	فیل سنگ	۲۲۲
۲۸۵	ربیع الاول	۲۴۶	۲۴۹	شہر دار	۲۵۳	۲۴۹	سوت برج	۲۲۳
۲۸۵	ربیع الثانی	۲۴۸	۲۴۹	مقبرہ عبداللہ خاں	۲۵۴	۲۴۹	سیسہ کان	۲۲۴
۲۸۵	جمادی الثانی	۲۴۸	۲۴۹	برائی سائر	۲۵۵	۲۴۹	بیچ محلات	۲۲۵
۲۸۶	رجب المرجب	۲۴۸	۲۴۹	درگاہ برہان الدین قتال	۲۵۶	۲۴۹	محل اکبری	۲۲۶
۲۸۶	رمضان المبارک	۲۴۸	۲۴۹	مزار روشن علی شاہ	۲۵۷	۲۴۹	پھول محل	۲۲۷
۲۸۶	تقطع تاریخ سال آغاز تکمیل	۲۴۸	۲۴۹	مزار مہار شاہ محمد دہ	۲۵۸	۲۴۹	دولت خانہ شاہجہانی	۲۲۸
۲۸۶	معین الارواح از مولوی	۲۴۸	۲۴۹	مزار مہار شاہ	۲۵۹	۲۴۹	دولت کدہ دانیال	۲۲۹
۲۸۶	منظر جلیل شوق مراد آبادی	۲۴۸	۲۴۹	بیچ بزرگان دین کا چلہ	۲۶۰	۲۴۹	بیچ باغات	۲۳۰
۲۸۶	تقارن	۲۴۹	۲۴۹	چلہ غریب دواز	۲۶۱	۲۴۹	دولت باغ	۲۳۱
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ حضرت قطب الدین صاحب	۲۶۲	۲۴۹	تھیر باغ	۲۳۲
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ بی بی مافظ جمال	۲۶۳	۲۴۹	باغ پوراج	۲۳۳
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ شادی دیو	۲۶۴	۲۴۹	بیچ بازار	۲۳۴
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ حضرت غوث پاک	۲۶۵	۲۴۹	قاص بازار	۲۳۵
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ بابا گنج شکر	۲۶۶	۲۴۹	درگاہ بازار	۲۳۶
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ سار غازی	۲۶۷	۲۴۹	سہیلی بازار	۲۳۷
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ شامدار	۲۶۸	۲۴۹	نیا بازار	۲۳۸
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ عبدالشہریار بانی	۲۶۹	۲۴۹	بیچ تالاب	۲۳۹
		۲۴۹	۲۴۹	چلہ ناتواں شاہ	۲۷۰	۲۴۹	اناسگر	۲۴۰
		۲۴۹	۲۴۹	بیچ مساجد	۲۷۱	۲۴۹	تالاب بیسملہ	۲۴۱
		۲۴۹	۲۴۹	عید گاہ	۲۷۲	۲۴۹	تالاب پشنگر	۲۴۲
		۲۴۹	۲۴۹	مسجد شمس الدین التمش	۲۷۳	۲۴۹	قائی ساگر	۲۴۳
		۲۴۹	۲۴۹	مسجد گیسو خاں	۲۷۴	۲۴۹	ڈوگی	۲۴۴
		۲۴۹	۲۴۹	مسجد سیلابانی	۲۷۵	۲۴۹	کائن بادی	۲۴۵
		۲۴۹	۲۴۹	شاہجہانی مسجد	۲۷۶	۲۴۹	بہار شاہ بادی	۲۴۶
		۲۴۹	۲۴۹	مسجد سرا	۲۷۷	۲۴۹	نور چشمہ جہانگیری	۲۴۷
		۲۴۹	۲۴۹	مسجد تلوک دی	۲۷۸	۲۴۹	موسر	۲۴۸
		۲۴۹	۲۴۹	بیچ جدید عمارات	۲۷۹	۲۴۹	بیچ محلہ	۲۴۹
		۲۴۹	۲۴۹	موسکالج	۲۸۰	۲۴۹	اندرو کوٹ	۲۵۰
		۲۴۹	۲۴۹	فری مین لاج	۲۸۱	۲۴۹	خادم محلہ	۲۵۱
		۲۴۹	۲۴۹	یار محمد بن برنج	۲۸۲	۲۴۹	الائے جھالہ	۲۵۲
		۲۴۹	۲۴۹	گھنٹہ گھر	۲۸۳	۲۴۹	لائسنس کوٹھری	۲۵۳
		۲۴۹	۲۴۹	سینٹرل جیل	۲۸۴	۲۴۹	گورنمنٹ چوک	۲۵۴
		۲۴۹	۲۴۹	یادگار ایڈورڈ ہفتم	۲۸۵	۲۴۹	بیچ مزارات	۲۵۵



دیا چہ

العق

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32582

۳۲۵۸۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیا چہ

CHECKED-2002

31 AUG 1963

تاریخ ایک مستقل فن ہے۔ فخر و ترفع کے موقوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے خواہ مخواہ بیان کرتے تھے۔ تفریح و گرمی صحبت کے لئے پہلی لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ باپ دادا کی پرانی عادات و اسلام کی یاد گاریں قائم رکھی جاتی تھیں اور یہی چیزیں تاریخ و تذکرہ کا سرمایہ ہیں۔ عرب میں بعض خاص باتیں ایسی پائی جاتی تھیں جن کو تاریخی سلسلہ سے تعلق تھا اور جو اور قوموں میں نہیں پائی جاتی تھیں مثلاً انساب کا چرچہ۔

”تجہ تجہ اپنے ابا د اجداد کے نام وغیرہ پشتوں تک محفوظ رکھتا تھا  
”فلاں ابن فلاں ہوں اس لئے پکا دلاؤ ہوں  
تخیل ہے میرا خونیں سمندر میں شاد ہوں

عرب میں جب تمدن کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے تاریخی کیفیات وجود میں آئیں اسلام سے بہت قبل بادشاہان خیرہ نے تاریخی واقعات قلم بند کرائے۔ پانچویں صدی سے قبل قدام کا دور کہلاتا ہے اور پانچویں کے آغاز سے متاخرین کا دور شروع ہوتا ہے۔

متاخرین نے تاریخ کے ساتھ من حیث الفن کوئی احسان نہیں کیا متاخرین نے یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی قدیم تصنیف رکھ لی اور تغیر و اختصار کے ساتھ اس کا قالب بدل دیا۔

بہر حال معین الارض کی تالیف کے لئے جو سرمایہ کام آسکتا تھا۔ وہ یہی قدام اور متاخرین کی تصنیفات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ و تذکرہ کے فن نے جو آج ترقی کی ہے اُس کے لحاظ سے یہ بے بہا خزانے بھی چنداں کارآمد نہیں۔ جناب مصنف شیخ المشایخ۔ دلی کامل فردا کمل۔ صاحب کشف و کرامات و خرق

عادات۔ سرآمد اولیا۔ حاجی الحرمین۔ واقعات اسرار حقیقت جناب ذواب خدام حسن صاحب اجمیری معینی گڈری شاہی نے اپنی سعی و محنت تلاش و تجسس اور فحصر علمی سے واقعات جو پردہ اخفا میں مستور تھے اُن کو معلوم کیا۔ یہ معلومات سرسری۔ سطحی۔ یا سنی سنائی نہیں ہیں۔

اس احوال کی تفصیل سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ فن تاریخ کی اہمیت اور حقیقت کیا ہے ایک بڑے مصنف نے تاریخ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ”فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا ہے اُن دونوں کے مجموعہ کا نام ”تاریخ“ ہے ایک اور عالم نے تاریخ کی اس طرح تعریف کی ہے۔

”اُن حالات اور واقعات کا پتہ لگانا جس سے یہ دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گزشتہ زمانہ سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہو گیا ہے یعنی چونکہ یہ مسلم ہے کہ آج دنیا میں جو تمدن معاشرت خیالات موجود ہیں سب گزشتہ واقعات کے نتائج ہیں جو خواہ مخواہ اُن سے پیدا ہونے چاہئیں تھے۔ اس لئے ان گزشتہ واقعات کا پتہ لگانا اور اُن کو اس طرح ترتیب دینا جس سے ظاہر ہو کہ موجودہ واقعہ گزشتہ واقعات سے کیونکر پیدا ہوا اُس کا نام ”تاریخ“ ہے

پس تاریخ کے لئے دو باتیں لازمی ہیں ایک یہ کہ جس عہد کا حال لکھا جائے اس زمانہ کے ہر قسم کے واقعات قلم بند کئے جائیں دوسرے یہ کہ تمام واقعات میں سبب اور سبب کا سلسلہ تلاش کیا جائے۔ قدیم تاریخوں میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے فلسفہ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور اُس کے آئین مرتب کئے۔ لیکن اُس کو اتنی تہمت نہ ملی کہ وہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتا۔ مسلمان اس فن کی تدوین میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ تفتیش حالات و تحقیق مقالات میں مسلمانوں کی موشگافیاں و دقت نظر کو دنیا کی دانشور قومیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ مسلمانوں کے علمی منزل نے اُن کو اتنی تہمت نہ دی کہ وہ پھر اس کا خیال کرتے۔

ایک بڑا سبب جس کی وجہ سے یہ فن ناقص رہا یہ ہے کہ تاریخ کے واقعات کو مختلف فنوں سے

رابطہ ہوتا ہے۔ اور اگر مؤرخ ان تمام امور کا ماہر ہو تو واقعات کو علمی حیثیت سے دیکھ سکتا ہے ورنہ اس کی نظر سرسری اور سطحی ہوگی جیسی کہ ایک عامی کی ہو سکتی ہے۔

واقعات کی تحقیق و تنقید کے لئے روایات کے اصول سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے روایات کے اصول نہایت احتیاط سے مرتب کئے۔ چنانچہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے: "خبروں میں اگر صرف روایات پر اعتبار کر لیا جائے۔ اور عادت کے اصول اور سیاست کے قواعد اور انسانی سوسائٹی کے اقتضا کا لحاظ ابھی طرح نہ کیا جائے اور غائب کو حاضر پر اور حال کو گزشتہ پر قیاس نہ کیا جائے تو اکثر لغزش ہوگی۔"

"معین الارواح" میں قدیم تاریخوں کے نقائص و سوانح کی غامبیوں کی تلافی کی گئی ہے اب تک جو کتابیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مستقل حیثیت سے لکھی گئی ہیں۔ ان میں ہر قسم کے ضروری واقعات نہیں ملتے۔ ان کتابوں کا طرز تحریر فلسفہ اور انشا پر دازی سے مرکب ہے۔ لیکن حقیقت تاریخ اور انشا پر دازی کی حدیں بالکل جدا جدا ہیں۔ ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ مؤرخ کو واقعہ نگاری کی حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ اہل مؤرخ کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔ اس نے تاریخ میں شاعری سے کام نہیں لیا۔ وہ نہ ملک کا ہمدرد بنا نہ مذہب اور قوم کا طرفدار ہوا۔ کسی واقعہ کے بیان کرنے میں مطلق یہ پتہ نہیں لگتا کہ وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور اس کا ذاتی اعتقاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات بڑی جامع الخشیات اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے منفرد شان رکھتی ہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی رشد و ہدایت اور مخلوق کی خدمت میں گزاری۔ آپ کی مستند سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی۔ اس فریضہ کو جناب حاجی الحرمین ذواب خادم حسن صاحب اجیری معینی گدڑی شاہی نے نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اور "معین الارواح" کے نام سے ان کی مبسوط سوانح عمری مرتب کی جو چھ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح مبارکہ" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" تیسرے میں "علقہ ارادت" چوتھے میں "آپ کی درگاہ اور مراسم" پانچویں میں آپ کے درباری اور چھٹے میں "تاریخ اخیر" درج ہیں۔

غرض خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے آپ کی سوانح مقدمہ ذات حالات عادات و خصائل۔ اشغال زندگی اور مذہبی خدمات کافی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات یعنی وہ مختلف تاریخی واقعات۔ مذہبی عقائد و خیالات۔ صوفیانہ و درویشانہ لطائف و نکات اور دوسرے مختلف النوع معلومات بھی بہم پہنچائے گئے ہیں۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ ملت کی زندگی کے لئے ایک نیا پیام لاتا تھا۔ وہ توحید خالص کے پرستار۔ دین کامل کے علمبردار۔ اور تجدید ملت کے طلبگار تھے۔ اُن کے روئے گئے و گئے میں رسول انام علیہ السلام کا عشق پیوست تھا آپ نے ہند میں اسلام پھیلانے کا جو خواب دیکھا تھا اُس کی تعبیر ہی کا آج یہ نتیجہ ہے کہ اتنی تعداد میں مسلمان یہاں نظر آتے ہیں۔

بلاغت تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”معین الارواح“ ایک ایسی تصنیف ہے جو محض سوانح سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ ہند میں اسلام کی تاریخ ہے۔ وہ یقیناً ایک درسی کتاب کا کام دے گی۔ وہ مصنف کے جذبات و عقیدت کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو لفظوں سے کھینچی گئی ہے کتاب اُس عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کی ذات والا صفات اپنے جلال جہاں آرا سے دنیا کو زورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہوں کہ ایسی کتاب کا دیباچہ لکھوں جو نہ صرف اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے دیر پا ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔

اُن خصائل کا ذکر عجیب پیرائے میں کیا گیا ہے جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کا جزو تھیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت قنبر دزی مجذوب سے ملاقات۔ حضرت غوث پاک سے پہلی ملاقات۔ شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاک سے دوسری ملاقات۔ بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں درود ہند و تان سفر حرمین شریف۔ پیرو مشد سے تبرکات معنوی اور خرقہ خلافت پانا۔ درود ہند و شریف اور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا داخل سلسلہ ہونا۔ شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح دربار غریب نواز رحمۃ اللہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی۔ سفر دہلی بار اول

دویم بھد سلطان شمس الدین التمش۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے حضرت خواجہ عثمان مکی ہر دنی قدس سرہ کا دہلی تشریف لانا۔ ان تمام دیگر واقعات سفارت و متعلقات کو جواب تک شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ بلا تحقیق و تدوین لکھے گئے تھے۔ مخدومی حضرات نواب خادم حسن صاحب زمبیری معینی گڈری شاہی نے اختصار مگر مورخانہ شان اور محققانہ آن بان کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان تشریف لانے کے حالات جو چند سطور سے زیادہ کتاب میں نہ ملتے تھے۔ یہاں دلکش پرلے میں اجمالی طور پر نین و مستند کتب کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات کا جو مقابلہ کیا وہ حالات معنی خیز طریق سے لکھے گئے ہیں۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے تو ان کے ساتھ نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی فوج تھی۔ بغیر تیر و کمان اور تیغ و لنگ کے آپ نے ہندوستان فتح کیا۔  
نہ ان کے ساتھ بھیجے تھے نہ سامانِ رسد کوئی  
نہ ان کی پشت پر تھا جز خدا بہر مدد کوئی

اور

نہ زر ہیں تھیں نہ ڈالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیر ہیں  
فقط خاموش تسبیح تھی۔ فقط پر جوش تبکیر ہیں  
اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیات یہ بھی ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات طبیات کے ساتھ ہی ساتھ ایک علیحدہ حصہ میں ان صوفیائے کرام و عقیدتمندان کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو یا تو ترک دطن کر کے اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے اور یا جن کو دربار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر و بیشتر حاضری کا شرف رہا۔

یہی در ہے جہاں شاہان دنیا سر جھکاتے ہیں  
سوالی بٹکے آتے ہیں۔ مرادین لیکے جاتے ہیں  
یہ کتاب برادر کشی۔ عناد پر در اور کشیدگی کے در میں ستمبر ۱۹۴۷ء میں اگر کے قیام کی فرصت

میں کچھ اجاب کے اصرار پر کچھ اہل محبت کی ہمدردانہ روش سے متاثر ہو کر کچھ جذبات سے مجبور ہو کر لکھی گئی۔ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب داخلی حالات دہنگامہ شورش نے حاجی الحرمین۔ جامع علوم ظاہری منبع فیوض یا طنی جناب نواب خادم حسن صاحب کو اجیر شریف سے دور رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جناب قبلہ گاہی صاحب مظلہ عالی کی تویہ آرزو ہے کہ دیار یار میں خدمت یار کرتے رہیں اور وہیں پیوستہ حق ہوں چنانچہ اس آرزو کو آپ نے خود ایک شعر میں اس طرح ادا کیا ہے ۵

”خواجہ نہ رکھنا دور تو خادم کی نفس کو

مٹی اسے نصیب ہو تیرے دیار کی

مخدوم مخدیان جناب مصطفیٰ کو تو گدائے کوئے جاناں بننے اور رہنے میں فخر ہے لیکن رہنے یا نہ رہنے دیتا بھی تو محبوب کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس لئے آپ خود ایک شعر میں ملتجی ہیں کہ ۵

”مجھے اپنے گداؤں میں پڑا رہنے دے یا خواجہ

گداؤں تیرے کو چہ کی ہے بہتر پادشاہی سے

محبوب کی یاد نے آستنایا۔ دل بھر آیا۔ کلیجہ منہ کو آیا۔ جدائی شاذ نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ ”معین الارواح“ کا وجود عالم میں آیا۔ علاوہ ازیں اُن کو اس بات کا بھی خوب احساس تھا کہ ۵

”گئی دنیا سے آقائے محمد کے غلاموں کی

تھلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کا زیا مونی“

پس انہوں نے چاہا ۵

”سناؤں ان کو ایسے دلولہ انگیزانے

کرے تائید جس کی عقل بھی تاریخ بھی مانے“

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں  
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں  
جب لکھتے بیٹھے تو گئے چھے تذکرے سامنے آئے جن میں روایات کی تبلیغ و اقامت  
کی تنقید اور اخبار و دین کی تحقیق کی مطلق کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن عارفانہ تجلیات نے ان کو خوب  
بتادیا تھا کہ ۵

یہ دنیاوی وسائل کی طلب ہی کوئی حیلہ ہے  
خدا پر رکھ نظر غافل خدا تیرا وسیلہ ہے  
پس ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نیز محبت۔ عقیدت و جدیہ خدمت نے اپنا  
کام کیا اور وہ کام جو بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کے واسطے علمی استعداد۔ قسمل  
میں زور خدا و ادراک دشمن دماغی۔ وسعت خیال۔ وضاحت بیان صحبت صافی۔ تہیہ سامان  
اور سب سے بڑھ کر وجاہت صوری نیابت معنوی کی ضرورت تھی۔ بحمد اللہ پائے تکمیل کو  
پہنچ گیا چند ماہ میں برسوں کا کام ختم ہو گیا۔  
اس کے لکھنے میں مخدوم مکرم جناب چچامیاں دام مجدکم کو جو محنت شادۃ اٹھانی پڑی ہو گی وہ  
خدا ہی بہتر جانتا ہے ۵

مری دنیا کا سرمایہ ہے عقبتی

بڑی تنخواہ کا مزدور ہوں میں

مجھے اُمید ہے کہ معین الارواح کا خیر مقدم خواص اور عوام میں پُر جوش ہو گا۔ البتہ  
اون لوگوں کو میں سراپا معذور سمجھتا ہوں جنکی چشم خرد پر تعصب کی عینک چسڑھی  
ہوئی ہے۔

اس کتاب سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جامع حثیات اور مقبول  
شخصیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس طرح مختلف بلکہ متضاد جماعتوں میں



یکساں مقبول تھے۔  
امید ہے کہ آپ کی مقبولیت کی طرح آپ کے سوانح حیات کو بھی قبول عام حاصل ہوگا

ظہور الحسن شاریب

ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈائریکٹر اور نٹیل رورل  
ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس

گل افشاں

مراد آباد

مورخہ مارچ ۱۹۴۸ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

## معروضہ

عرصہ سے احباب کا بار بار تقاضہ تھا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مرتب کروں مگر انہیں برابر یہ جواب دیتا رہا کہ سلطان الہند کے سوانح حیات تقریباً سیکڑوں کی تعداد میں اب تک لکھے جا چکے ہیں اور کوئی بات چھوڑی نہیں گئی ہے اب اس باب میں میرا قلم اٹھانا بے سود ہے آخر ستمبر ۱۹۴۲ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت احباب کے اصرار اور اہل محبت کی ہمدردانہ رودش نے ترغیب دی کہ یہ سعادت حاصل کروں مگر جب لکھنے بیٹھا تو وہی گئے چنے حالات سامنے آئے اور وہ بھی بکثرت اختلافات ردایات کیساتھ ان متضاد بیانات نے شکل حدیثان نمودار ہو کر ہمت پست کر دی خیال ہوا کہ اب لکھوں تو کیا لکھوں کس کو غلط بتاؤں کس کو صحیح سمجھوں مگر غریب نواز کے تصرفات باطنی نے دستگیری فرمائی اور تاریخی اختلافات کے وہ فیصلے ذہن میں آئے جو اب تک کسی تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے تھے اب انکی تائید کا سوال پیدا ہوا آخر معیئر کتابوں نے اس انتقال ذہنی کی تائید فرما کر ہمت افزائی کی بالخصوص غریب نواز کے مرتبہ رسالہ کجلی اسرار المعرودۃ بن گنج الاسرار کے قلمی نسخہ نے میری بہت مشکلات حل کر دیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے حضور غریب نوازؒ کی ملاقات۔ غریب نوازؒ کے درود ہند کے مختلف پتے۔ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی ہندوستان میں تشریف آوری۔ آنحضرت کی خدمت میں غریب نوازؒ کی باریابی کا زمانہ۔ اور دیگر اختلافی امور ایک معتمد بنے ہوئے تھے۔ اور اس معتمد پر چونکہ بہ تعداد کثیر مؤرخین نے طبع آزمائی کر کے مختلف حل پیش کئے ہیں اس لئے یہ تمام حل ملکر بمقدار صد شدہ پریشاں خواب من از کفرت تعبیر ہوا۔ معتمد کی صحیح تعبیر ہونے کے بجائے خود معتمد در معتمد بن گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے حالات زندگی بجائے طاہر ہونیکے اور زیادہ حجاب عظیم میں کنسر مخفی کی طرح پردہ پوش ہو گئے اور اختلافات کے انبار نے ناظرین کو کسی صحیح نتیجہ پر آج تک نہیں پہنچنے دیا۔ مگر الحمد للہ کہ ان پریشان کن دیرینہ اختلافات کے فیصلے کیلئے معتمد کتب نے ایسے ثبوت فراہم کئے جنکے بعد کسی شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اولیاء اللہ کے حالات متورخانہ طور پر مرتب نہونیکے جو اولیاء اللہ کا متبرک کردہ بخشہ تاج و تخت ہے نہ کہ مرہون سلطنت

دنیاوی اس لئے ان مقدس حضرات کی حال زندگی ایک گیری اور جنگی گشت و خون سے میرا ہیں نہ ابھیں کہیں کسی ملک پر ملاطین  
کی طرح لشکر کشی کا واقعہ ہے نہ کسی اعلیٰ مظاہر کو فتح کر کے حکمران بنے کا ذکر نہ ہزاروں بندگان خدا کے قتل کرنیکی حکایت  
میران رزم کے خونین کارنامے نہ رزم نشاط کی پرلطف داستانیں انہیں دجوات سے مؤرخین سنہ داران مقدس  
حضرات کے متبرک حالات لکھنے کے سلسلہ میں ضخیم کتابیں مرتب کرنے سے معذور رہے اور قتل و غارتگری کی طولانی داستان  
نہ پا کر طویل طور پر فہام فرسانی نہ کر سکے اور جس طرح ایک ایک بادشاہ کے حالات میں ایک ایک دفتر لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا اس طرح  
اس میں مکمل مصلحت کل مبتذل تاریخ تارک الدنیا طبقہ میں سے کسی کے حالات میں ضخیم کتاب نہ لکھ سکے بلکہ انہیں بحیثیت مؤرخ  
بمیرا صرف سال ولادت سال وفات اور کسی خاص واقعہ کی تاریخ یا سنہ لکھنے پر اکتفا کرنا پڑا  
ان ملفوظات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہونیکی وجہ سے اولیاء اللہ کے تذکرے زیادہ تر بحکلی حکایات نظر آتے ہیں نہ کہ  
مورخانہ سوانح حیات۔ چنانچہ حصہ غریب نواز کے تذکروں (جو سو وقت کم و بیش ایک ہزار کی تعداد میں ہونگے) میں بھی سنہ  
ولادت و وفات۔ دیود ہند کے علاوہ کسی اور واقعہ کا سنہ مشکل سے دستیاب ہو سکیگا۔

لیکن فیصلہ تعالیٰ پہنچے ایسی تاریخی گتھیاں جو نین لکھنے کی ایمازت نہیں دیتی تھیں سلجھا کر قریب قریب ہر اسم  
واقعہ کا سنہ وقوع پیش کیا ہے اور ان نین کی مطابقت صرت غریب نواز کے متبرک حالات زندگی و روایات تک محدود  
نہیں بلکہ اس ذیل میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب کا سنہ ولادت بھی جو اب تک پردہ راز میں تھا برآمد ہو گیا نہ کہ  
کے صحیح سنہ مریدی نے دستیاب ہو کر ان روایات کو جو اب تک تاریخی تطابق نہ ہونیکی وجہ سے معتمد بنی ہوئی تھیں  
طور پر ظاہر کر دیا ان انکشافات اور بعض پورانی متذکر کتابوں کے قلمی نسخوں کی دستیابی نے قریب قریب تمام تاریخی گتھیاں  
سلجھا دیں اور اس تذکرہ کو وہ مایہ ناز خصوصیت حاصل ہوئی جو اب تک غریب نواز کے کسی تذکرہ میں نظر نہ آتی تھی یعنی ہر واقعہ  
نین کیساتھ نظر آنے لگا۔

تقسیم ابواب ہم نے ان ملفوظات کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح حیات" دوسرے میں  
سیرۃ مقدسہ۔ سویم میں "اپنی درگا اور مراسم" حصہ چہارم میں "آپ کا حلقہ ارادت" اور حصہ پنجم میں "پکے درباری اور مشہور چرخہ تاریخی  
درج کے گئے ہیں اور ایک نقشہ بھی قریب قریب ہر متعلقہ محل وقوع ظاہر کرنیکے لئے شروع کتاب میں لگایا گیا ہے تاکہ تاریخی  
مسئلوں کیساتھ ساتھ جغرافیائی سیر بھی ہوتی جائے۔

شکر یہ دعائے خیر لغزب نواز کالاکہ لاکہ شکوہ احسان ہزارہ شفقت بے پایاں درم بیکراں اس ناکارہ خادم کو اپنی اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی کا شرف عطا فرمایا۔

جن عزیزان قلبی نے مسودات نقل کرنے مجھے سروسامان مسافر کیلئے کتا ہیں فراہم کئے اور بعض اجیر سے متعلق معلومات بہم پہنچائے جس سہولیت پہنچائی ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ یا مخصوص بڑی محمد حسن مراد آبادی جن کے والد سے میرے والد کے مراسم تھے) امین الدین اکبر آبادی مولانا عبد الشکور اکبر آبادی۔ وہاب الدین اکبر آبادی۔ مولانا پٹیل احمد اکبر آبادی حبیب اللہ خاں اکبر آبادی عابد نور محمد اکبر آبادی۔ ممتاز محمد اکبر آبادی ثم اجیری۔ گل شاہ اجیری اور مولانا نظیر بخش اجیری کے لئے بند بوسیلہ غریب نواز زید بار ایزدی دین و دنیا میں بہتری کی التجا کرتا ہے۔

مقدرت اگر صاحبان فن تاریخ کسی صحیح ترمیم کی طرف توجہ دلائیں گے تو وہ شکریہ کیساتھ قابل قبول ہوگی۔ اس مسافرت بے سروسامانی کی حالت میں حسب دین کتا ہیں دستیاب ہو سکیں جن سے تذکرہ تیار کیا گیا۔ مگر بعض کتا ہیں جنکی ضرورت محسوس ہوئی مگر دستیاب نہ ہو سکیں۔ ممکن تھا ان کے لئے پریز تذکرہ اور زیادہ مشرغ اور مفصل ہو جاتا تو تفصیلاً دست حسب ذیل ہیں۔

فہرست کتب جو دستیاب ہوئیں "مسالک السالکین"۔ سیر القطاب۔ انیس الارواح نجات الانس۔ دلیل العارفین انوار العارفین۔ نواہد السالکین۔ خزینۃ الاصفیاء۔ راحت القلوب۔ نواد القواہد۔ تذکرۃ الاولیاء۔ تذکرۃ الاولیاء رہن۔ تاریخ سلف عطاءے رسول۔ اہتتاب اجیر۔ کامل سوانح عمری۔ خواجہ غریب نواز۔ تاریخ فرشتہ۔ منتخب التواریخ۔ روضۃ الاحباب۔ کامل مکمل سوانح عمری غریب نواز۔ جواہر فریدی۔ احسن السیر۔ وقایع شاہ معین الدین حسنی اخبار الدخاں۔ کتب اسرار طبقات ماضی فہرست کتب جو دستیاب نہ ہو سکیں "تاج الماثر تاریخ جلال۔ فہم القواہد۔ غیر المجالس۔ یونس الارواح۔ تاریخ نظامی معین الاولیاء۔ اقباس الانوار۔ مرآۃ الاسرار۔ سیر المشائخ۔ تذکرۃ العاشقین۔ مخبر الواصلین۔ تواریخ فیروز شاہی۔ اکبر نامہ تواریخ برہنہ راج۔ تواریخ بہار شاہی۔ سیر العارفین۔ معجزہ قرآنی غریب نواز کی سوانح حیات مکمل ہو جانیکے دن بتاریخ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۶۲ بمذہب چار شنبہ (شب پنجشنبہ) خیال ہوا کہ سردرق پر کھٹے کیلئے کوئی آیتہ شریفہ کلام ربانی میں سے منتخب کی جائے۔

حیات اللہ نے عزیزی کرم علیہاں سلمہ کا کلام مجید لاکر دیکھ لے ہی یہ آیتہ جو سردرق پر لکھی گئی ہے برآمد ہوئی۔ آیتہ شریفہ محمد و سیم شاہ صاحب قادری جاوردی نے دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ تو تصدیق علی ہے جو رحمت کاملہ سے اس کتاب کے مستند اور مفصل ہونیکے متعلق کی گئی ہے۔ چنانچہ اس آیتہ مبارکہ کے پیش نظر ملفوظات ہذا کے مستند اور مفصل ہونیکے باب میں تسکین قلبی ہو گئی۔

محمد خادم حسن قاضی گڈری شاہی مراد آبادی ثم الاجیری

تاج البلاد اکبر آباد۔ خانقاہ عثمانیہ



یہ نقشہ ۱۸۵۷ء کے پہلے وقت میں الیٹ سے تیار کیا گیا

مکرم

سَبَّحُوكُمُ أَيُّهَا النَّبِيُّ فُصِّلَتِ مِنَ الدِّنِّ حَكِيمٌ خَبِيرٌ

کتاب کے دلائل (آیات) مضبوط ہیں اور پھر مفصل بیان کئے گئے ہیں  
ایک حکمت والے خبردار کی طرف سے

# سَوَاحِجُ مُبَارَكِہ

حصہ اول

معہ

جدید تاریخی انکشافات



# خواب کے

حلقہ بگوش کی دعا بدرگاہ قاضی الحاجات

یا اللہ یا رحمن یا رحیم

آج سے سات سو سال پہلے تو نے اپنے جس حبیب کی مقدس پیشانی پر

هَذَا أَحَبِّبَ اللَّهُ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ

کی مبارک ہر شے کی تھی اُس محبوب کے یہ ملفوظات بواسطہ حمزہ اللعالمین تیرے

دربار کربانہ میں یہ حقیر فقیر بندہ درگاہ محمد خادِم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی تلمیذی

پیش کر کے ملتجی ہے کہ شرف قبولیت سے قلب تمہنی کو سرفراز فرما۔

اور اے سبب الاسباب

تیرے سامنے یہ خاکپائے درویشاں دست بدعا ہے کہ جو اہل حاجت

میرے آقا میرے مولا حضورِ غریبؐ کو ازل کے عالم نواز سوا سچ کا یہ مجموعہ

پڑھ کر سند الہی کی روح پر فتوح کو فاتحہ خیر سے یاد کریں اُن سب کے دینی

و دنیاوی جائز مقاصد پورے کر کے دامن مراد اکرام مصطفوی اور فیوض معینی

سے پُر کر دے۔

سائل بنیوا

محمد خادِم حسن زبیری گدڑی شاہی قاضی مراد آبادی

نمِ اجمیری و مقیم تاج البیلا داکبر آباد

خانقاہ عثمانیہ گدڑی منصوڑاں

معروضہ مورخہ

۱۳۶۶ھ ہجری

مطابق

۱۹۴۶ء عیسوی یوم جمعہ



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَالْوَاحِبَةُ لِحَبَابِهِ  
 آپ کے خاندانی حالات  
 آپ کے جد امجد سید حسن رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے عباسیہ کے مظالم سے  
 تنگ آکر ترک وطن کیا اور سرمن رائے دیغی سامرہ یا عسکر جو عراق میں ہے  
 سے ہجرت کر کے بصرہ میں تاقست اختیار فرمائی۔ یہیں حضرت خواجہ غیاث الدین حسنؒ (پیدرغریب نواز کی ولادت  
 شریف ہوئی اور آپ نے اپنے والدین کے سایہ میں پرورش پائی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے آپ (غریب نواز)  
 کے والد صرف عالم و فاضل ہی نہ تھے بلکہ ولی کامل بھی تھے۔ مثلاً نجین خراسان میں عالی مرتبت تھے  
 فقر کے ساتھ ساتھ صاحب دولت و ثروت بھی تھے۔ آپ کا مزار مقدس بتداد شریف میں زیارت گاہ عوام  
 و خواص ہے۔

غریب نواز کی والدہ ماجدہ محترمہ کا اسم مبارک بی بی ماہ نور المعروفہ بامام الورع رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ  
 حضرت اود بن عبد اللہ الجنبلی کی صاحبزادی ہیں۔ ایسی جائے ولادت بلدہ اصفہان ہے حضور خواجہ غریب نوازؒ

۱۰ صوان محرقہ ۵۰ سیر الاقطاب و مسالک السالکین وغیرہ ۵۰ آپ کے مزار مقدس کی مولف نے ۱۹۳۵ء میں  
 خود زیارت کی ہے۔ ایک جگہ میں بیرون شہر واقع ہے دہاں ایک مجاور بھی رہتا ہے جو بہت پرانا ہو گیا ہے اور مزار شریف  
 پر چادر بھی بہت پڑائی چڑھی ہوئی تھی۔ شکید خاتون سلمہؒ برادر بستی کی نو سالہ بچی جو ہم سفر تھی مزار مقدس کی پورانی چادر دیکھ کر گھبرا  
 سے کہنے لگی ”ابا یہ تو بڑی پرانی چادر ہے سم تو خواجہ پیرا کے والد کے مزار پر اپنی ڈڈ پٹیا کی چادر چڑھاؤ گے اور تم جگہ بھی نیا اچھا بنو  
 (ب) ممکن ہے یہ مقام بغداد شریف میں دروازہ شام کے نام سے مشہور ہو ۵۰ مسالک السالکین ۵۰ خربیتہ الاصفیاء۔

و حقیقی بھائی تھے۔

**حضور غوث پاک سر آپکا**  
**رشتہ قرابت**

غریب نواز کے شجرہ مادری مندرجہ سالک السالکین اور حضور غوث پاک کے شجرہ پدری مرقومہ مراۃ الانساب کے بموجب حضور غوث پاک حضرت عبداللہ لکھنوی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضرت عید اللہ لکھنوی کی پوتی ہیں۔ مگر دونوں کے والد آپس میں حقیقی بھائی ہیں یعنی حضور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضور غوث پاک کی چچا زاد بہن ہیں اور اس رشتہ سے حضور غریب نواز غوث پاک کے بھائی تھے ہیں۔

بغداد شریف میں بروایت زبانی مشہور ہے کہ حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اس رشتہ کے پیش نظر حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک کی مائیں آپس میں بہنیں ہیں۔ مگر اس کی تصدیق کسی کتاب سے نہیں ہوئی۔

**آپکا نسب نامہ پدری**  
 آپ کا نسب بارہ واسطوں سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے لمحات شجرہ پدری آپ سادات

حسینی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ حضرت تاج محمد بن الدین حسنؒ غیاث الدین حسنؒ بن خواجہ کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید نجم الدین طاهر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید درویش بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظمؑ بن سیدنا حضرت امام صادقؑ بن سیدنا حضرت امام باقرؑ بن سیدنا حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (مراۃ الانساب)

۱۱۳۵ھ میں مولف حاضر بغداد شریف ہوا اس وقت ایسا علم میں آیا کہ کتاب سالک السالکین سید درویش بن سیدنا موسیٰ کاظمؑ کی بجائے امام موسیٰ رضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ کا اسم گرامی درج ہے۔

**آپ کا نسب نامہ مادری** { آپ کا نسب مادری حب "مرۃ الانساب" گیارہ واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام ابن شاہ دلایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے آپ بلحاظ شجرہ مادری سادات حسنی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ بی بی ام الوریع الموسومہ بی بی ماہ نور و لقب بی بی بی خاص الملک (والدہ محترمہ غریب نواز) بنت سید داؤد بن سید عبداللہ الحنبلی بن سیدنا یحییٰ زائد بن سیدنا محمد روحی بن سیدنا داؤد بن سیدنا موسیٰ ثانی بن سیدنا عبداللہ ثانی بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبداللہ محض بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن علیہ السلام ابن شاہ دلایت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

**آپ کی ولادت متبرکہ** { جس طرح لوگوں نے ذاتِ صمدیت کے اول و آخر کے تجسس میں سرگرداں رہ کر طرح طرح کی روایات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح مورخین نے حضور غریب نواز کے عالم اجسام میں تشریف فرما ہونیکے سنین میں مختلف روایات کا ایک خاصہ

مجموعہ پیش کیا ہے یہ تو خدا ہی جانے کہ انہیں صحیح سنہ ولادت کا پتہ لگ سکا یا نہیں۔ البتہ مختلف سنہیں کی متعدد روایات ضرور پیدا ہو گئیں۔

حالانکہ یہ لازمی ہے کہ سنہ ولادت تو صرف ایک ہی ہوگا۔ مگر قریب سنہیں ۵۲۶ھ ۵۳۰ھ ۵۳۳ھ ۵۳۴ھ ۵۳۵ھ ۵۳۶ھ ۵۳۷ھ ۵۳۸ھ ۵۳۹ھ ۵۴۰ھ ۵۴۱ھ ۵۴۲ھ ۵۴۳ھ ۵۴۴ھ ۵۴۵ھ ۵۴۶ھ ۵۴۷ھ ۵۴۸ھ ۵۴۹ھ ۵۵۰ھ ۵۵۱ھ ۵۵۲ھ ۵۵۳ھ ۵۵۴ھ ۵۵۵ھ ۵۵۶ھ ۵۵۷ھ ۵۵۸ھ ۵۵۹ھ ۵۶۰ھ ۵۶۱ھ ۵۶۲ھ ۵۶۳ھ ۵۶۴ھ ۵۶۵ھ ۵۶۶ھ ۵۶۷ھ ۵۶۸ھ ۵۶۹ھ ۵۷۰ھ ۵۷۱ھ ۵۷۲ھ ۵۷۳ھ ۵۷۴ھ ۵۷۵ھ ۵۷۶ھ ۵۷۷ھ ۵۷۸ھ ۵۷۹ھ ۵۸۰ھ ۵۸۱ھ ۵۸۲ھ ۵۸۳ھ ۵۸۴ھ ۵۸۵ھ ۵۸۶ھ ۵۸۷ھ ۵۸۸ھ ۵۸۹ھ ۵۹۰ھ ۵۹۱ھ ۵۹۲ھ ۵۹۳ھ ۵۹۴ھ ۵۹۵ھ ۵۹۶ھ ۵۹۷ھ ۵۹۸ھ ۵۹۹ھ ۶۰۰ھ ۶۰۱ھ ۶۰۲ھ ۶۰۳ھ ۶۰۴ھ ۶۰۵ھ ۶۰۶ھ ۶۰۷ھ ۶۰۸ھ ۶۰۹ھ ۶۱۰ھ ۶۱۱ھ ۶۱۲ھ ۶۱۳ھ ۶۱۴ھ ۶۱۵ھ ۶۱۶ھ ۶۱۷ھ ۶۱۸ھ ۶۱۹ھ ۶۲۰ھ ۶۲۱ھ ۶۲۲ھ ۶۲۳ھ ۶۲۴ھ ۶۲۵ھ ۶۲۶ھ ۶۲۷ھ ۶۲۸ھ ۶۲۹ھ ۶۳۰ھ ۶۳۱ھ ۶۳۲ھ ۶۳۳ھ ۶۳۴ھ ۶۳۵ھ ۶۳۶ھ ۶۳۷ھ ۶۳۸ھ ۶۳۹ھ ۶۴۰ھ ۶۴۱ھ ۶۴۲ھ ۶۴۳ھ ۶۴۴ھ ۶۴۵ھ ۶۴۶ھ ۶۴۷ھ ۶۴۸ھ ۶۴۹ھ ۶۵۰ھ ۶۵۱ھ ۶۵۲ھ ۶۵۳ھ ۶۵۴ھ ۶۵۵ھ ۶۵۶ھ ۶۵۷ھ ۶۵۸ھ ۶۵۹ھ ۶۶۰ھ ۶۶۱ھ ۶۶۲ھ ۶۶۳ھ ۶۶۴ھ ۶۶۵ھ ۶۶۶ھ ۶۶۷ھ ۶۶۸ھ ۶۶۹ھ ۶۷۰ھ ۶۷۱ھ ۶۷۲ھ ۶۷۳ھ ۶۷۴ھ ۶۷۵ھ ۶۷۶ھ ۶۷۷ھ ۶۷۸ھ ۶۷۹ھ ۶۸۰ھ ۶۸۱ھ ۶۸۲ھ ۶۸۳ھ ۶۸۴ھ ۶۸۵ھ ۶۸۶ھ ۶۸۷ھ ۶۸۸ھ ۶۸۹ھ ۶۹۰ھ ۶۹۱ھ ۶۹۲ھ ۶۹۳ھ ۶۹۴ھ ۶۹۵ھ ۶۹۶ھ ۶۹۷ھ ۶۹۸ھ ۶۹۹ھ ۷۰۰ھ ۷۰۱ھ ۷۰۲ھ ۷۰۳ھ ۷۰۴ھ ۷۰۵ھ ۷۰۶ھ ۷۰۷ھ ۷۰۸ھ ۷۰۹ھ ۷۱۰ھ ۷۱۱ھ ۷۱۲ھ ۷۱۳ھ ۷۱۴ھ ۷۱۵ھ ۷۱۶ھ ۷۱۷ھ ۷۱۸ھ ۷۱۹ھ ۷۲۰ھ ۷۲۱ھ ۷۲۲ھ ۷۲۳ھ ۷۲۴ھ ۷۲۵ھ ۷۲۶ھ ۷۲۷ھ ۷۲۸ھ ۷۲۹ھ ۷۳۰ھ ۷۳۱ھ ۷۳۲ھ ۷۳۳ھ ۷۳۴ھ ۷۳۵ھ ۷۳۶ھ ۷۳۷ھ ۷۳۸ھ ۷۳۹ھ ۷۴۰ھ ۷۴۱ھ ۷۴۲ھ ۷۴۳ھ ۷۴۴ھ ۷۴۵ھ ۷۴۶ھ ۷۴۷ھ ۷۴۸ھ ۷۴۹ھ ۷۵۰ھ ۷۵۱ھ ۷۵۲ھ ۷۵۳ھ ۷۵۴ھ ۷۵۵ھ ۷۵۶ھ ۷۵۷ھ ۷۵۸ھ ۷۵۹ھ ۷۶۰ھ ۷۶۱ھ ۷۶۲ھ ۷۶۳ھ ۷۶۴ھ ۷۶۵ھ ۷۶۶ھ ۷۶۷ھ ۷۶۸ھ ۷۶۹ھ ۷۷۰ھ ۷۷۱ھ ۷۷۲ھ ۷۷۳ھ ۷۷۴ھ ۷۷۵ھ ۷۷۶ھ ۷۷۷ھ ۷۷۸ھ ۷۷۹ھ ۷۸۰ھ ۷۸۱ھ ۷۸۲ھ ۷۸۳ھ ۷۸۴ھ ۷۸۵ھ ۷۸۶ھ ۷۸۷ھ ۷۸۸ھ ۷۸۹ھ ۷۹۰ھ ۷۹۱ھ ۷۹۲ھ ۷۹۳ھ ۷۹۴ھ ۷۹۵ھ ۷۹۶ھ ۷۹۷ھ ۷۹۸ھ ۷۹۹ھ ۸۰۰ھ ۸۰۱ھ ۸۰۲ھ ۸۰۳ھ ۸۰۴ھ ۸۰۵ھ ۸۰۶ھ ۸۰۷ھ ۸۰۸ھ ۸۰۹ھ ۸۱۰ھ ۸۱۱ھ ۸۱۲ھ ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ ۸۱۵ھ ۸۱۶ھ ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ ۸۱۹ھ ۸۲۰ھ ۸۲۱ھ ۸۲۲ھ ۸۲۳ھ ۸۲۴ھ ۸۲۵ھ ۸۲۶ھ ۸۲۷ھ ۸۲۸ھ ۸۲۹ھ ۸۳۰ھ ۸۳۱ھ ۸۳۲ھ ۸۳۳ھ ۸۳۴ھ ۸۳۵ھ ۸۳۶ھ ۸۳۷ھ ۸۳۸ھ ۸۳۹ھ ۸۴۰ھ ۸۴۱ھ ۸۴۲ھ ۸۴۳ھ ۸۴۴ھ ۸۴۵ھ ۸۴۶ھ ۸۴۷ھ ۸۴۸ھ ۸۴۹ھ ۸۵۰ھ ۸۵۱ھ ۸۵۲ھ ۸۵۳ھ ۸۵۴ھ ۸۵۵ھ ۸۵۶ھ ۸۵۷ھ ۸۵۸ھ ۸۵۹ھ ۸۶۰ھ ۸۶۱ھ ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ ۸۶۴ھ ۸۶۵ھ ۸۶۶ھ ۸۶۷ھ ۸۶۸ھ ۸۶۹ھ ۸۷۰ھ ۸۷۱ھ ۸۷۲ھ ۸۷۳ھ ۸۷۴ھ ۸۷۵ھ ۸۷۶ھ ۸۷۷ھ ۸۷۸ھ ۸۷۹ھ ۸۸۰ھ ۸۸۱ھ ۸۸۲ھ ۸۸۳ھ ۸۸۴ھ ۸۸۵ھ ۸۸۶ھ ۸۸۷ھ ۸۸۸ھ ۸۸۹ھ ۸۹۰ھ ۸۹۱ھ ۸۹۲ھ ۸۹۳ھ ۸۹۴ھ ۸۹۵ھ ۸۹۶ھ ۸۹۷ھ ۸۹۸ھ ۸۹۹ھ ۹۰۰ھ ۹۰۱ھ ۹۰۲ھ ۹۰۳ھ ۹۰۴ھ ۹۰۵ھ ۹۰۶ھ ۹۰۷ھ ۹۰۸ھ ۹۰۹ھ ۹۱۰ھ ۹۱۱ھ ۹۱۲ھ ۹۱۳ھ ۹۱۴ھ ۹۱۵ھ ۹۱۶ھ ۹۱۷ھ ۹۱۸ھ ۹۱۹ھ ۹۲۰ھ ۹۲۱ھ ۹۲۲ھ ۹۲۳ھ ۹۲۴ھ ۹۲۵ھ ۹۲۶ھ ۹۲۷ھ ۹۲۸ھ ۹۲۹ھ ۹۳۰ھ ۹۳۱ھ ۹۳۲ھ ۹۳۳ھ ۹۳۴ھ ۹۳۵ھ ۹۳۶ھ ۹۳۷ھ ۹۳۸ھ ۹۳۹ھ ۹۴۰ھ ۹۴۱ھ ۹۴۲ھ ۹۴۳ھ ۹۴۴ھ ۹۴۵ھ ۹۴۶ھ ۹۴۷ھ ۹۴۸ھ ۹۴۹ھ ۹۵۰ھ ۹۵۱ھ ۹۵۲ھ ۹۵۳ھ ۹۵۴ھ ۹۵۵ھ ۹۵۶ھ ۹۵۷ھ ۹۵۸ھ ۹۵۹ھ ۹۶۰ھ ۹۶۱ھ ۹۶۲ھ ۹۶۳ھ ۹۶۴ھ ۹۶۵ھ ۹۶۶ھ ۹۶۷ھ ۹۶۸ھ ۹۶۹ھ ۹۷۰ھ ۹۷۱ھ ۹۷۲ھ ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ ۹۷۶ھ ۹۷۷ھ ۹۷۸ھ ۹۷۹ھ ۹۸۰ھ ۹۸۱ھ ۹۸۲ھ ۹۸۳ھ ۹۸۴ھ ۹۸۵ھ ۹۸۶ھ ۹۸۷ھ ۹۸۸ھ ۹۸۹ھ ۹۹۰ھ ۹۹۱ھ ۹۹۲ھ ۹۹۳ھ ۹۹۴ھ ۹۹۵ھ ۹۹۶ھ ۹۹۷ھ ۹۹۸ھ ۹۹۹ھ ۱۰۰۰ھ

اگرچہ اکثر مورخین نے سنہ ولادت ۵۳۵ھ لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک ۵۳۳ھ اور ۵۲۶ھ سے روایات کی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک آپ کی ولادت کے یہی دو سنہ ہو سکتے ہیں۔

ہر دو سنہ پر غور کرنے کے بعد آخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ۵۳۳ھ قابل تزیج ہے۔ کیونکہ صرف یہ سنہ

۱۵ سیدنا عبداللہ الحنبلی بی بی ماہ نور (والدہ، جدہ غریب نواز) اور حضور غوثِ پاک کے بموجب کنسب "مسائلہ سالکین" دمرۃ الانساب میں ہے

۱۵ مسائلہ سالکین میں سیدنا یحییٰ زائد کے بعد اسی طرح درج ہے سیدنا یحییٰ زائد بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا داؤد بن سیدنا موسیٰ جون۔

خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کے وصال (موجب سالک سالکین ۲۷ھ میں ہوا) کے تین سال بعد آپ  
درغریب نواز کی ولادت ہونے کی روایت مندرجہ تاریخ السلف سے مطابقت کرتی ہے۔ چھ ہزار جاہ و جلال  
خواجہ خواجگان قطب دوران فخر ہندوستان۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ نے ۳۷ھ میں  
بمقام سنجستان نزول اجلال فرمایا۔

آپ کا اسم گرامی {معین الدین حسن} چشتی سنجری اجمیری قدس سرہ العزیز ہے۔

آپ کے خطابات {ہند الہی، ہند الولی، خواجہ، خواجہ بزرگ، غریب نواز، سلطان الہند، معین الحق،  
قطب المشائخ، معین الملت، رحمت ہند، خواجہ غریب نواز، حبیب اللہ}

نائب رسول فی الہند۔

آپ کے اتقابات {سلطان العارفین، دارث الانبیاء والمرسلین، قطب الاقطاب دوران محب لادلیا  
زماں، امام شریعت والطرقت، مخزن معرفت والحقیقت مقتدائے ارباب

دین، پیشوائے اصحاب الیقین، صاحب اسرار ہیطاوار، عالم علوم ظاہری و باطنی، واقف رموز صوری  
و معنوی قدوة سالکین، برہان الواصلین، پناہ بیگنا، قدوة الاولیاء، برہان الاصفیاء، تاج المقربین  
سید العابدین، امام العاشقین۔

آپ کا عہد اوائل {آپ کے عہد اوائل میں ملک فتنہ و فساد کا مرکز بنا ہوا تھا خراسان کا بادشاہ سلطان  
نجر وجود دلت سلجوقیہ کی یادگار تھا کے خلاف خطائی تاتاریوں کا گروہ بہت بڑھ  
اورنگلی حالات و خروش میں کھڑا ہو کر سخت و تاراج کرنے لگا سلطان نجر اس فتنہ کی تاپ نہ لاسکا

یہی وہ علاقہ تھا جس میں ایک طرف تاتاریوں کے مظالم برپا تھے اور دوسری طرف ملاحدہ عقائد اسلام

۱۵ الف حسب حسن السیر یہ مقام بلاد غور سے ہے (ب) حسب سالک سالکین تبتان مغرب سینان کا ہے اور اس کا  
منفعت بفتح سین و سکون جیم ذلئے معبر ہے۔ مگر مولف نے یہاں عام طور سے سنجریوں کے متعلق ۱۵ بعض مال کے تذکروں میں آپ کی  
ولادت و حجابی الثانی اور ۱۴ رجب بروز دوشنبہ لکھی ہے۔ مگر اسکی کسی پورائے تذکرہ سے تصدیق نہیں ہوئی۔ مولف  
۱۵ خزینۃ الاصفیاء۔ "سالک سالکین"

کے خلاف ارتداد و کفر پھیلا رہے تھے تا ناری علاقہ خراسان میں حملہ آور ہوئے۔ ہمدان طوس۔ مشهد مقدس  
نیشاپور برباد کیا عورتوں کی بے عزتی کی لڑکی لڑکوں کو غلام بنایا۔ مساجد تباہ و برباد کر دیں۔ اس قدر قتل عام کیا  
کہ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ علما و فقہا تک اس غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ محمد بن یحییٰ نقیہ جو علم و فضل  
میں مرجع عالم تھے اور جن کے پاس صد ہا شاگردوں کا مجمع رہتا تھا اس فتنہ میں شہید ہوئے۔ عبدالرحمن  
بن عبدالصمد نیشاپوری (جو بڑے فقیہ اور عابد و زاہد تھے جن کے پاس سلطان سنجر حسن عقیدت سے حاضر  
رہتا تھا) نے بھی جام شہادت نوش فرمایا امام قشیری کے لوا سے حضرت احمد بن حنبل کا تب ابو برکات  
خزادمی امام علی صباح اور بہت سے علماء و مشائخ و عباد دوزخ و بدیدری سے شہید کئے گئے (ماہنامہ الجہاد)  
آپ کے والد کا وصال آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غیاث الدین جن رحمۃ اللہ علیہ نے جب  
اوقات پائی اس وقت حضور غریب لواز کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ آپ کے  
تین لڑکے تھے ترکہ پڑی میں سے حضور غریب لواز کے حصہ میں ایک پن چکی اور ایک باغ آیا۔ اس سے آپ  
اوقات بسر فرماتے تھے۔ (ماخوذ از سیر الایکباب و مسالک السالکین)

**حضرت ابراہیم** ۵۴۵ھ  
ایک دن آپ اپنے باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت  
ابراہیم قندری کا وہاں گزر ہوا۔ حضرت خواجہ نے ان کو نہایت عزت کیست  
بٹھایا۔ اور خوشہ انگور سے انکی تواضع کی۔ مجذوب بہت خوش ہوئے۔ اپنی  
بغل سے ایک کسل کا کٹرا نکالا۔ اور دانت سے کتر کر حضرت خواجہ کو دیا۔ اس کے کھانے کے بعد آپ کا دل دنیا کے  
دنی سے منفر ہو گیا۔ آپ نے باغ اور چکی فروخت کر کے قیمت موصولہ فقراء میں تقسیم کر دی (ماخوذ از مسالک السالکین)  
۵۴۵ھ لغایۃ ۵۴۶ھ  
از آن بعد آپ نے سفر قند و سنجار کا سفر اختیار فرمایا۔ یہاں آپ نے علومِ ظاہر  
تحصیل کئے۔ اور قرآن شریف حفظ کیا۔ (از مسالک السالکین)  
آپ شاگرد مولانا حسام الدین بخاری مولانا شرف الدین (صاحب شرع الاسلام)  
کے ہیں۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء و تاریخ فرشتہ)

۱۱  
صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند نے آپ کے والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف گیارہ یا چودہ لکھی ہے۔

صاحب "ساکک السالکین" نے مدت تحصیل علم چوبیس یا پچیس برس لکھی ہو مگر ہماری رائے میں ایک ہونہا ذات گرامی کا اتنی مدت تک تحصیل علم میں مصروف رہنا قرین قیاس نہیں ہے اس لئے اغلب ہے کہ چوبیس سال تک نہیں بلکہ چوبیس سال کی عمر تک تحصیل علم میں مصروف رہے۔ مولف

**حضور غوث پاک سے**  
**آپ کی پہلی بار ملاقات**

حضور غوث پاک سے ملاقات ہونے نہ ہونے کے متعلق ماہین مورخین ایک معکنۃ الارباح بحث عرصہ سے چھڑی ہوئی ہے مگر ہمیں "سیرالاقطاب" و "ساکک السالکین" کے اس بیان سے اتفاق

ہے کہ آپ کی ملاقات حضور غوث پاک سے دو مرتبہ ہوئی اور جب آرائش محفل پہلی ملاقات اس وقت ہوئی ہے جب آپ کی عمر بیس سال کی تھی جب "سیرالاقطاب" قصہ جیل میں ہوئی۔ جبکہ آپ کا ابتدائی زمانہ تھا نیز حسب اقتباس الاقوال دوسری ملاقات اس وقت جیلاں میں ہوئی جب آپ (بارادل) ہندوستان تشریف لے جا رہے تھے۔

مگر ہماری رائے میں "آرائش محفل" کے اس بیان کے پیش نظر کہ آپ بیس سال کی عمر میں حضور غوث پاک سے ملے ہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ آپ نے حضور خواجہ عثمان ہردوی اور شیخ نجم الدین سے حضور غوث پاک کی خدمت میں بارادل حاضر ہونیکے بعد ملاقات کی ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے پہلی ملاقات کا زمانہ تحصیل علم میں مصروفیت کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان ایام میں آپ کا حضور خواجہ عثمان ہردوی کی خدمت بابرکت میں ڈائی سال حاضر رہنا قرین قیاس نہیں (مولف) ۱

بیس زمانہ تحصیل علم بیس سال کی عمر میں آپ اپنے ماموں حضور غوث الاعظم غلام محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ یہ حاضری قصہ جیل میں ہوئی۔ اس موقع پر آپ پانچ ہینڈ سات دن تک حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر رہے۔ غوث پاک نے آپ کو اس ابتدائی حال میں دیکھ کر

۱۵۰ ہشتاب اجیر میں بھی آپ کا چوبیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہونا کہا ہے ۱۵۰ تاریخ مذکور ہے ۱۵۰۰ میں کوہ جودی کے دامن میں آباد ہے۔ بغداد تشریف سے اس کا فائدہ ساٹھ منزل ہے۔ صاحب سیرالعارفین کہتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز جس مجرہ میں روئی افروز ہوئے تھے میں نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہ آج تک موجود اور زیارت گاہ غلایین ہے۔ مرمت اسکی ہوتی رہتی ہے ۱۲

فرمایا یہ مرد مقتدا ہے روزگار ہو گا۔ اور بہت لوگ اس سے منزل مقصود کو پہنچیں گے۔

(ماخوذ از سیر اقطاب سالکین وغیرہ)

تھیں علم کے بعد آپ نے تلاش پیر و مرشد سیر و سیاحت شروع فرمائی۔  
آخر در مقصود سے دامن مراد پڑ ہو گیا۔ قصبہ ہاروں میں پہنچ کر خواجہ خواجہ  
حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کے دست حق پر بیعت سلسلہ

کی۔ اور ڈھائی سال تک آپ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر صاحب اجازت ہوئے

(ماخوذ از مسالک سالکین وغیرہ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی بخاری رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ خواجگان خواجہ  
عثمان ہر دنی قدس سرہ العزیز دھومن حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت

خواجہ قطب الدین مودودی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ ابوالیوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ

محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت ابوالاسحاق شامی چشتی

رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ ممشاد علوی دیوڑی رحمۃ اللہ علیہ دھومن شیخ ابن الدین

الہامیری البصری رحمۃ اللہ علیہ دھومن سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ دھومن سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی

رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ ابوالفضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ عبدالواحد بن زبیر

رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ شیخ حسن بصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت امیر المومنین

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوذ از مسالک سالکین)

بعد ازاں آپ قصبہ ہاروں سے قصبہ سنجا میں تشریف لائے یہاں آکر آپ نے

شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کی اور پندرہ دن ان کے پاس قیام فرمایا

(از احسن السیر و مسالک سالکین)

۵۵۴ لغایۃ ۵۵۵

بیعت سلسلہ و قیام

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹



یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب حضور غوث پاک جیلاں میں تشریف لے رہے تھے اس موقع پر جب غریب نواز بسلسلہ سیاحت ہندوستان تشریف لانے لگے تو حضور غوث پاک نے جناب باری میں آپ کے واسطے دعاے خیر فرما کر رخصت کیا ہے۔  
(افتباس الانوار)

اس ملاقات کے دوران میں آپ جیلاں سے بغداد شریف حضور غوث پاک کے ہمراہ تشریف لائے۔  
(نخزینۃ الاصفیاء)

دوران ملاقات میں آپ نے حضور غوث پاک سے کہا کہ آنحضرت خدائے تعالیٰ کا کچھ تذکرہ فرمائیے حضور غوث پاک نے فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے گوشہ درکار ہے غریب نواز نے کہا کہ گوشہ سے جانے میں فقیر کے لئے دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ مبادا یہ بات میرے پیرو دشمن ضمیر کے کانوں تک پہنچے اور غیرت سے ان کی خاطر تشریف آزر رہے ہو اور میرے مال کی خرابی کا باعث ہو کیونکہ میں کسی دوسرے کے کمال کو اپنے پیر کے کمال سے زیادہ اپنے عقیدہ میں نہیں جانتا ہوں نہ ان کی ذات بابرکات میں کوئی قصور دیکھتا ہوں۔ ان کو غیر ذات حق نہیں سمجھتا۔ بلکہ اکمل الاکملین روزگار جانتا ہوں لہذا مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔  
(سیر الاقطاب)

اس کے علاوہ دوسرے اس وجہ سے بھی گوشہ گیری مناسب نہیں کہ اگر یہ گردہ محرم ہے تو اس سے کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر نامحرم ہے تو یہ کیا بھجیں گے کہ آپ نے کیا فرمایا یہ سنکر غوث پاک نے سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ جواب نہ دیا۔  
(سیر الاقطاب)

جب آپ حضور غوث پاک کے یہاں مدعو ہوئے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں جیتی ہوں غزلے روحانی درکار ہے۔ چونکہ حضور غوث پاک کو آپ کی خاطر دل سے منظور تھی فرمایا کہ اگرچہ میرے مشرب میں

۵۱ جیلاں وہ مقام ہے جو غوث پاک نے زمین خرید کر اپنے فرزند ان کی بود و باش کے لئے آباد فرمایا تھا ۱۲

۵۲ حضور غوث پاک کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا (سیر الاقطاب)

۵۳ اس سے ثابت ہے کہ غوث پاک سے اس بار دویم ملاقات سے پہلے آپ حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے بیعت کر چکے تھے۔

سماع نہیں ہے لیکن مجھے آپ کی خاطر منظور ہے۔ اس وقت بہت سے اولیائے اعظام مجلس عالی میں موجود تھے۔

حضور غوث پاک نے اپنی رداے مبارک ایک خادم کو دیکر فرمایا کہ جس وقت میں مجلس سے باہر چلا جاؤں تو اس چادر کو حجرہ کے اندر بچھا کر باہر سے حجرہ کے کیوار بند کر دینا۔ پس جب حضور غوث پاک باہر تشریف لے گئے خادم نے ارشاد کی تعمیل کی حجرہ کے کیوار بند ہوتے ہی صد ہا قسم کے راگ و ساز کی آواز آنے لگی اور مجلس سماع ایسی گرم ہوئی اور وہ بد حال کی یہ کیفیت ہوئی کہ دیکھنے والوں کی زبان پر کلمہ الہی خیر کجیو جاری تھا حضور غوث پاک اپنے اصحابے مبارک سے زمین کو اس زور سے دابے ہوئے تھے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ صد ہا آدمی بیہوش از غور و رفتہ ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے زخمی ہوئے اور اصل بکھ ہو گئے۔ آخر جب ایمائے مبارک حضور غوث پاک سماع بند ہوا بعد ازاں حضور غوث پاک کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کیوں زمین کو زور سے دابے ہوئے تھے اور کیوں ردے مبارک سرخ و عرق آلود ہو رہا تھا فرمایا کہ جس وقت خواجہ صاحب پردہ کی حالت طاری تھی اس وقت تمام زمین و آسمان شجر و حجر حالت وجد میں تھے اپنے اصحابے زمین کو اس لئے زور سے دابے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ایسی جنبش نہ کرے جس سے مقدس کی جان و مال کو نقصان پہنچے۔ (مسالک، السالکین)

آپ نے دورانِ نیام بغداد شریف میں شیخ ضیاء الدین ابو نجیب (جن کا  
وصال بعمر ۳۷ سال ۱۲۸۵ھ میں ہوا) اور حضرت شیخ شہاب الدین  
سمر ہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا وصال بعمر ۹۳ سال ۱۲۳۲ھ  
میں ہوا) کے پیر و مرشد حضرت عبدالقادر سمر ہروردی رحمۃ اللہ  
علیہ سے ملاقات کی۔ (ماخوذ از اقتباس الانوار و مسالک السالکین وغیرہ)

حضرت شیخ احمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سمر ہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت  
ابتدائی حالت میں تھے۔ (مسالک السالکین)

گر خیریتہ الاصفیائے لکھا ہے کہ آپ نے شیخ احمد الدین کرمانی سے کرمان پہونچ کر خرقہ خلافت پایا

۱۵ باب الثانی فی مناقب حضرت شیخ رکن الدین بخاری کے مریدین مگر دلیل العارضین کے اس بیان (شیخ الحدادین  
م کرمان آمد و سہ روزین اور) سے جتنہ چلتا ہے کہ شیخ موصوف غریب نواز کاشل پیر کے ادب کرتے تھے (مولف)

ہمارے نزدیک یہ واقع قطعی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حب مسالک السالکین اس وقت شیخ موصوف کا ابتدائی زمانہ تھا۔ دوسرے غوث پاک سے جو گھٹنگو (مندرجہ ملاقات دوم) آپ نے کی ہے اس کے پیش نظر یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ آپ نے سوائے اپنے پیر کے کسی اور سے خرقہ خلافت لیا ہو۔ بلکہ بعض نے شیخ احمد الدین کرمانی کو آپ سے خرقہ خلافت لینا لکھا ہے۔ مگر صاحب مسالک السالکین نے اسے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔ (مولف)

صاحب مسالک السالکین بحوالہ میر العارفین لکھتے ہیں کہ اس وقت شیخ حسام الدین چلبی (خلیفہ بزرگ حضرت مولانا روم) مولانا موصوف کی خدمت میں مصروف مجاہدہ تھے۔ کہ آپ سے خرقہ خلافت پا یا۔

صاحب "نغات الانس" نے مولانا موصوف کا سترہ ولادت ۶۰۸ھ ارقام فرمایا ہے اس کے مندرجہ بالا روایت بھی اس موقع سے متعلق نہیں ہو سکتی (مولف)

البتہ ہمیں صاحب "وقایع شاہ معین الدین" سے اس باب میں اتفاق ہے وہ لکھتے ہیں "شیخ احمد الدین کرمانی یا حضرت خواجہ اعتقاد راسخ پیدا شدتہ۔ بلکہ شیخ حسام الدین خلیفہ مولانا ہلال الدین ردی حنی نگارند کہ ایشان مرید و خلیفہ خواجہ بودند۔"

آپ کی سیاحت کے متعلق تفصیلات آگے درج ہیں) مگر ان سب سفروں میں گزرنے والے مقامات میں سے ایک ہی سفر ہند کے ذیل میں لکھ گئے ہیں نیز بعض ایسے مقامات ہیں جہاں برہانیتہ دلیل العارفین وغیرہ آپ کا ہونا ثابت ہے (کا ذکر تک بھی اس سلسلہ سفر میں نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وجوہات سے بھی یہ سفر نامہ مکمل معلوم ہوا ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حسب خزینۃ الاصفیاء وغیرہ میرزا سے صفہان کا سفر اگر ۵۶۱ھ کے سفر ہند کے سلسلہ میں مانا جائے تو اس وقت حضرت خواجہ قطب الاقطاب (بعمر ۷۴ سال ۶۳۳ھ یا ۵۳۲ھ) میں وفات پانے کے پیش نظر بھی) کی عمر ایک یا دو سال کی تھی اس لئے اس سفر میں بمقام اصفہان قطب الاقطاب کا حضرت محمود اصفہانی کی طرف مریدی کے لئے رغبت کرنا اور غریب نواز کی طرف راغب ہو کر مرید ہونا غیر ممکن ہے علاوہ ازیں حسب خزینۃ الاصفیاء آپ کا سفر خراسان سے (۶۱۱ھ) میں واپس آنا اور حسب دلیل العارفین حضرت قطب صاحب کو ساتھ لے کر

دوبارہ حرمین شریفین کا سفر کرنا۔ نیز بصرہ۔ لہٹان۔ حصار وغیرہ کا ان میں کہیں نام نہیں ہے حالانکہ دلیل العارضہ وغیرہ کی روایات سے ان مقامات پر آپ کا پہونچنا ثابت ہے لہذا معلوم ہوا کہ بعض سفر اس سلسلہ سفر میں شامل بھی نہیں کئے گئے ہیں ان حالات میں ہیں آپ کی سیاحت بہت ہندوستان باراول اور سفر ہندوستان بار دوم وغیرہ کا مطابق روایات قرین تیس سفر نامہ مرتب کرنا لازمی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم سفر نامہ پیش کریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سیاحت میں کسی مقام سے پیچھے واپس جانا ممکن ہے مگر کسی خاص جگہ جانے کا عزم کر کے جانے میں اس کا امکان نہیں اس لئے ہماری رائے میں ۵۶۱ھ میں سفر بحانب ہند سیاحت کے ذیل میں ہے اور حرمین سے ہندوستان بار دوم جانا سردر عالم کے ارشاد کے مطابق سفر ہند کے سلسلہ میں ہے۔ اس لئے اس سفر میں بوجہ تہلیل ارشاد نبوی کے پیش نظر آپ کا کسی مقام پر زیادہ قیام کرنا یا راستہ سے ہٹے ہوئے مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان جانا قرین قیاس نہیں ہے۔ لہذا ہماری رائے میں بیرومشد کے ساتھ سفر کرنے کے علاوہ بقیہ سیاحت و سفر کا حسب ذیل نقشہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ سیاحت بہت ہندوستان براہ بہدان۔ تبریز۔ منا۔ خرقان۔ استرآباد۔ ہرات۔ سبزہ دار۔ حصار۔

بلخ۔ غزنین۔ لہٹان۔ دواہسی۔ بغداد۔ درمیان ۵۵۴ھ۔ ۵۶۲ھ

۲۔ بغداد سے سفراوش و اصفہان ۵۵۶ھ

۳۔ بغداد سے سفر حرمین بعدہ مدینہ منورہ سے سفر ہندوستان براہ بصرہ۔ کرمان۔ ہرات۔ سبزہ دار۔ لاہور

اجمیر۔ درمیان ۵۵۸ھ۔ ۵۶۶ھ۔

۴۔ درود لاہور۔ دہلی ۶۰۳ھ

۵۔ خراسان سے درود لاہور ۶۱۱ھ

تیز ایک ہی سلسلہ میں ہندوستان کے ہر چار درود کے زمانوں کے پتے اور حالات ایک ہی موقع کے متعلق متضاد بیانات نظر آکر چیتان بن گئے ہیں چونکہ اب تک ہندوستان کا ایک سفر تصور کیا جاتا تھا۔ اور مورخین کے لئے جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ اسی ایک سفر کے سلسلہ میں ایک جگہ آپ کے درود ہند کا سنہ ۵۶۱ھ تحریر ہے پھر اسی سفر کے سلسلہ میں (جو دراصل ہندوستان کا دومراور و تھا)

تھریس ہے کہ رائے پتھور کا زمانہ تھا اور شہاب الدین غوری نے اس زمانہ میں اجمیر فتح کیا تھا بعد ازاں اسی ایک درود ہند جو دراصل بار سویم درود ہند تھا یعنی خراسان سے داروہند ہو کر لاہور سے دہلی آنے کا موقوفہ تھا) کا پتہ یہ لکھا جاتا ہے کہ جب شہاب الدین غوری نے غزنی جا چکے ہوئے انتقال کیا اور اس موقع پر آپ کا قیام گاہ دہلی میں راجہ کا محل بنایا جاتا ہے حالانکہ ان سنین میں دہلی تیسر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ کے محل یا اس کے متعلق عمارت میں مقام کرنا قرین قیاس نہیں۔ نہ ان سنین میں شہاب الدین غوری کا انتقال ہوا بلکہ شہاب الدین کا سنہ وفات ۶۰۲ھ ہے۔ مگر بار چہارم درود ہند کا (جو ۶۰۲ھ میں بعد سفر خراسان ہوا) اس سلسلہ میں کہیں تذکرہ نہیں جسکی تفصیلات آگے درج ہیں (مولف)

بقیہ اشرف سے آپ ۵۵۵ھ میں سلسلہ سیاحت ہندوستان روانہ ہوئے۔ دوران سفر میں آپ نے حسب ذیل مقامات پر درود فرمایا۔  
(ماخوذ از مسالک السالکین)

بقیہ اشرف سے سلسلہ  
سیاحت ہندوستان

ہمدان میں پہونچ کر آپ نے حضرت خواجہ بوسیف ہمدانی کے مزار شریف سے فیض باطنی حاصل کیا۔  
(خزینۃ الاصفیا)

تبریزی میں آپ نے خواجہ ابوسعید تبریزی قدس سرہ العزیز (جو حضرت جلال الدین تبریزی کے پیر و مرشد ہیں) ملاقات کی۔  
(خزینۃ الاصفیا)

۵۵۵ھ - ۵۵۹ھ میں اپونچ کر آپ نے شیخ ابوسعید انجیر کے مزار اقدس پر دو سال قیام فرمایا اور فیوض باطنی حاصل کئے۔  
(مسالک السالکین)

قیام منا

خرقان خرقان میں آپ نے شیخ ابوالحسن خرقانی کے مزار سے فیض باطنی حاصل کیا۔  
(ماخوذ از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

۱۰ دہلی ۶۰۲ھ میں فتح ہوئی اور ۶۰۲ھ میں اسپر بند بریلو طلب الدین ایک اسلامی قبیلہ ہزار (قرشتہ) ۵۲۱ھ حضرت بوسیف ہمدانی کا وصال ۶۰۲ھ رجب ۶۰۲ھ میں ہوا (مسالک السالکین) ۵۲۱ھ و ۵۲۲ھ حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہ برٹے عالی رتبہ شیخ تھے حضرت نظام الدین محبوب الہی ٹرائے ہا شیخ ابوسعید تبریزی ایسے عظیم المراتب شیخ تھے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جیسے ستر مرید انکی خدمت میں تھے (مسالک السالکین) ۵۲۱ھ شیخ ابوسعید انجیر کا وصال ۶۰۲ھ میں ہوا (مسالک السالکین) ۵۲۱ھ شیخ ابوالحسن خرقانی کا وصال ۶۰۲ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

**استرآباد** یہاں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ ناصر الدین استرآبادی سے ملاقات کی یہ شیخ بزرگ عظیم القدر تھے اور دوداسطوں سے حضرت سلطان المارنیں خواجہ ابوزید بطائی سے نسبت رکھتے تھے۔ انکی عمر ایک سو ساٹھ سال بقول دیگر ایک سو اسی سال کی تھی۔ یہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے فیض صحبت سے متفیض ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیاء)

**ہرات** استرآباد سے آپ ہرات تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آپ اکثر اوقات حضرت شیخ عبد اللہ انصاریؒ کے قبر مبارک میں شب بیداریاں فرماتے تھے اور بیشتر عشا کے دنوں سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔

(مسالک السالکین)

۵۶۰  
**محمدیادگار کی دربار** جب آپ کی بزرگی اور کشف و کمالات کا شہرہ ہوا۔ اور خلقت کا ہجوم ہوا اور آپ ہرات خواجہ میں باریابی سے اٹھ کر سبزہ دار میں تشریف لائے۔ وہاں کا حاکم محمدیادگار نہایت ظالم و بد مزاج تھا اور رخص میں حدود در غلو رکھتا تھا اس کا ایک بلخ حوالی شہر میں تھا بلخ میں ایک حوض پر آب نہایت صفائی اور لطافت سے واقع تھا۔ آپ اس بلخ میں وارد ہوئے۔ اور حوض میں غسل کر کے دو گانہ بجالائے اور حوض کے کنارے بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوئے۔ اس وقت محمدیادگار کی آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ خادم نے اس خونت سے کہ شاید آپ کی جناب میں بے ادبی سے پیش آئے آپ سے عرض کیا کہ حاکم جابر آتا ہے بلخ میں بیٹھا مناسب نہیں بہتر ہے کہ باہر تشریف لے چلیں آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر قسم فرمایا اور کہا کہ اگر تجھ کو خونت ہے تو تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھا اور قدرت کا تماشہ دیکھ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ فراشوں نے پہونچ کر حوض پر آپ کے پہلو میں فرش دغا لیچے بچھائے شروع کئے لیکن آپ کی عظمت و شوکت کی وجہ سے ان کو یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ یہاں سے اٹھ جائے ناگاہ محمدیادگار کی سواری آپ پہونچی اس نے آپ کو اس مقام پر دیکھ کر اپنے خدمت گاروں سے گھور کر کہا کہ اس فقیر کو یہاں کیوں رہنے دیا اور بلخ سے باہر کیوں نہ کیا بیشک آپ نے سر مبارک اٹھایا اسکی طرف دیکھا نظر کا چار ہوتا تھا کہ وہ مثل بید کے کانپ کر زمین پر گر پڑا اور یہوش ہو گیا۔ یہ سال دیکھ کر اس کے ہمارا ہی حواس باختہ ہو گئے دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور نہایت منت و سماجت سے طالب معافی ہوئے آپ نے خادم کو اشارہ فرمایا اس نے تمبوڑا پانی حوض سے لیکر

پیش کیا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر محمد یادگار منہ پر چھینٹا مارا محمد یادگار کو ہوش آگیا اور اس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے مغذرت چاہی آپ نے چند کلمات نصیحت آمیز فرمائے جس کو سنکر یادگار محمد اور اس کے ساتھی رونے لگے اور اسی وقت دفعہ اوجھ منہیات سے تائب ہوئے۔ یادگار محمد نے حسب ارشاد آپ کے دستور کے دو گانہ شکیہ توفیق تو یہ ادا کیا اور یہ عقیدت تمام سولہ اپنے کل توالیع کے مرید ہوئے اور اپنا کل مال و اسباب فقر کو تقسیم کر کے اور لونڈی غلاموں کو آزاد اور بیویوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو گئے اور آپ کی خدمت میں صحبت اختیار کی۔ جب آپ تشریف لیجانے لگے تو حضار شاد ماں تک آپ کے ہمراہ آئے چونکہ عرصہ قلیل میں آپ کی تربیت و برکت صحبت سے عارفان اور واصلمان حق میں سے ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس نوح کو بالفعل ان کی حمایت میں چھوڑ کر انہیں وہاں مقیم کیا۔  
(از مسالک السالکین)

فرشتہ اور صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند نے محمد یادگار سبزداری کا ہندوستان آنا تسلیم نہیں کیا۔ وقائع شاہ معین الدین چشتی کا بیان ہے چند روز وہاں (سبزہ دار) قیام فرمانے کے بعد غریب نواز حضار تشریف لے گئے۔ اور اس سرزمین کو محمد یادگار کی سپرد فرمایا۔ خود بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد یادگار نے تمام عمر وہیں بسر کی ان کا مزار وہیں ہے مگر صاحب مسالک السالکین غریب نواز کے ہمراہ بامیں وجہ ان آنے کے مقرر ہیں کہ ان کی اولاد اجمیر میں موجود ہے نیز میرالاقطاب میں پر تھوڑی راج کے زوال سے قبل رہینی (۱۷۵۷ء میں) ان کا غریب نواز کے لئے (جبکہ آپ سدھار پناہی پر لب آنا ساگر مقیم تھے) اجمیر کی آبادی میں جائے رہائش منتخب کرنے کے لئے جانام قوم ہے اس لئے ان کا غریب نواز کے ہمراہ ہندوستان آنا ثابت ہے ان کی اولاد آج تک بلقب شیخ زادگان اجمیر میں موجود ہے نیز صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند۔ اپنے آپ کو محمد یادگار کا ہم جد کہتے ہیں۔ (مولف)

ان دونوں متضاد روایتوں میں اس طرح تطابق ہوتا ہے کہ غریب نواز نے بار اول روہنہ یعنی ۱۷۶۱ء کے موقع پر محمد یادگار کو مرید کیا۔ اور حسب روایت فرشتہ وغیرہ انہیں اس وقت وہیں چھوڑا مگر دوسرے (۱۷۶۵ء) روزۃ الصفا کی جلد ہفتم میں مرقوم ہے کہ مرزا یادگار محمد حاکم سبزہ دار کو سلطان جین بالقر نے قتل کیا بغیر معقولہ و غیر

درود ہند کے موقع پر یہ غریب نواز کے ساتھ (مشہد) میں حسب روایت سالک السالکین وسیلہ لاطباب  
ابیر آئے (مولف)

بلغ میں سیکھنا الدین کا مرید ہونا  
الغرض سبزہ دار سے آپ براہ حصار بلخ پہونچکر چند روز حضرت احمد خردیہ  
رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم رہے اس وقت بلخ میں ایک فاضل حکیم  
مولانا ضیا الدین تھے ان کو علوم فلسفہ میں پوری مہارت تھی لیکن عقیدہ  
ان کا فاسد تھا علم تصوف کو ہدیان اور اہل تصوف کو مخبوط اور دلو انہ کہتے  
تھے بلخ کے قریب ان کا ایک باغ اور درخت تھا اس میں لوگوں کو تعلیم علوم حکمت و فلسفہ کی دیتے تھے۔

”ہو غریب نواز کے پاس حالت میر و ساحت میں ہمیشہ تیرکمان۔ چقائق اور نمکدان رہتا تھا جب  
بیاباں اور غیر آباد مقام میں رہنے کا اتفاق ہوتا اور انظار کے واسطے کچھ ہم نہ پہونچتا تو طیور کا شکار کر کے روزہ  
انظار فرماتے تھے فضا کا ایک روز آپ کا گذر مولانا ضیا الدین کے بلخ میں ہوا۔ اس روز آپ نے ایک کھنگ  
شکار کیا خادم سے اس کے کباب تیار کرنے کو فرمایا اور آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اس آثار میں مولانا نے  
آپ کو نماز پڑھتے اور خادم کو کباب تیار کرتے پایادہ آپ کے پاس آئے جب آپ نماز سے قایم ہوئے  
تو آپ کو باادب تمام سلام کر کے مودب بیٹھ گئے اتنے میں خادم کباب تیار کر کے لایا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم  
کر ایک ران کھنگ کی مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران میں سے کسی قدر خود تناول فرمایا۔

کباب کا کمانا اتفاقاً ظلمت انکاری اور رنگ علوم فلسفہ کا دل سے ددر ہو گیا۔ اسرار الہی ان پر شکفت  
ہو گئے۔ اور یکایک یہوش ہو گئے آپ نے اسے پس خوردہ میں سے کسی قدر لیکر مولانا کے منہ میں دیا

بقیہ مضمون صفحہ ۱۷۔۔۔ اسلئے ممکن ہے ہم نام نور سبزہ دار ہونگی دھ سے بعض لوگوں کو قلعہ فہمی ہوئی ہو۔ اور اگر غریب نواز کے ساتھ آئے  
والایادگار محمد سہو کران کے ہندوستان آئی کی تردید کی ہو۔ حالانکہ ان کا سند شہادت ۸۴۵ھ سے یعنی غریب نواز کے دھال سے  
دوسو بیس سال بعد کا زمانہ ہے۔ اسلئے یہ غریب نواز کے ساتھ آنے والے بادگار محمد نہیں ہو سکتے (مولف)

(ب) واضح رہے سبزہ دار در بھی ایک ایران ہیں دوسرا افغانستان میں مندرجہ بالا یادگار محمد سبزہ داری ایرانی ہیں اور غریب نواز  
کے ہمراہ آنے والے یادگار محمد سبزہ داری افغانی ہیں یہ سبزہ دار ہرات کے قریب اور ایرانی سبزہ دار موجود دیوسے اسٹیشن شاہد  
کے قریب ہے۔ دیکھئے نقشہ ایران و افغانستان مشککہ (مولف)

۱۵ حصار سبزہ دار اور بلخ کے درمیان ہے۔ (ماخوذ از دقاع شاہ مین الدین)



کہ ان کو ہوش آگیا۔ پھر مولانا نے تائب ہو کر کل کتا میں فلسفہ کی دریا میں غرق کرادیں۔ اپنے ملازمہ کو آپ کے مرید ہوئے اور آپ کی خدمت و صحبت اختیار کی جب آپ کی شہرت ہوئی اور لوگوں نے هجوم کیا تو آپ نے مولانا کو خرقہ خلافت عطا فرما کر وہاں چھوڑا۔ خود سفر اختیار کیا۔ (ماخوذ از واقعہ شاہ معین الدین سالک ساکین) بلخ سے غزنی پہنچ کر آپ نے حضرت شیخ عبدالواحد (جو شیخ نظام الدین ابوالمود کے

**غزنین** (پیریں) سے ملاقات کی۔ (خرنیتہ الاصفیا)

غزنین سے روانہ ہو کر آپ پہلی بار ہر دایات متواتر بتایں۔ (محرم الحرام ۵۶۱ھ) **ورد و دہندہ بار اول** ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اس وقت خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی (جو بہرام شاہ کا پوتا تھا) لاہور میں حکمران تھا۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ وغیرہ)

مگر اس زمانہ میں چونکہ رونی اسلام صرف لاہور اور ملتان تک تھی اور یہی ہر دو مقامات شمالی ممالک سے آنیوالے کے لئے قیام و سیر کے قابل تھے۔ اسلئے قرن قیاس ہے کہ اس ورد و دہندہ کے موقع پر آپ صرف لاہور و ملتان تک ہی تشریف لائے۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ درملتان بودم از بزرگے شنیدم۔ (دلیل العارنین)

۵۶۲ھ ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر خواجہ **ہندوستان سے واپسی** خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز سے بیعت انصالی کی۔ **اور بیعت انصالی** بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہندوستان آکر آپ کا واپس جانا کسی

۵۸۳ھ میں خسرو شاہ غزنوی نے انتقال کیا اسکا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت نشین ہوا۔ اسے شکست دے کر **غیاث الدین محمد سام نے** ۵۸۳ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ (روضۃ الصفا)

۵۹۶ھ میں سلطان محمود غزنوی نے ملتان تخیل کیا اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا۔ اسلئے کہ ملتان کا والی **شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے** اخلاص کا سلوک رکھ کر فدا مت شایستہ بجا لاتا تھا۔

۶۱۴ھ میں سومات کی واپسی پر سلطان محمود غزنوی سندھ کے بیابان کی راہ سے ملتان جانا چاہتا تھا کہ ایک ہندو رہبر نے بسبب شتمی سلطان کو معرکہ لشکر کے لیے آب بیابان میں پہنچا دیا تاکہ ہلاک ہو جاوے۔ سلطان نے رہبر کو سزائے قتل دی اور خود تیر غزنی روانہ ہوا۔ اور ۶۱۵ھ میں معرکہ لشکر عظیم کے ملتان کی طرف رخ کیا اور ہاں پہنچ کر ایک جنگ عظیم کے بعد ان جوں کی تو شالی (ج) ۶۱۶ھ میں حمید کچول نے اپنے چھوٹے لڑکے کو سپہ سالار بنادیا اور ملتان کا مقرر کیا۔

۶۱۷ھ میں علی بن ربیع غزنی سے پناہ درگبٹ سوا ایک کثیر تعداد زرد جو اہر کے بھاگا اور اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔ (بقیہ صفحہ منبر انیس پر)

لواہیت سے ثابت نہیں۔ مگر بارہ سے نزدیک ہر چار روایات درود ہند کے درمیان بعد عظیم ہونے نیز سابق روایات سے آپ کا چارہ تہہ ہندستان تشریف لانا ثابت ہے جس کی تفصیل ہر چار درود ہند کے مواقع پر لکھی گئی ہے مجملہ ص ۱۷ سے۔

”آپ کا درود ہند“

حب دلیل العارفین کے درود ہند کے وقت بحیر ہندوں کی ملکیت تھی۔ اور حب سالک السالکین دیانخ فرشتہ وغیرہ اجمیر سی پتھوی راج کی حکومت تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شہاب الدین غوری نے پتھوی راج پر آخری بار حملہ کر کے اجمیر فتح کیا اور پتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا چونکہ یہ اقویا بالاتفاق ۶۸۸ھ میں ہوا ہے اسلئے آپ کا دوسری بار درود ہند ۶۸۸ھ میں ہونا ثابت ہے۔

”آپ کا درود ہند بار سویم“

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ جب معز الدین سام غزنی جاتے ہوئے (۶۰۳ھ) میں واصل ہوئے تو اس زمانہ میں آپ وارد لاہور ہوئے۔

”آپ کا درود ہند بار چہارم“

حب خزینۃ الاصفیاء بموجب ارشاد حضرت قطب صاحب جب آپ خراسان سے ہندوستان وارد ہوئے جبکہ مفصل حال آگے درج ہے اس وقت قباچہ بیگ اور کفار مغلوں کے درمیان جنگ شعلوزن تھی۔ اور قطب صاحب حمۃ اللہ علیہ کی استعانت باطنی سے قباچہ بیگ نے فتح پائی۔ چونکہ حب منتخب التواریخ یہ جنگ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد قباچہ بیگ اور کفار مغلوں سے ۶۱۱ھ میں ہوئی۔ لہذا غریب نواز کا جو تھی بار درود ہندوستان ہونے کا سال بھی یہی ہے۔

مندرجہ بالا بات تفصیلاً کے پیش نظر ایک چارہ تہہ ہندوستان تشریف لانا بخوبی ثابت ہے اور مقررہ سابقہ ہر چار درود ہند کی متضاد روایات جو ایک ہی سفر درود ہند میں لکھی گئی ہیں کی مطابقت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۸ -

(د) اردو سے اس خط کو ملتا اور ساتھ ساتھ اپنے قبضہ میں لایا۔ وغیرہ وغیرہ (از فرشتہ)

(ک) جو بات مندرجہ بالا ثابت ہے کہ یہاں یہ لفظ اسام تھی (مولف)

مطابقت ہو جاتی ہے۔

**واقعات بیعت اقصالی** {رسالہ "انیس الارواح" میں بیعت قربیت کے مفصل واقعات خود حضور غریبؐ کو اس طرح تحریر فرمائے ہیں۔

یہ مسلمانوں کا دعا گو سعید الدین حسن بخاری بمقام شہر بغداد خواجہ بنید قدس سرہ العزیز کی مسجد میں دولت پابوسی حضرت خواجہ ہرذی قدس سرہ العزیز سے مشرت ہوا۔

اس وقت مشایخ کبار حاضر خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا پیرد مرشد کا ارشاد ہوا۔ دو رکعت نماز ادا کریں نے ادا کی۔ فرمایا قبلہ دیکھو۔ میں بیٹھ گیا حکم دیا سورۃ بقرہ پڑھیں نے پڑھی فرمان ہوا اکیس بار دود شریف پڑھ میں نے پڑھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا۔ آنا کہ میں تجھے خدا تک پہنچا دوں اور مقرر امن لے کر دعا گو کے سر پر چلائی۔ کلاہ چہار ترکی اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی۔ حکیم خاص عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا فرمایا ہمارے خالوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج کے دن اور رات بھر مشغول رہ یہ درویش حکم بشارت محترم مشغول رہا۔ دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جا اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی پھر فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا۔ فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک فرمایا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا اب کہاں تک دیکھتا ہے میں نے عرض کیا حجاب عظمت تک فرمایا آنکھیں بند کریں نے بند کر لیں فرمایا کھول میں نے کھولیں۔ پھر مجھے اپنی دو انگلیاں دکھائیں اور فرمایا کیا دیکھتا ہے میں نے عرض کیا ہزار ہزار عالم دیکھتا ہوں فرمایا جا تیرا کام پورا ہوا۔

سامنے پڑی ہوئی ایک انیٹ کے لئے فرمایا کہ اسکو اٹھا میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ان کو لجا کر فقراء میں صدقہ کریں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حاضر خدمت ہو گیا۔ ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں رہ۔ عرض کیا تابع فرمان ہوں (ماخوذ از انیس الارواح)

۳۵۶۲ ۳۵۸۲

مرشد کے ہمراہ سیاحت

**سفر حرمین** حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں چند دن پیر و مرشد کینیت ماضرہ پھر آنحضرت نے اس دعا کو ساتھ لیکر سفر خانہ کعبہ کا اختیار فرمایا الغرض ایک شہر میں پہنچے یہاں ایک جماعت درویشوں کی دیکھی جو شراب عشق الہی سے سرشار در عالم سکرو حیرت میں از خود رنٹہ تھی چند روز ان کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر وہ حضرات عالم صحو میں نہ آئے۔

(از انیس الارواح)

بعد ازاں مکہ معظمہ پہنچے اور زیارت و طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے۔ پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور زیر نادران خانہ کعبہ دعا گو کے باب میں مناجات کی۔ آواز آئی ہتے معین اللہین کو قبول کیا پھر مدینہ منورہ آئے اور وہ مندرجہ حضور سرور عالم رسول اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے مجھ سے فرمایا سلام عرض کر میں نے سلام عرض کیا آواز آئی وعلیکم السلام یا قلوب المشائخ برزخ بھریہ آواز شکر حضرت خواجہ اعظم نے خواجہ باب تیرا درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ (انوار از انیس الارواح)

**ورود بخشاں** پھر بخشاں پہنچے یہاں ایک بزرگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پیشکار ہیں سے تھے ان کی عمر تیس سال کی تھی از حد مشغول تھے۔ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جب اُس کی نسبت دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ ایک موقع پر میں نے اپنی خواہش نفس سے اُس پاؤں کو صومعہ سے باہر نکالا تھا کہ یہ ندا آئی اُسے مدد ملی ہی عہد تھا جو فراموش کر دیا میں نے اُسی وقت اس پاؤں کو کاٹ کر پھینک دیا اس واقعہ کو گزیرے چالیس سال ہو گئے اس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن کیونکہ درویشوں میں متہ دکھاؤں گا (از انیس الارواح)

**ورود بخارا** بخارا پہنچے اور یہاں کے صدر مشائخ سے ملے جو دوسرے عالم میں تھے جنکی تعریف و توصیف حد بیان سے باہر ہے۔ الحاصل دس سال تک میں حضرت

ان حضرات سے مراد ہے جن کے ذریعہ اہل حاجت اپنے معاملات باطنی طور پر پیش کرتے ہیں۔

میں حضرت خواجہ اعظم کی ہمرکابی میں مسافر رہا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ اعظم داپس بغداد شریف تشریف لائے اور غلت گز میں ہوئے۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

غریب نواز فرماتے ہیں چند دن بعد آنحضرت نے پھر مسافرت اختیار فرمائی اور میں مزید دس سال تک آنحضرت کا رخت خواب درپانی کی چھاگل سر پر لئے سفر میں ساتھ رہا اس دس سال کے دوران سفر میں آپ کا مرشد کے ہمرکاب حبشیل مقامات پر پہنچنا قرین قیاس ہے۔

**اوش** فرمایا ایک وقت دعا گو اور شیخ عثمان ہارونی مع ایک اور درویش کے مسافرت میں تھے ہم شیخ بہا الدین بختیار اوشی سے ملے یہ بڑے بزرگ تھے اور واسطان حق میں سے تھے ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی اُن کی خالقاہ میں آمادہ محروم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا اسکو کپڑے دیتے اور ان کے لئے عالم غیب سے اور کپڑے آجاتے۔ الغرض کچھ دن ہم ان کی صحبت میں رہے۔ اُن درویش نے کہا کہ ازل نصیحت یہ ہے کہ اے درویش جو کچھ تجھے ملے وہ خدا کی راہ میں دنیا اور دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہنچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جائے (دلیل العارفین)

**حضرت قطب صاحب کا** اس موقع پر حضرت خواجہ قطب صاحب کو ان کی والدہ نے آپ کی خدمت آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ میں بھیجا۔ اس وقت حضرت قطب صاحب کی عمر چار برس چار ماہ چار دن کی تھی۔ غریب نواز نے چاہا کہ آپ کا تختہ لکھیں۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ قاضی حمید الدین ناگوری آتا ہے۔ وہ ہمارے قطب کا تختہ لکھے گا اور تعلیم دیگا۔ پس قاضی صاحب طرفۃ العین میں آگئے۔ غریب نواز نے تختہ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ (مسالک السالکین)

**سیوستان** غریب نواز نے فرمایا ایک وقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمرکاب سیوستان کے سفر میں تھا وہاں ایک صومعہ تھا اُس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے ان کا نام شیخ نور الدین تھا احمد سیوستانی تھا یہ بزرگ بہت مشغول تھے میں چند دن تک ان کی خدمت میں رہا جو شخص اُن کے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا اور عالم غیب سے کوئی چیز لا کر اسکے ہاتھ میں دیتے اور اُس سے کہتے کہ اس درویش

کو سلامتی ایمان کی دعا سے یاد کر کیونکہ اگر میں گورس اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بہت بڑا کام کیا یہ بزرگ جب ہیبت مرگ اور گور کا تذکرہ سننے میں بید کے کاپٹنے لگتے اور ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمہ کی طرح جاری ہو جاتے اور سات دن تک روتے رہتے اور اپنی دونوں آنکھیں ہوا میں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہمیں ان کے رونے سے رونا آجاتا اور کہتے یہ کیسا بزرگ شخص ہے جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے بیٹھ جاتے اور ہماری طرف منہ کر کے کہتے کہ اے عزیزاں مجھے مرگ درپیش ہے جسکا ملک الموت حمد لیتا ہو اور قیامت جیسا دن سامنے ہو اس کو سونے خوشدلی قرار دینا وہ سے کیا کام اور اُسے کیسے کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا اچھا معلوم ہو۔ (دلیل الحارثین)

**دُشَق** فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ ابدال دین کرمانی اور خواجہ عثمان ہاردنی قدس سرہ مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک شہر میں پہنچے جسے دُشَق کہتے ہیں۔ دُشَق کی مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کرام مزارات ہیں اور یہاں لوگوں کی حاجتیں برآتی ہیں انبیاء علیہ السلام کے مزارات کی زیارت کیں۔ اور یہاں کے بزرگوں سے ملے چنانچہ دُشَق کی مسجد میں ایک دن دعا گو شیخ ابدال دین کرمانی حضرت خواجہ عثمان ہاردنی قدس سرہ اور محمد عارف (جو بہت بزرگ عامل تھے) موجود تھے ان کے برابر چند اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا کہ قیامت کے دن درویش معذور ہونگے اور مالداروں سے حساب ہوگا ایک شخص پر یہ بات گراں گزری وہ ان سے اس باب میں بحث کرنے لگا اور کہا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے محمد عارف کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ اس شخص کو دکھا دو فرشتوں نے کتاب دکھا دی وہ شخص کھڑا ہوا اور قدموں پر سر رکھا۔ (دلیل الحارثین)

بعد ازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہاردنی نے مُصَلَّے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر تکھائے زلزلہ نکال کر ایک درویش کو دئے تاکہ حاضرین کیلئے حلوہ الایں پھر شیخ ابدال دین نے اپنے قریب کی لکڑی پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے وہ لکڑی زلزل ہو گئی۔ مگر اس دعا گو نے بسبب اُشبہ کچھ نہ کیا حضرت خواجہ عثمان نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا بعد ازیں حکم مرشد میں نے لکیم میں سو چار قرص نکالے در ایک بھوکے درویش کی طرف بڑھائے اوس درویش اور خواجہ عارف نے کہا کہ جس درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسکو درویش نہ کہنا چاہئے۔ (دلیل الحارثین)

**وایسی بغداد** بعد ازاں آنحضرت واپس بغداد شریف آکر محتکف ہوئے اور فقر سے ارشاد فرمایا کہ اس مقام سے چند روز باہر نہ آؤں گا مگر تجھے چاہئے کہ چاشت کے وقت آیا کر تجھ سے ترغیب فقیر بیاں کروں تاکہ مریدوں اور فرزندانوں کے لئے میرے بعد یادگار رہے۔ یہ فقیر حسب الحکم روز آئے حاضر خدمت ہوتا رہا اور جو کچھ آنحضرت کی زبان گوہر افشاں سے سنتا تھا۔ اس کو قلم بند کرتا تھا چنانچہ اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ الموسوم بہ انیس الارواح مرتب کیا۔ (از انیس الارواح)

اسی سال آپ نے رسالہ انیس الارواح مکمل کر کے شجرہ طریقت میں شامل فرمایا۔  
**رسالہ انیس ارواح کا تکمیل**  
 (ماخوذ از انیس الارواح دسالک السالکین)

سالہ انیس الارواح میں غریب الوداد نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات ارقام فرمائے ہیں اور حضرت قطب لائق نے اپنے پیر کی سنت کے پیش نظر اپنے مرشد کے حالات دلیل العارفین میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے مرشد کے حالات فوائد السالکین میں اور حضرت شیخ الشیخ نے اپنے مرشد کے ملفوظات راحت القلوب میں قلمبند فرمائے ہیں۔ چاروں رسالے ملفوظات خجستان کے نام سے مشہور ہیں ہر چند کہ ان ملفوظات سے مولانا حمید دلدور نے انکار کیا ہے اور میرزا علی حسن (ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی مرتبہ مولانا حمید دلدور) میں عبات لکھا ہے کہ یہ ملفوظات آنحضرت کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان حضرات کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہیں۔ نیز ان حضرات کی کوئی تصنیف نہیں مگر انقل القواکر (جس میں حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات مرتبہ حضرت امیر خسروؒ ہیں) میں مرقوم ہے کہ خواجہ بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ جو کچھ اپنے پیر و مرشد سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ ان دونوں روایات کے اختلاف میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ تک یہ رسالے بشکل رسالہ جات ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ تبرکات شجرہ کیساتھ تھے اور ہر شجرہ سمجھے جاتے تھے نہ کہ رسالہ جات۔ عاودہ ازیں کسی دوسرے شخص کو ان حضرات کی ملفوظات مرتب کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی غیر متعلق شخص اتنی محنت کر کے یہ سارے کیوں مرتب کرنا۔ نیز حضرت امیر خسروؒ کے بیان کو کیسے طرح غیر معتبر نہیں کہا جاسکتا و بعد ان کیفیات اور عالم و جہ کی وارداتیں عام کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اہل سلسلہ کیلئے ہوا کرتی ہیں جیسا کہ سرور عالم نے بی بی عاتقہ صدیقہؒ سے ارشاد فرمایا (کون عاتق کس کی بیٹی عاتق) لہذا ہماری رائے میں یہ رسالہ جات انھیں حضرات کے ہیں۔

(ماخوذ از سالک السالکین درائے مولف)

## پیر و مرشد سے تبرکاتِ مصطفوی اور خرقہ خلافتِ مخصوصہ پانا

پیر و مرشد کے ہمکاب میں سال تک سیاحت میں رہ کر اور بشمول سابق ڈہائی سال یعنی کل بائیس سال چھ ماہ (مطلقاً) بائیس سال) پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہنے کے بعد لہر ۵۲ سال آپ ۵۸۲ھ میں بغداد واپس تشریف لائے اس وقت حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے خرقہ خلافتِ مخصوصہ یعنی سرورِ عالم کے تبرکات جو سلسلہ بسلسلہ خواجگانِ چشت میں چلے آتے تھے آپ کو عطا کئے اور امین و سجادہ نشین بنا کر ممتاز فرمایا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(ماخوذ از انیس الارواح و مسائل السالکین)

غریب نواز بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا اُسے معین میں نے یہ سب کلام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے تجھ کو اسپر عمل کرنا واجب ہے اور فرزند (روحی فرزند) خلفتِ دہی ہو جو اپنے گوشِ دہوش میں اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو جگہ دے۔ اور اپنے شجرہ میں لکھے اور انجام کو پہنچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔ اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو آنحضرت کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عنایت فرمایا۔ بعد ازاں خرقہ تعلین چوہیں اور مصلے بھی عطا فرما کر سرفراز کیا پھر ارشاد فرمایا کہ یہ تبرکات ہمارے پیرانِ طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تجھے دے دی ہے ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے ان کو رکھا ہے اور جس کو مرد پانا اس کو یہ ہماری یادگار دینا غریب نواز فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد پیر و مرشد نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا ”تجھ کو خدا کے سپرد کیا یہ فرما کر آپ عالمِ تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعا گو نصرت ہوا (ماخوذ از انیس الارواح و مسائل السالکین)

”خرقہ خلافت و علم معرفت کی ابتدا اور وجہ تسمیہ“

**خرقہ اور علم معرفت** { سراج شریف کے بعد سے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان جھجھکائے تخلیہ رہتی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوتی ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے جہاں تخلیہ کا موقع نہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان دونوں



حدیثوں سے ثابت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اسلام ترمذی میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ سرور عالم نے غزوہ طائف کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر سرگوشی کی لوگوں نے کہا یا للتحقیق سرور عالم نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی سرور عالم نے ارشاد فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں بلکہ اللہ نے سرگوشی کی ہے۔

۲ امام احمد حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی سرور عالم کے آخر زمانہ میں آنحضرت کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قریب علی بن ابی طالب تھے۔ جب آنحضرت مریض ہو گئے تو انتقال کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر دیر تک ان سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ پھر اسی دن آپ کا انتقال ہو گیا۔

اس اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرور عالم کے آخر زمانہ میں سب سے زیادہ قریب تھے یعنی اقرب الہمد۔ یہ صحیحہائے تخلیہ اور سرگوشیاں احکام شریعت کے متعلقہ معاملات کی بابۃ تہمیں کیونکہ شریعت ظاہر ہے اور اس کے احکام علی الاعلان آئے ہیں اس لئے ان کے اخفایا ان کے واسطوں صحیحہائے تخلیہ یا سرگوشی کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ صحیحہائے تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرار حقیقت و معرفت کی تعلیم کے لئے تھیں جن کا کتمان ضرور تھا۔ کیونکہ بسبب نا فہمی اور اباب ظاہر پران کا ظاہر ہونا موجب فسادات اور منافق شریعت ظاہر تھا یہ وہ علوم سینہ اور اسرار باطنی تھے جن کا حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا گوارہ نہ فرمایا اور انہی اسرار کی تعلیم کے واسطے شب معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام میں جو مقام کئی قدرتی سے بھی بالاتر تھا اور جہاں سوائے ذات مطلق کے اور کچھ نہ تھا یہاں تک کہ تحت فوق زمین و سماں سے بھی یہ مقام پاک و منزه تھا۔ آپ اس صورت سے باریاب ہوئے۔

تَزَكَّى أَنْفُسُهُ فِي السَّمَاءِ فَتَدَلَّى وَتَرَكَ تَلْبِيَهُ فِي صِدْقِهِ الْمُنْتَهَى وَتَرَكَ ذَوْجَهُ بِغَابٍ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ بَقِيَ سِرُّهُ وَرَبُّهُ۔

ترجمہ۔ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمان پر اور آگے بڑھے پھر چھوڑا دل مطہر کو سدرۃ المنتہی پر اور چھوڑا

روح کو قلاب تو حسین ادا دنی کے مقام پر باقی رہا سر اس کا اور پروردگار اس کا (مسالک السالکین)  
یہاں باطنی اور سر باطنی کی تعلیم فرمائی۔ اور اس سے آپ کے فیض گنجینہ کو معمور کیا۔ اور خلعت  
دلایت مطلق اور خلافت خاص اور خرقہ درویشی سے جو مخصوص بذات پاک تھا مشرف فرمایا۔  
ان علوم و اسرار باطنی کے متعلق اپنے کلام پاک میں بھی صاف طور پر ظاہر فرما کر صرت  
فَاقِ حِجَّتِی اِلٰی عَمَدِیْ کَمَا وَحِّیْ پُر کَتَفَا فرمایا چونکہ سرور عالم خاتم الانبیاء و مرسلین ہیں آپ کے بعد رسالت و نبوت  
نہ تھی اس لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت شاہ دلایت امام الادب و ولی المؤمنین حضرت علی کرم اللہ  
وجہہ کو اس علم سیتہ و اسرار باطنی کا وارث بنایا اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے یہ اسرار  
مولائے کائنات کو پہونچا کر خلعت دلایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ عطاءے خرقہ درویشی اور  
بروز غدیر خم دستار عطا کرنے اور اس آیتہ کریمہ سے ظاہر ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک  
ترجمہ "اے رسول پہونچا دے لوگوں تک جو تیرے رب نے نازل کیا ہے"۔ اس طرح اس شمع نبوت  
سے جس کی شان میں سر جاً منیر آیا ہے خلق کی ہدایت درہنمائی کے لئے اس شمع دلایت کو روشن  
کیا۔ جس شمع دلایت سے چراغ دلایت روشن ہے۔ اور سلسلہ یسلسلہ قیامت تک روشن رہے گا۔  
(مسالک السالکین)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سرور عالم کے اس ارشاد (میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا  
نے کی ہے) کی حسب ذیل اشعار میں کیا خوب تشریح کی ہے۔

دو دہاں داریم گویا ہچوا لئے	ایک دہاں پنہاست در لہا دے
ایک دہاں نالاں شد سوئے شما	ہائے دہوے در فلندہ و دشما
لیک و اند ہر کہ اور امنظرست	کین فغساں این ہر تے ہم ناں سست
دولہ این نا لئے از دہاے اوست	ہائی دہوے روح از لہاے اوست

(مسالک السالکین وغیرہ)

**از مولف** { در اصل یہ سرگوشی تعلیم معرفت تھی۔ یہی علم آگے چل کر علم تصوف کہلایا۔ اور اولیا و صوفیا و عارفان اسی علم باطنی اور سرائی کے حامل ہیں۔ (مولف)

اس خرقہ مقدسہ کے متعلق صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ہنر کا بیان حسب ذیل ہے۔  
جلد ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے شب معراج میں حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو صبح کو مجلس اصحاب میں بموجب فرمان الہی وہ ختمہ حضرت علی کرم اللہ کو عطا فرمایا اور علم معرفت کی تعلیم دی وہ خرقہ کلیم سیاہ تھا۔ حضرت علیؑ نے ستر صاحبوں کو اپنا مرید فرمایا اور چار صاحبوں کو غلیفہ کیا وہ چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن علیہ السلام دوم حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سوم خواجہ کیل بن زیاد قدس سرہ۔ چہارم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وہ خرقہ درویشی عطیہ رسول مقبول عنایت فرما کر مقدس لائے مشائخ بنایا۔ جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا تو خرقہ خواجگان چشت کہلایا۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین چہرلغ دہلوی تک یہ خرقہ سلسلہ دار پہونچا۔ (تذکرۃ اولیاء ہند)

**۵۸۲** آپ کے جاتے وقت خواجہ عالم دعالیاں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ **حصول ہدایات مرشد** عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اے معین الدین ہرگز خلق سے طمع نہ رکھنا اور آبادی سے دور علاقے سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا (مالک اسالکین)

۵۸۴

۵۸۲

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر سیاحت و واپسی بغداد

اس سفر کے متعلق سیر الاقطاب کا حسب ذیل بیان ہے۔

چوں آں حضرت از خدمت پیر و مرشد | ترجمہ۔ جب حضرت نے پیر و دشمن ضمیمہ سے نعمت تمام  
ردشمن ضمیمہ نعمت تمام یافت و مسافرت کرد | پائی مسافرت اختیار کی۔

پنجماہ و دو سال بود  
اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔  
بعد حصول خلافت سفر اصفہان کے متعلق بحوالہ مولد عطائے رسول تاریخ سلف میں  
حب ذیل روایت ہے۔

کتاب گلشن نیز دوسری کتابوں سے روایت  
ہے کہ جب شیخ (خواجہ بزرگ) نے پیر و مرشد سے خرقہ  
خلافت و طریقت اجازت رخصت برکت سعادت حاصل  
کی تو اطراف اصفہان کی جانب توجہ فرمائی بلکہ سبھراہنی  
اطراف میں ہے۔ اس وقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ  
نیرالدین تھے۔

بِأَنَّهُ دَرِي فِي كِتَابِ كُتُبٍ وَغَيْرِهَا أَنَّ الشَّيْخَ  
رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ لَمَّا أَخَذَ مِنْ شَيْخِهِ الْخِلَافَةَ  
وَحَرَقَ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُ الْأَذَى وَالْبَرَكَةُ  
وَالْمِنَّةُ وَتَوَجَّهَ إِلَى الْخُرَابِ ضَنْفَقَانِ مُشْتَمِلٍ  
عَلَى بَلَدَةٍ سَبَاحٍ وَمَعَ تَحْرُ الدِّينِ.

آپ کا ادش و اصفہان  
میں ورود  
اول آپ ادش میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر اصفہان میں ورود  
فرمایا یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی۔ جب آپ اصفہان  
میں تشریف لائے اس وقت خواجہ قطب الدین اوشی شیخ موصوف کی طرف راغب تھے۔ مگر وہاں آپ کے  
تشریف فرما ہونے پر آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ اور ۵۸۳ھ میں آپ کے دست اقدس پر بیعت ارادت کی  
(از خزینۃ الاصفیاء و مسالک السالکین)

۱۔ اصفہان کے قریب ایک قصبہ ہے۔  
۲۔ ہر چند کہ کسی معتبر تذکرہ میں حضرت قطب الاقطاب کمال ولادت درج نہیں ہے۔ مگر حسب مسالک السالکین ۶۳۳ھ  
میں آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ مگر بوقت وفات آپ کی عمر میں اختلاف ہے۔ مورخین نے بوقت وصال قطب صاحب کی عمر ۵۲-۶۴  
۶۴-۷۴ اور ۳۰ سال لکھی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک بروایت احسن السیر ۶۴ سال آپ کا وصال پانا معتبر ہے۔ لہذا ۶۳۳ھ میں  
سے ۶۴ سال کم کرنے کے بعد ۶۹ پر آمد ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت قطب صاحب کا سن ولادت ۵۶۹ھ  
ہے۔ نیز اس سن سے حب ذیل روایات متعلقہ قطب صاحب سے مطابقت ہوتی ہے۔

(الف) حب احسن السیر ۶۴ سال ۵۸۳ھ میں وفات پانا۔  
(ب) حب دلیل العارفين (حبی تشریح آگے تاریخی بحث میں ہے۔ ۶۴ سال ۵۸۳ھ) میں بمقام بغداد آپ کا مرید ہونا۔  
(ج) اٹھارہ سال کی عمر میں جبکہ انیسواں سال جاری تھا۔ آپ کا دہلی میں حب روایت خزینۃ الاصفیاء موجود ہونا جبکہ قاضی صادق  
و قاضی اعماد نے قطب صاحب پر یہ اعتراض کیا تھا کہ آمد کا محفل سماع میں ہونا خلافت تادمہ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ پر

۸۴ھ  
ورود بغداد شریف اور قطب صنا  
کا داخل سلسلہ ہونا  
دو اپس بغداد شریف پہنچنے پر جب "دلیل العارفین" خواجہ قطب صاحب  
نے مسجد ابوالیث سمرقندی میں بتایا کہ پانچ ماہ رجب پکے دست حق پرست پر بیعت  
سلسلہ کی اس وقت جب خزانہ الاصفیا قطب صاحب کی عمر  
شریف چودہ سال کی تھی (از دلیل العارفین و خزانہ الاصفیا)

بقیہ مضمون صفحہ ۲۹ اور اسی وقت ریش برآمد ہو کر آپ سے کرامت کا ظہور ہوا تھا۔  
بوجہات مندرجہ بالا آپ کی ولادت ۶۹ھ میں وقوع پذیر ہوئی اور بعد ۱۴ سال چنناہ گذرنے پر بمقام بغداد ۸۴ھ  
میں آپ نے غریب نواز سے بیعت سلسلہ کی۔ اور بعد ۱۴ سال (۸۴ھ) میں خرقہ خلافت پایا۔ اور ۹۷ھ میں قطب صاحب نے بابا فرید الدین  
گنجشکر کو مدینہ میں قطب صاحب کے مرید ہو کر بیعت عرض ہو سکتا ہے کہ بابا صاحب نے خود سالہ نو ایل الکین میں اپنا بیعت ہونا ۸۴ھ میں  
ارام فرمایا ہے اسے اس میں چوں دھرا کا موقع نہیں مگر ہماری رائے میں اس میں بھی یقیناً سہو کتا ہے ہوا ہے ہمارے اس کہنے کی تصدیق خود اس کتاب  
میں بابا صاحب کے فرمان سے ہوتی ہے چنانچہ اسی مجلس میں آگے جھلک رہا بابا صاحب فرماتے ہیں کہ قطب صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر شیخ الاسلام  
دہلی برہادرم شیخ جلال الدین تبریزی دو طرح فرج کر دے اور بارادہ نظر اور دعویٰ درویشی می کنند چنانچہ اس خبر پر شیخ مسالین والی ہند و سید  
شیخ برائے جلال الدین گفت۔ پھر بابا صاحب اسی مجلس میں فرماتے ہیں کہ سنی درصفت آپ جو حق شمس می رفت خواہ قطب الاسلام  
دام برکاتہ فرمود انچہ شمس الدین والی ہند خواست کہ حوض بنا کند یک روز سوار شدہ جمیع ارکان دولت زمین از راستہ راستہ  
کنائیدن حوض میدید۔ نیز اس روایت سے آگے قطب الاقطاب فرماتے ہیں "وقتے بجانب بدایوں بودم شمس الی ہم در بدایوں  
لہذا قطب صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشادات آپ نے اس وقت فرمائے تھے جب  
اسلامی دور تھا۔ شمس الدین التمش والی ہند تھا۔ اور تالاب شمس تیار ہو گیا تھا۔

اس پر فرشتہ و دیگر مورخین کا اتفاق ہے کہ ۸۸ھ میں دہلی فتح ہوئی اور ۸۹ھ میں قطب الدین ایک دہلی فتح کر کے پانچ تخت  
بنایا اس وقت دہلی میں دور اسلامی شروع ہوا۔ چونکہ ۸۸ھ میں نہ اسلامی دور تھا نہ مسلمانوں نے دہلی پر قبضہ کیا تھا۔ نہ تالاب شمس  
اس وقت تیار ہوا تھا۔ اور نہ شمس الدین زیر نگرانی شہاب الدین غوری یا قطب الدین ایک یا بطور خود والی دہلی تھا۔ لہذا ثابت ہوا کہ سب  
چیزیں ۸۸ھ یا اسکے بعد کی ہو سکتی ہیں۔ نیز چونکہ بدایوں حسب منتخب التواریخ ۹۱ھ میں فتح ہوا اسلئے حضرت قطب صاحب کے ارشادات  
۹۱ھ کے بعد کے ہیں۔ لہذا یقیناً تالاب و ایل الکین سے نقل کرنے میں سہو کتا ہے ہوا اور بجائے (اربعہ تسعائین قسماً) کے (البحر شامین قسماً)  
کہندہا ہے علاوہ ازیں چند روایات غلط لکھنا ممکن نہیں۔ صرف ایک تاریخ میں غلطی ہونا زیادہ اسکا فی چیز ہے۔ (مولف)  
۱۔ جب سرور عالم نے مکہ کی عمریت فرمائی تو مکہ فتح ہونے سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں سرور عالم کو یہ  
خبر ہو گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ سرور عالم نے یہ سن کر تمام اصحاب کو طلب کر کے تازہ بیعت کر کے  
حکم دیا کہ مکہ والوں سے حرب کریں۔ صحابہ کبار نے تعمیل ارشاد تازہ بیعت کی اس موقع پر سرور عالم درخت کے تنہ کا ٹکڑا لگاتے  
بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رندواں کہتے ہیں۔

اس وقت ایک صحابی نے آکر از سر نو بیعت کر نیکی لئے درخواست کی سرور عالم نے فرمایا کہ تم نے پہلے بیعت کی ہے۔ ان صحابی  
نے عرض کیا کہ اس وقت جبکہ تم مکہ والوں سے جنگ کرنے جا رہے ہیں دوبارہ بیعت واجب ہے سرور عالم نے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۱ پر

## تاریخی بحث

یہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سال مریدی پر یہ ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے کہ قطب لا قطاب رحمۃ اللہ علیہ نے ”ذیل العارفین“ میں اپنا سال مریدی ۵۱۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے کسی کو اس میں مجال دم زدن نہیں مگر ہمارے نزدیک اس کا جواب خود حضرت قطب صاحب کے بیان سے واضح ہے یعنی آپ کا بیان ہی اس سنہ کی تصحیح کر دیتا ہے دلائل حسب ذیل ہیں :-

۱۔ ”ذیل العارفین“ کی اسی پہلی مجلس میں (جس میں سال مریدی ۵۱۴ھ تحریر ہے) قطب صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حاضر مجلس تھے۔ شیخ موصوف کا سال ولادت ۵۳۹ھ ہے علاوہ ازیں شیخ کی عمر اس وقت ضرور اتنی تھی کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سربراہ آورده مشایخ میں شمار کر کے شیخ موصوف کی موجودگی مجلس میں تحریر فرمائی ہے۔

۲۔ ۵۱۴ھ میں حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اس وجہ سے بھی بالکل غیر ممکن ہے کہ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بلکہ حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کی ولادت بھی اس سال میں نہیں ہوئی تھی۔

۳۔ علاوہ ازیں ”رسالہ ذیل العارفین“ ہی کی مجلس اول کے ارقام سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور غریب نواز اس وقت (یعنی ۵۴۳ھ میں) اپنے پیر و مرشد کی خدمت آٹھ سال مجاہدہ شاقہ کے ساتھ کر چکے تھے (یعنی بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہ کر آٹھ سال مجاہدہ شاقہ دوران سفر میں کر چکے تھے) مگر چونکہ اس سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) میں بالاتفاق حضور غریب نواز کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے یہ سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) کسی طرح سنہ مریدی قطب صاحب نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو بات مذکورہ خواجہ قطب صاحب ہی کے مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ ناقل کتاب سے سہو کتابت ہوا۔ اور اس نے بجائے (۵۱۳ھ) اربعہ عشرہ - بسنہ اربعہ ثمانین خمسۃ کے اربعہ عشرہ خمسۃ لکھ دیا ہے علاوہ ازیں یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۲ کا دیکھو) اپنا ہاتھ دیا اور شرف بیعت سے شرف فرمایا پھر خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ ابجگ سے تیری بیعت ہونا اور دیکھو دعاگو (بابا فرید الدین گنج شکر) نے اتنا س کیا کہ اگر پیر نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا کہ جامہ پیر سائے رکھ کر بیعت کرے خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین ہی اسی طرح بیعت فرماتے تھے۔ اور دعاگو بھی اسی طرح کرتا ہے۔ (آؤ فائدہ السالکین)

قطب صاحبؒ کے اس سنہ مریدی یعنی ۵۸۴ھ سے قطب صاحبؒ کی متعلقہ روایات سے بخوبی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے یہی سنہ ۵۸۴ھ مریدی صحیح ہے۔

اس مبارک سفر میں حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں  
 جبکہ میں خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ خانہ کعبہ کے سفر  
 میں تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم روانہ ہو کر  
 ایک شہر میں پہنچے وہاں ایک بزرگ کو دیکھا جو صومعہ کے اندر معتکف تھے اور ایک غار میں مثل سوکھی  
 لکڑی کے کھڑے تھے۔ اور اپنی آنکھیں ہوا میں کئے ہوئے تھے۔ یعنی عالم حیرت میں اپنی آنکھیں کھولے  
 کھڑے ہوئے تھے۔ ایک ماہ تک ہم اُن کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ بزرگ صرف ایک مرتبہ عالم  
 صحو میں آئے۔ اور ہم نے اُنہیں سلام کیا جو اب دیا اور فرمایا اے عزیز تمہیں میرے اس حال سے  
 صدمہ ہوا۔ مگر تمہارے اس رنج سے مکافات میں تمہاری بخشش ہوگی کیونکہ اہل صفہ فرماتے ہیں کہ جو  
 درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے الغرض انہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا ہم بیٹھ گئے پھر  
 فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں اور تیس سال سے عالم تہجد میں مستغرق ہوں نہ مجھے دن کی  
 خبر ہے نہ رات کی خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے تمہیں پھر آنے سے تکلیف  
 ہوگی مگر یہ ایک بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے  
 دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور خلقت سے عزت رکھنا اور جو کچھ تمہیں تحفہ میں ملے اس سے صرف  
 کر دینا۔ اور اُس میں سے کچھ نہ بچانا کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے اور سوائے حق کے مشغول ہونا تاکہ ختم نہ ہو جب  
 ان بزرگ نے یہ نصیحت تمام کی پھر عالم تہجد میں مشغول ہو گئے۔ (فوائد السالکین)

عطاء رسول یعنی دربار رسالت  
 سے ولایت ہند کا عطیہ

دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ اے معین الدین تو میرے  
 دین کا معین ہے۔ میں نے ولایت ہند وستان تجھ کو عنایت کی۔ وہاں ظلمت کفر و ضلالت کی

بھیلی ہوئی ہے۔ اجمیر میں اقامت کر کے تیس دنوں سے ظلمت کفر و ضلالت کی دور ہوگی اور دین اسلام رونق پذیر ہوگا آپ یہ بشارت سنکر بہت خوش ہوئے لیکن حیران تھے کہ الٰہی اجمیر کون سا مقام اور کہاں ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا۔

آنحضرت صلعم نے طرفۃ العین میں آپ کو تمام شہر قلعہ و کوہستان وغیرہ اجمیر کا دکھا دیا اور ایک انار بھٹی عطا فرما کر رخصت کیا۔ (ماخوذ از مسالک السالکین)

۵۵۵ھ { آپ بفرمان رسالت آب اُسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور عزم بالجزم اجمیر کا کر کے مدینہ منورہ سے ہندوستان روانہ ہو گئے۔ منازل و مراحل طے کرنے ہوئے بصرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (از مسالک السالکین دلیل العارفین)

بصرہ یہاں آپ ایک بزرگ سے ملے جو بہت مشغول تھے۔ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں اور وہ گورتان میں ایک قبر کے قریب بیٹھے تھے۔ اُنہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس قبر کے مردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ جب ان بزرگ نے یہ دیکھا نعرہ لگایا اور انتقال کر گئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پگل کر پانی ہو گئے۔ اور ناپید ہوئے جو خوف ان بزرگ میں دیکھا وہ آج تک نہ کسی میں دیکھا نہ سنا۔

(از دلیل العارفین)

کرمان { بصرہ سے روانہ ہو کر حسب دلیل العارفین آپ معہ شیخ ابدال الدین کرمانی کے کرمان تشریف فرما ہوئے۔

ہرات { کرمان سے روانہ ہو کر بروایت حضرت بابا گنج مشکر رحمۃ اللہ علیہ معہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہرات میں تشریف فرما ہوئے۔ (از خزینۃ الاصفیاء)

۵۵۶ھ { جب شہاب الدین غوری جنگ میں زخمی ہو کر ہندوستان سے خراسان پہنچا اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ آپ (غریب نواز) کی خدمت میں کھڑا ہوا ہے

آپ کا عالم رویا میں شہاب الدین غوری کو سلطان ہند ہونیکی بشارت دیتا ہے



اور آپ ازراہ کرم اُس سے فرما رہے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی جلد اس طرف توجہ کر اور اُس بد بخت (راجہ) کو زندہ گرفتار کر کے سزا دے۔ جب شہاب الدین بیدار ہوا۔ اُس کو اس واقعہ سے حیرت ہوئی اُس نے اپنا یہ خواب عقلاً و فضلاً سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کر کے اس کو تعبیر میں فتح کا خروہ سنایا اور ہر طرح دلجمعی کی۔ آخر دل میں خواجہ سے استغانت کا طلب گار ہو کر ہندوستان روانہ ہوا۔ (سیر الاقطاب)

بالآخر لاہور پہونچ کر آپ نے حضرت شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور دو ہفتہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری الملقب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر متکف رہے بعد ازاں اجمیر روانہ ہوئے (مسالک السالکین)

لاہور سے روانگی کے وقت حب و دلیل العارفین قطب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے چشم پر آب ہو کر فرمایا اب میرا سفر اس مقام پر ہو گا جہاں میرا مدفن ہو گا یعنی اجمیر شریف جا رہا ہوں ہندوستان میں تشریف لے جاؤں گا اور دور دورہ تھا ملک میں ہندوؤں کی آبادی باتعداد کثیر تھی راجہ پنھور کے دارالسلطنت اجمیر میں بہت سے مندر تھے۔ جو تھوڑے سے مسلمان کہیں کہیں پائے جاتے تھے اُن سے تعصب برتا جاتا تھا۔ ہندو صبح کو مسلمانوں کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اُن کی پرچھائیں تک سے احتراض کرتے تھے ایسی صورت میں جبکہ کسی گردہ کو صورت دیکھنے اور پرچھائیں تک سے گریز ہو تبلیغ کا کام کیسے انجام ہو سکتا ہے تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ باہم صحبتیں رہیں اور تبادلہ خیالات کا موقع ملے چونکہ ہندو صاحبان گائیے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو عبادت تصور کرتے تھے چنانچہ اب تک یہی ہی عالم ہے ان حالات کے پیش نظر ایسے گردہ کو برائے تبلیغ اسلام ہندوستان بھیجا قرین مصلحت

۱۵ تذکرۃ الاولیاء میں دو ماہ لکھے ہیں۔

۱۶ آپ کی ملاقات ۸۳۳ھ میں ہوئی اور وفات ۸۴۳ھ میں ہوئی۔

تھا جو سماع سے ذوق رکھتا ہو۔ تاکہ گانے کے دلدادہ ہندو مجلس سماع میں رہنے لگے۔ اور یہاں خیالات کا موقع حاصل ہو کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جاسکے بایں وجہ اس خدمت کے لئے جشتی بھیجے گئے۔ (مولف)

چنانچہ صاحب سیرالقطاب لکھتے ہیں۔

صاحب سماع بود اکثر شنیدے دیکھ کس  
از علماء فقہائے وقت انکار سماعش  
نہ کردے۔ ترجمہ۔ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے  
تھے اور علماء و فقہائے وقت میں کوئی آپ  
کے سماع سننے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔

آپ کے روکنے {اجمیر کے راجہ کی ماں نے آپ کے آنے سے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت  
کے استقامات} کر کے کہہ دیا تھا کہ اس شکل و صورت کا شخص تیرے ملک میں آئے گا اور حیرا  
راج تباہ کر دیگا۔ اس پیشین گوئی سے راجہ غمگین رہنے لگا اور آپ کی تلاش میں جا بجا مخیر مقرر کئے  
جب آپ کا گذر سمانہ گاؤں میں ہوا۔ ملازمان راجہ نے آپ کو مطابق علیہ مشہرہ پا کر ازراہ دغا و فریب  
آپ سے بہ نیت بدٹھرنے کے لئے کہا مگر چونکہ آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہو چکی تھی کہ ان کا  
کہنا بگڑنا ماننا لہذا آپ نے ان کی ایک نہ سستی اور اپنے ہمراہیوں کو اس بشارت سے آگاہ فرما کر اجمیر روانہ  
ہوئے (ماخوذ از تذکرہ مرتبہ قاضی مولوی شاہ محمد فاضل دودیکر کتب)

اسرار الہیہ لیاہ اخبار الاخبار کا بیان ہے کہ جب حواہ بزرگ اجمیر شریف  
آپ کا دوبارہ وارد ہند ہو کر  
داخل جمیشریف ہونا قطب الاقطاب فرماتے ہیں دعا گو دو ہمدینہ تک (غریب نواز) کے

۱۵ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کسی تذکرہ میں آپ کا ہندوستان میں سماع سننا ثابت نہیں۔  
ایسے حضرات کیلئے یہ جواب کافی ہے کہ آپ کی محافل سماع فی الہند کا تذکرہ ہمارے لئے میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ ان کے ذیل میں  
کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ مگر حضرت خواجہ قطب صاحب کی محفل سماع کے متعلق چونکہ بعض خاص اوقات ہیں ان کا تذکرہ اس ذیل میں آیا  
علاوہ ازیں جبکہ حضرت قطب الاقطاب ہندوستان میں سماع سنتے تھے تو آپ کا سماع نہ سننا کسی طرح قرین قیاس نہیں بلکہ یہی محافل غریب نواز  
کی محافل سماع فی الہند ہونے کا ثبوت ہیں۔  
۱۶ ایک گاؤں پٹیل کے علاقہ میں ہے۔

ہم کاب رہا بعد ازاں ہم (لاہور سے روانہ ہو کر) اجمیر پہنچے اور ان دنوں میں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت میں تھا اور اسلام کی روشنی ایسی نہ تھی۔ مگر جب آپ کے قدم مبارک وہاں پہنچے تو یہت زیادہ اسلام پھیلایا۔

(دلیل العارفین)

بالآخر <sup>۱۱۱۱</sup> شہرہ میں آپ معہ چالیس ہمراہیوں کے لاہور سے چل کر اجمیر میں رونق افروز ہوئے

(مسالک السالکین)

**آپ کا جہات اجمیر سر کرنا** الغرض اجمیر پہنچ کر آپ نے شہر کے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمانا چاہا لیکن ملازمان راجہ مانے ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھے ہیں آپ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اونٹ بیٹھے ہیں تو بیٹھیں اور آنا ساگر کے کنارے جا کر قیام فرمایا جب اونٹ اپنی جگہ پر آئے تو سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے ان کو ایسا پکڑا کہ باوجود بہت کچھ کوشش کے نہ اٹھ سکے۔

منقول ہے کہ آنا ساگر و ہیلہ تالاب کے گرد اور اس پاس بہت سے تنہا تھے جن میں ہزاروں بچے پوجا کا کام انجام دیتے تھے اور ایک حالیشان مندر راجہ کا تھا جس میں خود راجہ پرتھوی راج اور عاکدین شہر پوجا کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین)

اس مندر کا اہتمام سادھورام دیو کے متعلق تھا۔ جو سارے پوجاریوں کا سردار اور اپنے مذہب کا بڑا عالم دفاصل دھرم و فزون میں کامل تھا اس کو تمام ہندو مانتے تھے اور راجہ بھی اس کا متقد تھا چونکہ لب آنا ساگر آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا اس لئے مسلمانوں کا طرز رہائش ہندوؤں پر بہت شاق گذرا۔ انہوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو وہاں سے اٹھانے کی غرض سے یورش کی اور سختی سے پیش آئے آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر ایتھ الکرسی دم کی اور ان کی

۱۵ یہ مقام ایک چھوٹی سی پہاڑی (جو سدھار کے نام سے مشہور ہے) لب آنا ساگر واقع ہے اس میں ایک گھاٹی ہے جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔ یہ جگہ آجکل چلہ غریب نواز کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے چاروں طرف وسیع احاطہ ہے جس میں متعدد عمارات ہیں۔ اس احاطہ میں حضرت گدڑی شاہ حضرت فاضل گدڑی شاہ حضرت معصوم بابا حضرت احمد علی شاہ حضرت بخاری شاہ اور حضرت یعقوب شاہ کے مزارات ہیں (مولف)

طرت پھینک دی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا اور جس وحرت کی قدرت جاتی رہی یہ حالت دیکھ کر ہندو جو اس باختہ ہو کر بھاگ گئے اور راجہ کے مندر میں سادھورام دیو کے پاس مجتمع ہو کر ساری کیفیت بیان کی۔

سادھورام نے کہا کہ یہ درویش جو آیا ہے اپنے دین کا بڑا صاحب کمال ہے اس سے عہدہ برا ہوتا دشوار ہے شاید کچھ کام سحر و فنون سے بھلے۔ الغرض ایک جماعت کثیر ہندوؤں کی جن میں بہت سے لوگ یہ اسلام ہوتا

سحر و ساحری میں مشاق تھے بہ سحر و سادھورام آپ کی طرف روانہ ہوئے جب نزدیک پہنچے اور آپ پر نظر پڑی تو سب کے پاؤں رقتار سے اور زبانیں گفتار سے عاری ہو گئیں۔ سادھورام دیو جمال بالکمال دیکھ کر مثل بید کے تھلنے لگا۔ اور پھر یکایک اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور صدق دل سے ایمان لایا۔ آپ نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ (مسالک سالکین)

اس کے بعد اچیل جوگی نے جو قن ساحری میں طاق اور شہرہ افاق تہا مع اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے جو سحر و ساحری میں کامل تھے آپ کا مقابلہ کیا اسی اثناء میں آپ کی کرامت سے کل پانی انا سا گرد و بیلہ تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں

آگیا۔ کل تالاب و چشمے و کنوئیں وغیرہ خشک ہو گئے یہاں تک کہ عورتوں کے پستان اور چار پائیوں کے تھنوں میں دودھ تک باقی نہ رہا۔ پھر آپ کی رحمت سے تمام چیزیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔ اچیل جوگی اور اس کے چیلوں نے بہت کچھ سحر و فنون کے مگر آپ کی کرامت کے مقابلے میں کسی کو پیش نہ آئی آخر اچیل جوگی نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ کی ارادت میں داخل ہو کر کمالان وقت سے ہوئے اور عید اللہ بیا بانی نام ہوا نیز آپ کی دعا کی برکت سے عمر جاودانی پائی لیکن خلق کی نظر سے پوشیدہ اور ہر شب جمعہ کی روضہ منورہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا اور درمندان کی دستگیری کرنا ان کا کام ہے۔

(مسالک سالکین)

یہ تو اس جنگ کے حالات تھے جو ہنود نے بامداد جیپال جوگی  
 اور رام دیو بھجاری سحر و ساحری کے ذریعہ لڑی مگر اس کے ساتھ ایک  
 دوسری مالکانہ جنگ بندریہ اراکین سلطنت ہی جاری تھی چنانچہ

۵۸۵  
 راجہ کا ایک یاس قاصد بھیجنا  
 اور اس کا سلام لانا

جب ساربانوں کے داروغہ نے راجہ سے عرض کیا کہ جب سے درویش نے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے  
 کہا ہے اس وقت سے اونٹ کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی راجہ کو یہ  
 واقعہ سنکر اپنی ماں کی یہ پیش گوئی (تیرا راج ایک درویش کی بددعا سے برباد ہوگا) یاد آگئی اور گھبرا کر  
 ایک معتمد کو کہا جان ساربانوں کو ساتھ لجا کر ان فقیر سے معافی منگو امیری طرف سے بھی کہنا کہ آپ جہاں  
 جی چاہے رہیں مگر ہمارے مذہبی قانون کے پیش نظر انا ساگر سے پھلیاں پکڑ کر تناول نہ فرمائیں راجہ کے  
 اس قاصد کو جب حضور سے شرف ہمکلامی حاصل ہوا تو اس کے دل و دماغ پر ایک خاص نیاز زندانہ اثر  
 مرتب ہوا شام کو اپنے فرائض منصبی سے فراغت پا کر بجائے گھر جانے کے دربار خواجہ صاحب میں حاضر  
 ہوا۔ آپ اس وقت لکڑی کے پیالہ میں سٹو گھول کر افطار کے لئے منتظر بیٹھے تھے کہ یہ راجپوت سردار  
 بھی ایک کنارہ آکر بیٹھ گیا افطار کا وقت ہوا آپ نے دعائے افطار پڑھ کر پیالہ سے ایک گھونٹ نوش  
 فرمایا اور سیدھے ہاتھ والے کو عنایت کیا تو بت بنو بت سٹو کا پیالہ راجپوت سردار تک پہنچا سردار نے  
 پیالہ ہاتھ میں لے لیا اور کچھ سوچنے کے بعد جو کچھ اس میں بچا ہوا تھا پیالی گیا سٹو کا گھونٹ حلق سے اترنا تھا کہ  
 راجپوت سردار کا سینہ نور ایمان سے منور ہو گیا شقاوت دور ہوئی نیاز زندانہ طور آپ کے قدموں پر گر پڑا  
 اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہ سردار بڑا خوش قسمت تھا جو راجپوتانہ میں شاید سب سے پہلے آپ کے

ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ (عطائے رسول)

۵۸۶  
 راجہ کا غصہ ہو کر آپ کے  
 یاس قاصد بھیجتا

ایک دن راجہ کے یہاں محفل عیش و نشاط گرم ہوئی حاضرین کم تھے راجہ  
 نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک سردار کہنے لگا کہ جب میں اس پر غور  
 کرتا ہوں تو غصہ سے میرا خون کھولنے لگتا ہے میں نے آج تک یہ ماجرہ نہیں کہا تھا مگر اب دریافت  
 کیا ہے تو ظاہر کرتا ہوں یہ کہہ راجہ کو قلعہ کی برجی پر لا کھڑا کیا یہاں سے انا ساگر اور اس کے کنارہ کی

سدا بہار پہاڑی صاف نظر آتی تھی راجپوت سردار نے غیب نواز کے قیام گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھئے اُس پہاڑی پر کیا نظر آتا ہے راجہ لے دیکھا کہ غیب نواز کے گرد اہل حاجت کا ہجوم ہے راجہ پر یہ امر شاق گذرا اور فرط غضب میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ ایک دستہ سپاہیوں کا لیجا کر ان تمام سرداروں کو جو وہاں ہیں گرفتار کرنا اور فقیر سے کہدینا (نعوذ باللہ) کل تک اجیر چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ سزا دوں گا اور ڈنڈی کے ذریعہ شہر میں اعلان کرانا کہ جو شخص اس مسلمان فقیر کے پاس جائیگا قتل کیا جاوے گا اس کا گھر بار لوٹا دیا جائے گا۔

**غیب نواز کا جواب** { قاصد اور کو تو اہل راجہ کے حکم کی تعمیل میں جب فوج کا دستہ لیکر سدا بہار اور سرداروں کی گرفتاری پہاڑی پر پہنچے اور راجہ کا حکم سنا یا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تو خلق اللہ کی عجزاری کے لئے آئے ہیں پتھور اگر ہمارے اس نیک کام میں حائل ہوتا ہے تو ہم نے اسے بھی شہاب الدین غوری سے زندہ گرفتار کرادیا۔ راجہ کا گستاخانہ پیغام اور حاضرین سرداروں کی گرفتاری حضور پر شاق گذری آپ مغرب تک جاننا زیر خاموش بیٹھے رہے جب ماہ و سال تو کا پانچ نکلا تو آپ دربار ایزدی میں اس طسح ملتجی ہوئے۔

ترجمہ  
اے دونوں جہاں کے مالک اور پالنے والے جنات و انسان کے یہ تیرا فرمان بندہ رائے پتھور اغور و تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو کر حد اعتدال سے نکلا جاتا ہے اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر مردم آزادی پر کمر باندھ لی ہے اور تجھ کو اور تیرے دین کو حقیر جانتا ہے اور تیرے بندوں پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے پس اے خدائے ذوالجلال رائے پتھور اور اُس کا لشکر اصحاب نبیل سے

**غیب نواز کا جواب** { اے مالک دو جہاں باری میں التماس پروردگار انس و جان ایں بندہ تا فرمان تو را لے پتھور ایراسپ کیر اغور و سوار شدہ از حد اعتدال بیرون رفتہ است و در نام عدل و انصاف از دست فروشتہ مگر مردم آزادی و خود بخواری بستہ است تا بہ حد رسیدہ کہ دین ترا حقیر شمر دہ بندہ کا ترا مستحق تہجد و تعزیر دانستہ پس اے خدائے تعالیٰ نہ رائے پتھور نہ لشکر رائے پتھور از ذلیل اصحاب

مولد عطا سے رسول میں مرقوم ہے کہ آپ نے راجہ کو جواب دیا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ میں نکلتا ہوں یا نہ۔

فیہ قوی تر اند نہ شہاب الدین و لشکر ادا از طیرا  
اباہیل کمتر پس امید دارم کہ ایں ماہ نو منقضی نہ گشتہ  
کردن رائے پتھورا در پنجہ آہتی شہاب الدین باد  
سزائے این لعین زبردست آل خادم دین  
اعتتام پذیر باید۔

قوی ہے اور شہاب الدین اور اس کا لشکر اباہیل  
سے کم ہے پس میں تجھ سے امید دار ہوں کہ اس  
چاند کے گزرنے تک رائے پتھورا کی سزا کیواسطے  
شہاب الدین ناچیز کو جو دین کا خادم ہے قوت  
کلی اور اغنیاء عطا فرما۔

دعا کے بعد اپنے روزہ افطار فرمایا اور نماز مغرب ادا کی بعد نماز عشاء تھوڑی دیر مراقبہ کیا پھر ہر ایوب  
سے مصروف گفتگو ہوئے۔ اگرچہ چاند اب موجود نہ تھا مگر آپ کے روئے منور کے انوار اسقدر جلوہ  
ریز تھے کہ حاضرین واضح طور پر آپ کا چہرہ مبارک دیکھ رہے تھے چنانچہ دوران گفتگو میں ایک جاں  
نثار نے عرض کیا۔

آپ کے ایک جاں نثار کا معروفہ ہے پروردگار  
جام فدایت امر و در رخ انوار دین اظہر بجا یک  
ماہ نو دو ہلال عید می بینم حضرت قبلہ گاہ بسیار  
مسرور و بخور باشند کہ در اثنا بے مراقبہ از حضرت  
جل و علی در باب ایں مرد (پتھورا) نا فرمان یافتہ  
باشند در جواب فرمودہ شد بلے خبر کردہ شدم  
مالکان تضاد قدر زمام اختیار پتھورا را بدست  
شہاب الدین سپردند تا وفار از روزگار اور و  
بعد ازاں انچہ خدا خواستہ باشد آں خواہد شد۔

اے پیر مرشد میر بجاں آپ پر قربان آج ہم حضرت  
کے روئے مبارک اور پیشانی اطہر میں بجائے ایک  
چاند کے دو عیدوں کے چاندوں کے برابر انوار بھیجے  
ہیں۔ اور حضرت قبلہ کو بہت مسرور پاستے ہیں کیا اثنا  
مراقبہ میں خدا کی جانب سے نافرمان (راجہ) کے  
معاملہ میں کچھ خوشخبری پہونچی ہے آپ نے جواب میں  
فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکم خدا سے رائے  
پتھورا کے اختیارات کی باگ شہاب الدین کے  
قبضہ میں دیدی گئی۔ بعد ازاں خدا جو چاہے کرے۔

آپ کے مکاشفہ کی صداقت۔ راجہ کی گرفتاری اور آپ کا شہراجیم میں قیام فرمانا  
راجہ آپ کے تشریف  
یہاں تک انتظار میں  
کہ بے چینی کیساتھ انتظار کر رہا تھا حالت اضطراب میں رات گزری دوسرے

دن تک آپ کے تشریف لے جانے کا منتظر رہا۔

آخر صبح ہوتے ہی راجہ قلعہ کے بیچ پر دیکھنے گیا کہ آیا آپ تشریف لینگے یا نہیں راجہ نے سدا بہار پہاڑی کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ گڑاگھائی کی طرف سے دو سائڈنی سوار بجلیات تاراگڑہ کی طرف آ رہے ہیں راجہ کو انہیں دیکھتے ہی یہ خیال گذرا کہ یہ کھانڈے راؤ کے قاصد ہیں اور دہلی سے کوئی بڑی شہر لیکر آئے ہیں دل میں یہ خیال آنا تھا کہ سب کچھ بھول گیا ان آنے والے قاصدوں کا خیال دل میں ہوئے محل میں واپس آیا۔ اہل دربار کی طلبی کا حکم دیا اور خود قاصدوں کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر میں راجپوت سردار جمع ہو گئے۔ اور دو قاصد بھی پہنچ گئے خریطے سے ایک مکتوب نکال کر راجہ کو دیا خط کھول کر پڑھا تو غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کیونکہ کھانڈے راؤ کے اس خط کے ساتھ شہاب الدین کا بھی اعلان جنگ تھا جو غوری سردار نے بتایا تھا اذ لہجہ شہرہ تحریر کیا تھا۔ راجہ نے ان دونوں خطوط کے جواب میں پہلے کھانڈے راؤ کو جواب لکھ دیا کہ اس پاس کے راجاؤں کو بلاؤ اپنی طاقت جمع کر دیا کہ ہفتہ کے اندر روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ میں بھی مع اپنے لشکر کے روانہ ہوتا ہوں پھر اس نے اپنے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ٹھکانہ اجاؤ اور ہر ممکن سامان جنگ سے آراستہ ہو کر ایک دن میں واپس آکر سامنے میدان میں جمع ہو جاؤ یہ حکم دیکر راجہ خود بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا۔

شادی دیو اور اجے پال نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب حضور شہر ہی میں قیام فرمائیں تاکہ مخلوق آپ شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجنا کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہو آپ نے ان کا التماس قبول فرمایا اور اپنے خاص خادم یادگار محمد کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر فقرا کے لئے مناسب جائے تلاش کا انتظام کرو یادگار محمد نے بتجلیل ارشاد شہر میں وہ مقام پسند کیا جہاں اس وقت آپ کا روضہ منورہ ہے اس جگہ اس وقت شادی پور ہوتا تھا حضرت یادگار محمد نے معروضہ پیش کیا اور آپ وہاں تشریف لے گئے یہاں معین ہو نیکے بعد اپنے چند لوگوں کے ذریعہ راجہ کو سلام کی دعوت دی مگر اسپر کچھ اثر نہ ہوا سب نے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپ نے جب حقیقت حال سنی مراقبہ کیا پھر آنکھیں کھول کر فرمایا کہ اگر یہ بد بخت



ایمان نہ لایا تو میں اس کو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرادوں گا۔  
**لشکروں کی تعداد** چونکہ اس مرتبہ راجہ نے یہ قصد کر لیا تھا کہ شہاب الدین کی شکست پر اکتفا نہ  
 کر دے گا بلکہ شکست دینے کے بعد بھی اُس کے تعقب میں غزنی تک تاخت و تاراج کرتا ہوا جاوے گا۔ اس  
 لئے اُس نے راجگان ہند کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

راجہ کا لشکر ڈیڑھ لاکھ سوار ایک لاکھ پیدل تین ہزار جنگی ہاتھی سولہ ہزار سامان کے چھکڑوں (جن میں  
 رسد تھی) پر مشتمل تھا۔ اچری ٹھکانوں اور ڈیڑھ سوار جنگان کی فوج اس کے علاوہ تھی راجہ ایہ جہاز لشکر لیکر شہاب الدین  
 کے آنے سے پہلے دریائے سرستی عبور کر کے تراوڑی کے میدان میں فروکش ہوا۔ اور شہاب الدین  
 بھی لاہور سے روانہ ہو کر تراوڑی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (شہاب الدین کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ سوا  
 لاکھ کے درمیان تھی اگرچہ بہادر راجپوتوں کے مقابلہ میں یہ تعداد کچھ بھی نہ تھی تاہم شہاب الدین کو اطمینان  
 تھا کہ خدا کے فضل سے قیاب ہو کر رہوں گا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جس کی تیاری بہت دن سے کی جا  
 رہی تھی (سافد از فرشتہ و عطاے رسول وغیرہ)

**تاریخ محرم الحرام ۵۸۸ھ** { سوج نکلنے سے پہلے طرفین میں صف بندیوں ہو گئیں راجپوتوں نے  
 صرت ایک بات طے کر لی تھی کہ ہم بیک وقت حملہ کر کے گھوڑوں کو ہاتھیوں سے روند کر رکھ دیں گے۔ اس  
 لئے رائے پتھورائے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ آگے ایک لاکھ تیر اندازوں کی قطار تھی ان کے پیچھے  
 ڈیڑھ لاکھ سوار صفت بستہ تھے پشت پر ڈیڑھ سوار جاووں کی فوجیں تھیں۔ ان کے پیچھے راجہ خود مع اپنے  
 بیچاس ہزار سوار اور بہادروں کے موجود تھا۔ اس نے اپنی پشت کی جانب ہاتھیوں کی قطار کھڑی کی تھی تاکہ  
 جس وقت غزوئی لشکر میں شکست دہتری کے آثار نمایاں ہوں تو ہاتھیوں کے ریلے سے انہیں روند کر ختم  
 کر دیا جائے (فرشتہ و عطاے رسول وغیرہ)

**ترتیب لشکر شہاب الدین** { مگر شہاب الدین نے اپنے مختصر لشکر کو اور ہی طرح ترتیب دیا تھا۔  
 سب سے آگے ایک کمان کی شکل میں بیس ہزار سوار اور تین ہزار پیدل تھے ان کے وسط میں  
 قطب الدین ایک تھا میمنہ پر اپنے بھتیجے عید اللہ کو اور میسر پر اپنے لڑکے محمود خاں کو مقرر کیا اور بقیہ

ع حسب فرشتہ تین لاکھ فوج تھی۔ ع حسب فرشتہ ایک لاکھ سات ہزار فوج تھی۔

تقریباً آٹھ ہزار سواروں کو بارہ بارہ ہزار کے پانچ دستوں پر تقسیم کیا۔ آخر کار راجپوتوں کے لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ادھر شہاب الدین غوری نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر پورے لشکر میں گشت لگایا۔ اور قلب لشکر میں ہرگز ایک پرچہ نہ تھا۔

**آغاز جنگ** اتنے میں راجپوتوں کے ایک لاکھ تیر اندازوں نے یکبارگی تیر اندازی شروع کر دی سوار آگے بڑھے۔ ادھر غوری لشکر نے بھی اپنے نیزے ہلائے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر آپس میں مقابل ہو گئے اور جھڑپیں لڑیں۔ قتال گرم ہوا۔ سرگردوں سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور و بھاسے فضا بے بسیط گونجنے لگی پورے گھنٹہ بھر سخت معرکہ رہا۔ شہاب الدین محسوس کیا کہ سپاہیوں کے شانے تھک گئے اور ان کے داراب کمزور ہونے لگے تاہم وہ ثابت قدم ہیں اور راجپوتوں کا لشکر بڑھ بڑھ کر ان کے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے یہ دیکھ کر شہاب الدین نے بارہ ہزار کے ایک دستہ کو جو تازہ دم تھا آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک گھنٹہ بعد دوسرے دستہ کو آگے بڑھایا پھر ایک گھنٹہ بعد تیسرے دستہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس طرح ہر گھنٹہ کے بعد تازہ دم غوری لشکر کو کمک ملنے سے بڑی تقویت ہوتی رہی۔ بر خلاف اس کے رائے پتھور نے اپنی کثیر فوج کے زعم میں صبح سے سب کو بیک وقت لڑائی میں جھونک دیا تھا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے بہت جلد غوریوں کو روند ڈالے گا۔

**بہادر راجپوتوں کا** اب آفتاب نصف النہار پر پہنچ چکا تھا۔ تھارت آفتاب موسمی حرارت درازہ کی گئی **تم کھانا** سے تمام سپاہی خستہ ہو گئے تھے رائے پتھور نے دیکھا کہ اگر ایک گھنٹہ اور لڑائی کی یہی حالت رہی تو راجپوتوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ اور سہارا دینے کیلئے کوئی تازہ دم فوج نہیں ہے اس لئے اس نے فوراً تمام راجاؤں اور راجپوت سرداروں کو اکٹھا کیا اور سب نے مل کر راجپوتی آن سے تلوار پر ہاتھ رکھ کر مرنے کا عہد کیا۔ تلسی کے پتے چبائے تلواروں کے میان توڑ ڈالے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔

۱۵۔ دتال شاہ حسین الدین وغیرہ نے ایک لاکھ بیس ہزار لکھا ہے۔

شہاب الدین غوری کو { اُدھر شہاب الدین بھی غافل نہ تھا جنگ کا رنگ اور فوج کی مکمل حالت آپ کی بشارت فتح { اُس کی لفظوں میں تھی۔ صبح سے اس پر غور کر رہا تھا اور ایک جتھری کے سایہ میں کھوڑے کی پشت پر اپنی خیالوں میں منہمک تھا کہ اُس نے زین کے آگے رکھے ہوئے ترکش پر اپنی پیشانی رکھ دی یعنی بشارت دینے کے لئے غیبی سامان ہوا۔ آنکھ چھپکی اور آن واحد میں اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے ہمیں وہ خود بھی شامل ہے بعد نماز خطیب نے اسکی طرف رخ کیا اور سیدھا بازو پکڑ کر بلایا زین سے اٹھایا اور کہا

اے معز الدین برنجیز۔ ایں وقت خواب ثابت ترجمہ لے معز الدین اُمّیہ یہ وقت مہونے کا نہیں ہے کہ معز دینی دکار پر د ازاں قضا و قدر فتح و نصرت معز دینی اور کار پر د ازاں قضا و قدر نے فتح و نصرت را بہ نام تو معز کردہ اند من فتح ترا از خدا خواستہ ام تیرے لئے مقرر کر دی ہے میں نے تیرے لئے خدا سے فتح چاہی ہے اور رے پتھور اکی ہلاکت خدا سے فتح چاہی ہے اور رے پتھور اکی ہلاکت د ہلاکت رے پتھور ارا بدست تو سپردم غم نہ ترے ہاتھ میں دی ہو غم نہ کہ خدا کے عذر جیل تیرا ساز ہی سن خدا کے عذر جیل کا ساز تست۔

شہاب الدین غوری نے خواب سے چونک کر فوج پر نظر ڈالی۔ مگر جس طرف دیکھتا ہے اس طرف اپنی فوج والے بزرگ کو فوج کی نگرانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے حیران تھا الٰہی یہ کون بزرگ ہیں جو میری رہنمائی کر رہے ہیں کاش میں انہیں عالم مثال میں بھی دیکھتا۔

شہاب الدین غوری کی { سلطان شہاب الدین نہ صرف بہادر سپاہی تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں ایک موقع شناسی { ایک موقع شناس سپہ سالار بھی تھا صبح سے لشکر کی کمان قلوب الدین ایک کر رہا تھا

اُدھر شہاب الدین غوری شیر کا کام انجام دے رہا تھا جب شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ طرفین کے لشکر اس طویل اوگھٹان کی لڑائی سے اتنے تھک چکے ہیں کہ کسی فریق کی ادنیٰ حرکت دوسرے کے لئے باعث شکست ہو سکتی ہے کیونکہ اب سپاہ میں مزید حرکت کا دم نہ تھا۔ مٹی کی گرمی میں پورے آٹھ گھنٹہ تلوار جھلا کر وہ گرمی نکان اور پیاس سے خستہ جان تھے۔

میدان جنگ میں تازہ دم فوج { مگر شہاب الدین غوری کے پاس بارہ بارہ ہزار کے ابھی دو تازہ

دم دستانے اور موجود تھے۔ ان میں ایک دستہ عامہ لشکر کا تھا اُس کو شہاب الدین نے چھ چھ ہزار کے دو حصوں میں تقسیم کر کے راجپوتوں کے مہمہ دوسرہ کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں اشارہ نہ کر دوں حملہ نہ کرنا اب شہاب الدین غوری کے پاس خود اُس کی خاصہ فوج کے بارہ ہزار سپاہی تھے سب عربی گھوڑوں پر سوار لمبے نیزوں پرانی تلواروں سے آراستہ زرہ پوش تھے۔ شہاب الدین خود اُن کے دو ہزار کی چھ حصوں میں ترتیب دیکر قلب لشکر سے نکلا اور راجپوتی لشکر کی طرف بڑھا راجپوتوں کی نظر جب اُس نازہ لشکر پر پڑی تو اُسے اپنی شکست کا پورا یقین ہو گیا۔ تاہم وہ بھی راجپوت کا بچہ تھا۔ اور کار آزمودہ سپہ سالار تھا۔ فوراً سنبھلا اور ساتھیوں کو لٹکار کر کہا۔

**شہاب الدین پرورش** { بہادر راجپوتوں! شہاب الدین تمہارے سامنے ہے ہر طرف سے اُسے گھیر لو خبردار بھاگنے نہ پائے۔ ادھر پیل باؤں کو حکم دیا کہ ان تین ہزار جنگی ہاتھیوں کو راجپوتوں کے گئے گئے ہے، دشمن کی طرف بڑھاؤ

**شہاب الدین غوری کا حملہ** { شہاب الدین نے زیادہ تامل نہیں کیا۔ بلکہ شہاب الدین ثاقب کی طرح اپنے دستہ کو بڑھا کر راجپوتوں پر حملہ آور ہوا۔ اور ان دونوں دستوں کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی دینم کمانوں کی شکل میں دشمن کو گھیرے میں لے لیا۔ اب تین طرف سے راجپوتوں کو گھیر گیا تھا غوری کے غلجی لوجواؤں نے تھوڑی ہی دیر میں تھکے ہوئے راجپوت بہادروں کو پیچھے ہٹا دیا۔

**فتح ۱۲۸۸ھ** { راجپوتی لشکر ابھی کچھ دور پیچھے ہٹا تھا کہ خود اپنے ہی ہاتھیوں سے دو چار ہونا پڑا جو عقب سے بڑھ چلے آ رہے تھے۔ ان مست ہاتھیوں نے خود اپنے لشکر کو روندنا شروع کیا اور راجپوت چاروں طرف سے مصیبت میں گھر گئے راجپوت آخر دیو تو تھے نہیں البتہ بہادر انسان تھے ان میں سراپگی پھیل گئی۔ اور ایک گھنٹہ میں شہاب الدین نے تراوڑی کا معرکہ سر کر لیا۔ راجپوتوں اور چند دیگر راجگان کا غوری نے تعقب کیا۔ اور کھانڈے راؤ اور چند راجگان دوران تعقب میں مارے گئے۔

راجپوتوں اور دیرائے سرستی کے کنارے گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اور اس طرح غریب لواز کے مکاشفہ کی صداقت عالم میں آشکارا ہو گئی۔ (ماخوذ از عطاءے رسول)

۱۲۸۸ھ سرستی ندی پنجاب میں ہے

بعد فتح شہاب الدین غوری تراڑی سے براہ کیکڑی عازم اجیر ہوا۔ اور دیولی میں  
**شہاب الدین کی** ان راجاؤں کے (ٹکے جن کے باپ تراڑی میں مارے گئے تھے۔ اطاعت و  
**اجیر شریف روئی** فرماں برداری کی دستاویزات لیکر مع شاہانہ تحائف کے شہاب الدین کے استقبال  
 کے لئے جمع ہوئے۔ یہاں شہاب الدین کی شاہانہ فطرس ہوئیں دفا داری کی دستاویزات پر تہہ تصدیق  
 ثبت کرنے کے لئے شہاب الدین سے درخواست کی گئی۔ اس گروہ میں رائے پتھوراکار کا بھی تھا۔ شہاب الدین  
 سبے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا اور ہر ایک کی سند پر بہ عہد بیان و تخط کئے۔ جاگیریں و اگداشت کیں اور  
 رائے پتھوراکے (ٹکے کو بھی از روئے ترمیم خسروانہ اس کے باپ کی گدسی یعنی اجیر کی حکومت عنایت کی اس خوش  
 میں راجپوتوں نے کیکڑی کے مشہور تالاب کے کنارے جشن منایا گنا گشتیاں تالاب میں چھوڑیں اور  
 چہرا غاں کیا۔ (عطائے رسول وغیرہ)

اسلامی لشکر ان آیام میں مضرت عبادت رہا یہاں سے جو تھے دن روانہ ہو کر اجیر شریف کا رخ  
 کیا۔ شہاب الدین کو کیا معلوم تھا کہ جذبہ پنہائی اس مقدس ہستی کے قدموں کی طرت لئے جا رہا ہے  
 جسے بمقام تراڑی عالم رویا میں دیکھ کر عالم اجسام میں دیکھنے کی آرزو جاگزیں ہو گئی تھی۔ آفتاب غروب  
 ہوئے دالان تھا اور شہاب الدین اجیر شریف سے تین میل دور گھوڑے پر سوار بہت اجیر آ رہا تھا  
 جلو میں ہمارا جگان کے (ٹکے ان کے دائیں بائیں و ذرا امرا و عقب میں شہاب الدین کا  
 مشہور لشکر تھا (عطائے رسول وغیرہ)

دربار خواجہ میں **شہاب الدین** جب شہاب الدین غوری کا شانہ ولایت اور آفتاب معرفت  
**غوری کی باریابی** (جہاں اس وقت غریب نواز کار و ضہ ہے) کے قریب پہنچا تو  
 آفتاب دنیا غروب ہو گیا اور کا شانہ ولایت سے اذان کی آواز آئی۔ شہاب الدین متعجب ہوا کہ اس

۱۵ تراٹین جس کا بعد کا نام تراڑی ہے ٹھانیہ سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس پر سرتی تدی کے کنارہ ہے منتخب النسخ  
 ۱۶ (الف) کیکڑی اجیر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے (ب) مفتوحہ علاقہ کو دیکھتے ہوئے براہ کیکڑی شہاب الدین کا اجیر تاقربن قیاس ہے۔

۱۷ دیولی اجیر سے ۲۰ میل ہے۔

اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے کسی سے پوچھنا چاہتا تھا کہ محل شناس رائے پتھوراکا بیٹا آگے بڑھا۔ سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ”جہاں پناہ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں“ شہاب الدین نے کہا اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے لڑکے نے کہا کچھ مسلمان درذلیش سال پھر سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزانہ کئی مرتبہ ایسے پکار کر کچھ پوچھا کرتے ہیں یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ کاشائہ ولایت آگیا۔

**مسار** پہلی صفت کے وسط میں کچھ لوگ کھڑے ہو چکے تھے۔ تکیہ تحریمیہ میں امام کے ساتھ صرف اٹھارہ آدمی تھے۔ مگر جب رکوع میں گئے تو بارہ ہزار تھے۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب امام نے مقتدیوں کی طرف متہ کر کے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو شہاب الدین کی نظر حضرت خواجہ غریب نواز کے روئے اقدس پر پڑی پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی زیارت عالم رویا میں تراوڑی کے میدان میں پشت اسپ پر ہوئی تھی۔ اور میرے لشکر کی نگہبانی فرما رہے تھے۔

**قدیموسی** ان خیالات کے آتے ہی شہاب الدین غریب نواز سے قدیموس ہونا چاہتا تھا کہ حضور نے اوس کو اپنے بازوؤں کی طرف لیا اور بغلیں ہوئے۔ شہاب الدین بہت دیر تک اپنے رخسار حضور کے سینہ مبارک سے لگائے رہا۔ اور جب حضور نے دعائیں دیکر بیٹھنے کے لئے فرمایا تو شہاب الدین کی ڈاڑھی خوشی کے آنسوؤں سے تر تھی۔

حسب روایت ”آتشکہ آذر“ شہاب الدین غوری نے آپ کے دست حق پر بیعت بھی کی۔  
**جاسوسی کا الزام** اور بعض کوتاہ بین لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کے  
**اُس کی تردید** جاسوس کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس الزام کا  
 قیاسی ثبوت صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے آنے کے کچھ ہی دن بعد ہی شہاب الدین غوری نے  
 پرتھوی راج پر فوج کشی کر کے اجمیر و دہلی فتح کر لیا۔ اس کے سوا اور کوئی تاریخی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا کہ کسی

۱۰ شہاب الدین غوری۔ بہا الدین محمد سام کا بیٹا تھا۔ اور غیاث الدین غوری کا برادر عیانی تھا۔ ۷۵۰ھ میں اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو شکست دی اور اذان قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر مفتوحہ علاقہ میں چھوڑا۔ مفصل حالات تاریخ فرشتہ و تاریخ تاج الماثر میں دیکھئے۔ (مولف)

تاریخ سے شہاب الدین کے کسی محکمہ میں آپ کا ملازم رہنا معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو بعد فتح شہاب الدین کوئی انعام جاگیر یا کوئی عمدہ بطور حق المحنت آپ کو پیش کرتا اور آپ امیرانہ زندگی بسر کرتے مگر کسی تذکرہ و تاریخ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔

اس کے سوا قرآن کا جہاں تک تعلق ہے اُن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک تارک الدنیا جو اپنا مال زرخشاہی راہ میں لٹا چکا ہو۔ وہ ملک گیری اور زرد مال کے خزانے حاصل کرنے اور دنیاوی حکومت و شاہی پر قابض ہو نیلے لئے کہاں تک تیار ہو سکتا ہو ظاہر ہو کہ درویش درویشانہ زندگی پر شاہانہ زندگی ہزار بار قربان کر دیا کرتے ہیں چنانچہ اسی خاندان چشتی کے شیخ اعظم حضرت ایراہیم بن ادم ملحق رحمۃ اللہ علیہ کا دافنہ زبان حال سے ہمارا شاہد ثبوت اور دافع الزام ہے۔

بالفرض محال اگر آپ نے جاسوسی کی خدمات انجام بھی دیں تب بھی آپ کے مذکورہ بالا استغنا اور تارک الدنیا ہونے کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ کسی جاہ و شہم کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ جز و جہاد سمجھ کر تبلیغ و ترقی اسلام کے لئے آپ نے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ (مولف)

ایک روز امیر سید حسن نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالم رویا میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ”اے فروند سرور عالم کا حکم ہے تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے کرو“ آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے خواب کا سارا ماجرا غریب نواز سے عرض کیا غریب نواز نے فرمایا اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بموجب ارشاد امام میں یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔ بالآخر (یعمر ۹۹ سال) امیر موصوف کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب)

(الف) یہ سنہ نکاح حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ کی وفات (مندرجہ خزینۃ الاصفیا) یعنی ۶۳ سال ۶۵۳ھ سے مطابقت کرتا ہے (ب) ”حسب سیر الاقطاب“ پہلی بار دہلی کے سفر سے (بزبانہ نیابت قطب الدین ایبک) واپس آکر نکاح کیا (مولف) (ج) اسی زمانہ میں حضرت قطب الاقطاب سب زوایہ خزینۃ الاصفیا بواٹھا رہے تھے۔ (دہلی موجود تھے۔)

(الف) حسب تاریخ فرشتہ و چار گلشن حضرت امیر سید حسن رحمۃ اللہ علیہ سادات عظام سے ہیں اور حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں ہیں۔ (ب) سلطان شہاب الدین غوری کے افسر تھے۔ جب سلطان مذکور رائے پتھورا پر فتحیاب ہوا اور قطب الدین ایبک کو نائب سلطنت مقرر کر کے کوہ سواک عمالات کوستان غارت کرتا ہوا غورنہیں پہنچا۔ سلطان قطب الدین ایبک نے حضرت سید حسن شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کو (جو عم بزرگوار سید حسین جنگ سوار کے تھے) اجمیر کا قلعہ دار کر دیا (از حسن اسیر) (ج) آپ مونیہ مذہب (یعنی تفصیلی) تھے اور علیہ تقویٰ سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے مسلک میں انتظام رکھتے تھے۔ (از فرشتہ)

۵۹۲ھ آپ نے جھارہ سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ایک کچی مسجد عبادت کے لئے بنوائی۔ آپ کے ہمراہیوں نے مسجد کے آس پاس اپنے جھونپڑے بنائے۔ ان جھونپڑوں کے گرد تھور کے درختوں کی قطار قائم کر دی گئی۔ یہ تھا سلطان بالولایت کی مقدس قیام گاہ کا سادہ منظر۔ (ماخوذ از عطاءے رسول)

۵۹۲ھ آپ کے خسر امیر سید حسن اور برادر نسیتی امیر سید حسین شہید اور آپ کا شہداء کی شہادت خنگ سوار کی ہدایت سے بہت سے مرد و زن مشرف اور آپ کا شہداء کو دفن کرنا بہ اسلام ہوتے تھے۔

ہر دو حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دیتے تھے یہ تبلیغ ازراہ حکومت نہ تھی بلکہ جو ایمان نہ لاتا اس سے کچھ تعرض نہ تھا۔ (از سیر الاقطاب)

باسب روز افزوں ترقی اسلام اہل ہنود عداوت قلبی رکھتے تھے۔ آخر جب قطب الدین ایبک کی غلط خبردہات اجمیر میں پہنچی تو راجپوت علاقہ داران ایک کثیر جماعت کے ساتھ کندول کے ذریعہ داخل قلعہ ہوئے۔ اور شب خون کیا۔

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اس شب قلیل جماعت کے ساتھ قلعہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لشکر کے اکثر آدمی پر گنوں میں زرشاہی کے لئے گئے ہوئے تھے۔ الغرض بتاریخ، ارجیب (اٹھارویں شب) ۵۹۲ھ میں حضرت امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ جماعت مسلمین شہید ہوئے۔ مگر کفار بھی آپ کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے بہت مارے گئے۔ (ماخوذ از دتالغ شاہ معین الدین داحن السیر و عطاءے رسول)

صبح کی نماز کے بعد جب غریب نواز بامناز پر تشریف فرما تھے۔ کہ تارا گڈہ کی طرف سے ایک جھونپڑا

۱۵ یعنی غریب نواز کی اہلیہ بی بی عصمت کے چچا زاد بھائی (مولف)

۱۶ (الف) حسب خزینۃ الاصفیاء آپ اجمیر میں غریب نواز کے سب سے پہلے عقیدت مندوں میں ہیں۔

(ب) آپ اکثر غریب نواز کے پاس آیا کرتے تھے اور استفادہ حاصل کرتے تھے (دتالغ شاہ معین الدین)

۱۷ احسن السیر وغیرہ میں آپ کا سنہ شہادت ۵۹۲ھ عطاءے رسول میں ۵۹۲ھ مگر دونوں نے بددعات سلطان قطب الدین لکھا ہے لیکن فرشتہ کے بیان سے ۵۹۳ھ میں انتقامی جنگ ہونا ثابت ہے اس لئے میرا صاحب کی شہادت کا سنہ ۵۹۲ھ ہے (مولف)



ہوا کا آیا آپ نے مراقبہ سے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے فرمایا "اے بیچ بوائے بمشام شنایاں رسیدہ" یعنی اس نسیم صحر سے تمہارے دماغوں میں کوئی خوشبو آئی۔ سب نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "بے بوئے شہد آرد وہ بدم" یعنی اس ہوا میں شہد کے خون کی بو آتی ہے (از عطاءے رسول)

بعد ازاں آپ مع مریدین و معتقدین تارہ گڈہ تشریف فرما ہوئے۔ اور میراں سید حسین خٹک سوار رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بلند مقام پر دفن کیا۔ اور بقیہ شہد اکو اس مقام کے نیچے پچاس پچاس کی چار قطاریں میں سپرد خاک کیا۔ (از عطاءے رسول)

صاحب مسالک السالکین کا بحوالہ سیر المعارفین بیان ہے  
**بار سوم ہندوستان میں تشریف آوری اور** { کہ جب آپ لاہور پہنچے ہیں تو ان ایام میں سلطان معز الدین  
**ورد لاہور دہلی بعد قطب الدین بیگ** { سام نے دہلی فتح کیا اور قطب الدین بیگ کو اپنا نائب  
 بنا کر خود غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور اٹھائے راہ میں داصل بجی ہوا۔

چونکہ حسب تاریخ فرشتہ و منتخب التواریخ وغیرہ معز الدین سام کی وفات ۳ شعبان ۶۸۳ھ میں ہوئی اس لئے ۵۸۳ھ کے بعد آپ کا پھر لاہور ۶۸۳ھ میں تشریف لانا ثابت ہے۔

در دہند کے متعلق مختلف ادقات کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی پرورش گاہ (یعنی خراسان) جو ہندوستان کا ایک حصہ تھا، آنے جانے کا سلسلہ اجیر آنے کے بعد ہی قائم رکھا۔ اور آپ کی خراسان میں متعدد تصانیف کا ہونا یہ امر ثابت کرتا ہے کہ آپ کا وہاں وقتاً فوقتاً قیام رہا ہے۔ چونکہ آپ کے لئے تصنیف کا موقع اجیر آنے کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اغلب گمان ہے کہ آپ اس مرتبہ بھی خراسان ہی سے وارد لاہور ہوئے (مولف)

اس ورد ہند کے متعلق صاحب { جب معز الدین سام داصل بجی ہوئے اس وقت آپ (لاہور)  
**مسالک السالکین کی راء معہ تفصیلات** { دہلی تشریف لائے اور کئی ہیبتہ قیام فرمایا۔ وفاق متبرکہ  
 یمنی حرم سرا آپ کا اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشید دہلی کی قبر ہے اور کج تک اس زمانہ کی نشانیوں میں سے آنکھی مسجد کی محراب قائم ہے۔ جب خلق کا زیادہ ہجوم ہوا تو آپ دہلی سے اجیر تشریف لے گئے۔

اگرچہ اس وقت اجمیر میں رونق اسلام شروع ہو گئی تھی۔ لیکن کفار کا غلبہ بہت تھا اور سلطان قطب الدین <sup>۱</sup> ایک کی طرف سے حضرت سید حسین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ داروغہ اجمیر تھے۔

فرشتہ وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان شہاب غوری نے <sup>۵۸۸ھ</sup> میں راجہ پتھورا پر فتح پاکر دہلی پر قبضہ کیا اور <sup>۵۸۹ھ</sup> میں دقات پائی اور قطب الدین ایک متقل بادشاہ ہوا۔ اسرار لا دلیا د اخبار لا خیار اور دیگر کتب معتبرہ سے ظاہر ہے کہ جب آپ رونق افروز اجمیر تھے اس وقت فرماں روا کے اجمیر راجہ پتھورا تھا۔ اس لئے یہ روایت آپ کے بار اول (یعنی <sup>۵۸۸ھ</sup> میں) اجمیر آنے کی نہیں جیسا سابق روایت سے ظاہر ہے۔ (مسالک السالکین، دلائل مولف)

۱ قطب الدین ایک یزدو دو شنبہ ۱۸ رذی قعد <sup>۵۸۸ھ</sup> میں دہلی سے لاہور آکر تخت نشین ہوا۔ منتخب التواریخ

۲ (الف) دہلی <sup>۵۸۹ھ</sup> میں نسیم ہوا (فرشتہ)

(ب) سرستی اور ہانسی کے قلعے فتح کر کے بعد <sup>۵۸۹ھ</sup> میں شہاب الدین غوری نے قصبہ کرام (جو دہلی سے ستر کوس ہے) میں قطب الدین <sup>۱</sup> کو چھوڑ کر خود کوہ سواک کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تاخت و تاراج کرنا ہوا غزنین چلا گیا (منتخب التواریخ)

۶۱۱ھ

## سفر خراسان سے اپسی اور بارچہارم رو دہند

شہر میں اجمیر شریف آنیکے بعد یہ آپ کا دوسری مرتبہ خراسان کی طرف سفر تھا۔ اس موقع پر بھی اغلب گمان ہے کہ آپ نے اس قلعہ میں کافی عرصہ قیام کر کے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا۔ جیسا کہ حسب روایت ”سبع سنابل“ آپ کی متعدد تصانیف وہاں موجود ہونے سے ثابت ہے۔

سفر خراسان کے بعد بارچہارم { آپ کا بارچہارم ہندوستان وارد ہونا منظر عام پر نہیں آیا۔ اسلئے درودہند کا تاریخی ثبوت ممکن ہے عوام پر اس کا انکشاف کراں گذرے۔ مگر مورخین اور باریک بین نظریں اس انکشاف کی قدر کریں گی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

”خزینۃ الاصفیاء“ کا بیان ہے کہ جب حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی علیہ الرحمۃ خراسان سے وارد ہندوستان ہوئے ہیں۔ اس وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین تبریزی دونوں ملکر شیخ بہا الدین ذکیا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے تشریف لے گئے تھے۔ اور جبکہ یہ تینوں حضرات (یعنی شیخ بہا الدین علیہ الرحمۃ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے اس وقت قباچہ بیگ (ناصر الدین قباچہ) حاکم ملتان خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ لشکر کفار مغل ملتان تسخیر کرنے آیا ہے۔ (شکر بے شمار ہے۔ مجھے مقابلہ و مجاہدہ کی طاقت نہیں ہے۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔

اتفاقاً اس وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا وہ حضرت قطب صاحب نے حاکم ملتان (قباچہ بیگ) کو دیا۔ اور فرمایا یہ تیر رات کے وقت دشمن کے لشکر میں پھینک دینا اور مٹیلین ہو جانا۔ قباچہ بیگ نے یہ عمل کیا اور دشمن کے لشکر میں کوئی متفنن ایسا نہ بچا جو

ناصر الدین قباچہ اور شمس الدین التمش سے لڑائی ہوئی۔ جب قلعہ بھنگہ فتح ہو گیا تو ناصر الدین قباچہ پنجاب کے کس دریا کے کنارے

۶۱۵ھ میں بکمر گیا (مختار التواریخ)

۶۲ھ مغل اہل قوم ترکستان کا ایک فرقہ ہے بمعنی عمدہ (مولف)

تیر خورده نہ ہوا ہو تمام کفار نے راہ فرار اختیار کی

چونکہ صاحب منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ ۱۱۷۱ھ میں مغلوں نے فوج کشی کی اور چالینس دن تک  
ملتان کا محاصرہ کیا اس لئے یہی سہ ماہی یعنی ۱۱۷۱ھ غریب نواز کی خراسان سے واپسی ہندوستان اور  
ورد لاہور کا ہے۔ (مولف)

آپ کا لاہور سے اجمیر پہنچنا اور { ادھر آپ لاہور سے اجمیر پہنچے اور حضرت قطب لاقطابؒ نے  
قطب صفا کی درخواست حاضری { ملتان سے پہونچ کر آپ کی خدمت میں درخواست لکھی اور اجمیر  
حاضر ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ نے جواب دیا کہ دہلی کا کارولانہ  
تمہارے پہونچے۔ تم وہیں سکونت رکھو۔ کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے۔ (رازنہ فیہ الاصفا)

اور وہ ہلی بار اول بعد شمس الدین لہتمش کی خانقاہ میں ٹھہرے قطب صاحب نے چاہا کہ سلطان کو خبر دیں مگر غریب نے اسے بوجہ کثرتِ اذہام خلقت آپ کو منع فرما دیا قطب صاحب خاموش ہو گئے  
(مسائل السالکین)

مگر یاد جو اس کے بھی سلطان شمس الدین التمش اور خواص و عام کو دہلی میں خبر ہو گئی سب حضرات خواجہ  
 علیہ الرحمۃ کی زیارت اور دیدار فرحت آثار کو غنیمت سمجھ کر حاضر خدمت بابرکت ہوتے رہے۔  
 مگر نجم الدین صفریؒ پوجہ رشک و حد آپ کے پاس نہ آئے خواجہ علیہ الرحمۃ کی شیخ نجم الدین سے خراسان  
 کی ملاقات تھی اور آپ خلق محمدی بدرجہ غایت رکھتے تھے اس لئے خود شیخ نجم الدین صفریؒ سے ملنے کے لئے  
 ان کے گھر تشریف لے گئے اس وقت نجم الدین صفریؒ اپنے صحن خانہ میں ایک صفہ تعمیر کر رہے تھے جب  
 حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے نہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا استقبال کیا نہ ان کی

۱۱۱۱ آپ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دو مرتبہ دہلی تشریف لائے (سیرالاقطاب وغیرہ)  
 ۱۱۱۲ شمس الدین التمش آخر ششم میں تخت دہلی پر بیٹھ نیشن ہوا یہ بڑا ایک بادشاہ تھا (فرشتہ و سیرالاقطاب) غریب نواز سے استفادہ حاصل کیا  
 ۱۱۱۳ قطب صاحب سے مرید تھا۔ خواجہ عثمان ہار دہلی دس سو سے تجدید بیعت کی بنا پر ۲۰ شعبان ۶۳۲ھ میں دہلی میں ہوا عقبہ مسجد قوۃ الاسلام  
 ۱۱۱۴ (فرشتہ - فحش التواریخ و خزینۃ الاصفا)

جانب متوجہ ہوئے یہ بات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ پر گراں گذری اور آپ نے فرمایا کہ اے نجم الدین صفری تجھ پر کیا ایسی بلا آئی ہے کہ شیخ الاسلامی کے نشہ میں انسانیت سے درگزر اور راہ درسم دیرینہ دو وضع داری قدیم کو یکبارگی ترک کر دیا۔ یہ سنکر شیخ نجم الدین صفری بہت خرمائے اور خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ کر معذرت کرنے اور کہنے لگے کہ میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب صاحب نے میری قدر و منزلت بالکل برباد کر دی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام خلایق اسی کی طرٹ رجوع ہے میں شیخ الاسلام برائے نام ہوں کوئی میری پریشانی نہیں کرتا یہ سنکر غریب و ازلے قہتم فرمایا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ اجمیر بچاؤں گا یہ فرما کر آپ وہاں سے چلے آئے۔ ہر چند نجم الدین صفری طعام حاضر کی نسبت کہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا جب آپ اجمیر تشریف لے جانے لگے تو قطب صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ چونکہ سکناے دہلی کو قطب صاحب سے محبت قلبی ہو گئی تھی۔ جناب بقصد اجمیر آپ شہر سے باہر آئے تو کوئی شخص آپ کے زاق کی تاب نہ لاسکا۔ تمام شہر میں یکبارگی شور و غوغا اور ماتم غلیم برپا ہو گیا اور شہر کی خلقت دیوانہ دار آپ کے پیچھے ہوئی جہاں آپ قدم رکھتے تھے وہاں اسی جگہ کی خاک اٹھا کر تیتنا و تبر کا اپنے پاس رکھتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔

جب سلطان نور الدین قندھار نے آپ (قطب صاحب) کی روانگی اجمیر شریف کی خبر سنی بے اختیار دوڑ کر آئے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بالکمال منت و نزاری عرض کیا کہ حضور قطب صاحب کو اجمیر شریف نہ لے جائیں ورنہ خدا یہیں چھوڑ جائیں۔

جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ معاملہ کچشم تو دو معاینہ فرمایا اور تمام اہل شہر کو آپ کا فریفتہ و شیفتہ پایا تو النجا سلطان کی قبول فرمائی۔ اور کہا بابا قطب الدین تم یہیں رہو۔ تمہارے جانے سے سارے اہل شہر پریشان دیے قرار ہیں میں نہیں چاہتا کہ اس قدر مخلوق کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کر دوں میں نے اس شہر و دیار کو تمہاری حمایت میں چھوڑا ہے فرما کر خود حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔  
(از مسالک السالکین حالات قطب صاحب)

## بابا فرید الدین گنج شکر پر آپ کا کرم فرمانا

جب غریب نواز اجمیر سے دہلی تشریف لائے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق آپ سے نفرت حاصل کی بعد ازاں غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے دریافت کیا کہ تمہارے

مریدوں میں سے کیا کوئی اور نفرت پانے سے رہ گیا ہے۔ قطب صاحب نے عرض کیا کہ ایک مسعودی (بابا با فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) نامی فقیر رہ گیا ہے وہ پہلے میں بیٹھا ہے۔ غریب نواز کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آؤ اسے دیکھیں۔ دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا صاحب نے صنعت کی وجہ سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے ناچار چشم پر آپ ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ غریب نواز نے جب یہ دیکھا فرمایا۔ اے قطب الدین کب تک اس بیچارہ کو مجاہدہ میں گمراہ کرے گا۔ آؤ تاکہ اسے کچھ عطا کریں۔ پس اسے باز حضرت غریب نواز نے اور بابا صاحب نے پکار کر اٹھایا۔ پھر غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا اے جلالہ ہمارے فرید کو قبول فرما۔ اور اکمل درویش کو مرتبہ پر پہنچا۔ آؤ آئی ہمنے فرید کو قبول کیا اور فرید و حید عصر ہو گا۔ یہ سن کر بابا صاحب کا حال دگرگوں ہوا جب غریب نواز نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ فرید کو اسم اعظم (جو خواجگان چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا تھا) تلقین کر دو اس وقت علم الہی منکشف ہو گیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اٹھ گئے پس غریب نواز نے بابا صاحب کو خلعت عطا فرمایا۔ نیز حضرت قطب الاقطاب نے دستارِ مثال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے اس محفل میں انعام و اکرام میں قاضی شیخ حمید الدین ناگوری۔ مولانا علی کریم نور الدین غزنوی۔ مولانا مبارک شیخ نظام الدین ابوالموید مولانا شمس الدین ترک خواجہ موید موہینہ دوز اور دیگر مشائخین صاحب نظر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم موجود تھے۔ ایک شاعر نے فی البدیہہ مطابق حال یہ شعر کہا۔

سیر الاقطاب میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا بے بجا نوازے سال ۷۸۵ھ میں وفات پانا قوم ہے۔ اس حساب سے بابا صاحب

کا سنہ ولادت ۷۴۵ھ برآمد ہوتا ہے (مولف)

۷۳۳ھ صاحب مساک السالکین نے قباہ بیگ سے مغلوں کی جنگ ہونے اور بابا فرید کے شرفِ اراہت (ہماری رائے میں بیعت خلافت) مشرف ہونیکا ایک ہی زمانہ لکھا ہے چونکہ جنگ مذکور حسب فتویٰ التواریخ ۷۸۵ھ میں ہوئی نیز حسب سیر الاقطاب یہ واقعہ دہلی میں ہوا ہے اسلئے غریب نواز کے دہلی آنے اور بابا صاحب کو خرقہ عطا کر نیکا سنہ بھی یہی ہے (مولف)

”بخش کونین از شیخین گرفتہ فرید بادشاہی یافتہ از بادشاہان جہاں“  
 بعد ازاں حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ بابا قطب الدین بڑے شاہ بہار کو دمام میں لائے ہو کہ جس کا  
 آشیانہ سدرۃ المنتقی ہو گا (سیر الاقطاب) ”مذکرہ بابا فرید الدین“  
 دوسری بار پھر آپ بعد شمس الدین التمش اجمیر سے بزمہ خدمت خلیفہ دہلی شریف  
 فرما ہوئے اور دوران قیام دہلی میں آپ نے حضور خواجہ خواجگان حضرت  
 خواجہ عثمان مکی قدس سرہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جس کی تفصیلات  
 درج ہیں (ماخوذ از کج الاسرار وقائع شاہ معین الدین حسن)

سفر دہلی یار دویم بعد  
 شمس الدین التمش

کتاب تاریخ السلف میں یحیٰ الہ جامع الکلیم قریب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسب ذیل روایت ہو  
 خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی تشریف لائے شیخ قطب الدین نے سنا تو استقبال کیا۔ اور جس طرح کہ مرید کو خدمت  
 پر درمشد میں ہونا چاہیے اس میں ذرہ بھر کمی نہ کی۔ جب خواجہ بزرگ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا عرض  
 کیا کہ خدائے بزرگ نے کس سبب سے حضور کے قدم سے اس شہر کو روشن فرمایا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ بابا بختیار  
 میں نے کھیتی کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرمان طلب کرتا ہے لڑاکوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا۔  
 ادھر بھجوا دیا تم یہاں مجھ سے پہلے سے ہو کوئی تدبیر بناؤ۔ صاحب وقایع معین الدین چشتی نے متذکرہ بالا  
 روایات سے ان وجوہات کی بنیاد پر انکار کیا ہے اور ایک دوسری روایت لکھی ہے۔  
 وجہ اول سلطان شمس الدین چونکہ داخل سلسلہ تھا اس لئے بجائے خود تشریف لانے کے اگر آپ اپنے  
 کسی خادم کو اس کام کی انجام دہی کے واسطے روانہ کر دیتے تو سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔

دوسری وجہ یہ کہ اکثر اولیاء اللہ نے حکومت اور شجاعت کو قبول نہیں فرمایا

دوسری روایت { جب آپ اجمیر میں قیام پذیر ہوئے تو ایک کاشتکار نے تم کو آپ  
 وقائع شاہ معین الدین چشتی } سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار یہاں کے حاکم نے ضبط  
 کر لی ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہیں پاسکو گے لہذا حضرت کی  
 امداد کا خواہاں ہوں۔ تاکہ اس سال کے خیر سے نجات ملے کیونکہ میری روزی کا دیلہ سوائے اس کے

اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بعد ازیں حاکم کیا کیے گا۔ اُس نے عرض کیا کہ جو حکم ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرے گا آپ نے فرمایا کہ اگر استمراری فرمان دستیاب ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر حضور حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو سفارشی خط تحریر فرمادیں تو استمراری یا مبعادی فرمان مل جائیگا آپ نے غور و تامل کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگرچہ سفارشی سے تیسری مقصد برآمدی آسان ہے مگر اللہ نے مجھے تیسرے کام پر متعین فرمایا ہے لہذا میرے ساتھ چل اور آپ اسی رقت دہلی روانہ ہو گئے پہلے جب آپ تشریف لے گئے تھے تو حضرت قطب الدین کو پیشتر مطلع فرمادیا تھا اور تاریخ مقرر بہ بادشاہ اور قطب صاحب اپنی پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے تھے مگر اس مرتبہ آپ نے اپنی دہلی پہونچنے کی اطلاع نہیں دی لیکن اتفاق سے ایک شخص آپ کو ملا اور اُس نے دُور کر حضرت قطب الاقطاب کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع کر دی قطب صاحب متعجب ہوئے اور فوراً بادشاہ کے پاس جا کر آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کی خود آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے بادشاہ نے بھی معہ افواج و جلوس شاہی سے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ قطب صاحب بلا اطلاع تشریف آوری کا سبب دریافت کرنے کے لئے مضطرب تھے لوگوں کے چلے جانے کے بعد قطب صاحب نے عرض کیا کہ بلا اطلاع یکبارگی حضور کے تشریف لانے کا سبب کیا ہے آپ نے کسان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس شخص کے کام کیلئے آیا ہوں۔ قطب صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض کرتا تو اس کا کام حسب دلخواہ ہو جاتا اس کام کے لئے حضور کے تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے مگر ہر اہل اسلام ذلت و غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔

جب یہ شخص میرے پاس آیا تھا بہت رنجیدہ تھا جب میں نے مراقب ہو کر درگاہ ایزدی میں عرض کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی اور عبادت ہے اس لئے میں باری تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر یہاں تک آیا ہوں۔ (وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ)

ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ جب حضور غیب نواز اشرار تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کسان کو ساتھ لے کر اجیر سے دہلی گئے لگے تو آپ کے صاحبزادگان نے بھی اپنی کاشت



کے داگداشت ہو نیکی متعلق آپ سے فرمان شاہی لانے کی درخواست کی ہے اور آپ نے بزمہ خدمت خلیق صاحبزادگان کے معاملہ کے متعلق بھی حضرت قطب صاحب سے مشورہ کیا۔ (مولف)

حضرت خواجہ خواجگان امیر عثمان قدس سرہ کے ہندوستان  
غریب نواز سے ملنے کیلئے خواجہ عثمان  
کا وہی تشریف لانا  
تشریف لانی کے متعلق مدت سے مؤرخین میں اختلاف  
چلا آتا ہے۔

بعض حال کے تذکروں میں آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا گیا ہے فرشتہ اور صاحب سیر العارفین آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے تو متفق ہیں لیکن غریب نواز سے کہلی ہندوستان میں ملاقات ہونے کے متعلق متاثر ہیں نیز سیر العارفین اور سالک اسالکین کے مندرجہ ذیل بیان حضور خواجہ اعظم کا ہندوستان کی طرف سفر کرنا تو ثابت ہے مگر ہندوستان پہنچنا اور غریب نواز کو اپنی ملاقات سے مشرف فرمانے کا کچھ پتہ نہیں چلتا عبارت حسب ذیل ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خواجہ اعظم حضور شیخ عثمان بارونی قدس سرہ العزیز نے خواجہ برگ غریب نواز کی محبت و طلب میں سفر فرمایا تو اُنہائے سفر ہندوستان میں آپ ملاقات گجرات کے ایک ایسے مقام پر پہنچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا۔ وہاں ایک آتشکدہ جس میں بین کھڑی لکڑیاں اور بروایت صاحب تاریخ سوغندار لکڑیاں روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رکھی جاتی تھی۔

آپ ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے مصلیٰ پہنچا کر نماز میں مشغول ہوئے اور اپنے خادم سید فخر الدین رحمۃ اللہ (کہ یہ بزرگ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے) سے فرمایا کہ آگ لا کر انظار کیلئے روٹی تیار کرو۔ وہ آگ لینے آتشکدہ پر گئے۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے خادم واپس آئے اور ساری کیفیت خواجہ اعظم

۱۵ چونکہ صاحب کفیل اسرار معروف بہ گنج الاسرار حضور خواجہ اعظم نے ہندوستان تشریف لا کر تین سال تک دہلی میں قیام فرمایا اور حسب سالک اسالکین سالک میں مکہ معظمہ میں دفاتر پائی اس لحاظ سے آپ کا ہندوستان تشریف لانا سلاطین میں فرین قیاس سے۔ (مولف)

۱۶ خواجہ فخر الدین سلوات میں سے ہیں۔ آپ کو غریب نواز سے نہایت ارادت و محبت تھی۔ اپنا وطن ترک کر کے ہجرت میں قیام کیا آپ کی اولاد آج تک نہایت آستانہ غریب نواز بخلاف ہے (مذکرۃ الاولیاء ہند بحوالہ آفتاس الانوار و درۃ الاسرار)

قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کی۔ آپ تجدید و ضمہ فرما کر خود تشریف لیکے۔ دیکھا کہ ایک پیر مرد مخیشا نام ایک تخت چوبی پر بیٹھا ہے۔ ایک ہفت سالہ لڑکا اس کی گود میں ہے۔ اور بہت سے آتش پرست اُس کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے آگ کی پرستش کر رہے ہیں۔

آپ نے اُس پیر مرد سے فرمایا کہ آگ پوسنے سے کیا فائدہ یہ حق تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے اور تھوڑے پانی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے کیوں اُس خالق کی پرستش نہیں کرتے جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ کارآمد ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ آگ ہمارے دین میں بہت بزرگ اور ہمارے لئے باعثِ نجات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو بہت دونوں سے پوجتے ہو اور اس کی خدمت کرتے ہو۔ آؤ اُس میں ہاتھ ڈالو۔ اگر باعثِ نجات ہے تو میں دیکھوں تم کو جلنے سے نجات دے۔ اُس نے کہا تھلا نا آگ کی خاصیت ہے۔ کس کی مجال ہے جو اُس میں ہاتھ ڈالے اور سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تابعِ حکمِ خالق ہے اس کی کیا مجال کہ بلا حکم اُس کے بال بھی جلا سکے یہ فرما کر اُس کی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم یا نائم کوئی بتو اذ مسدہ علی راسک اذینک مکہ آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر سارے آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے آپ چار ساعت کامل آتشکدہ میں رہ کر معہ اُس لڑکے کے صبح و سالم باہر تشریف لائے۔ آگ نے جسم یا ملیوس مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ اُس لڑکے کو کچھ ضرر پہنچایا۔ پیر مرد اپنے لڑکے کو صبح و سالم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُس سے پوچھا کہ آگ میں کیا حالت پیش آئی اُس نے کہا کہ میں تو شیخ کی بدولت باغ میں سیر کر رہا تھا۔

یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے صدقِ دل سے اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہوئے آپ نے مخیشا کا نام عید اللہ اور اُس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ ڈھائی برس تک آپ وہاں مقیم رہے۔ اور سب کو طریقِ اسلام سے واقف و آگاہ کیا۔ اور شیخ عید اللہ کو خرقہ و خلافت پہنایا کہ وہ اور اُن کے صاحبزادے ابراہیم اولیا اللہ سے ہوئے۔ اور آتشکدہ کو مسمار کر کے ایک عالیشان مسجد وہاں تیار کرائی۔ اور مقبرہ شیخ عید اللہ و شیخ ابراہیم کا اُس مسجد کے پہلو میں ہے نیز دیگر بہت سے متبرک لوگوں کی قبریں وہاں ہیں۔ اور ان سے فیض جاری ہے آپ کا حجرہ بھی وہاں موجود ہے ہر سال وہاں عرس شریف

ہوتا ہے اور زائرین و حاجت مند وہاں جمع ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں صاحب "سیر المعارفین" لکھتے ہیں کہ میں نے اُس مقام کی زیارت کی ہے۔ اور دو ہفتہ وہاں مقیم رہا ہوں " (از مسالک السالکین) محمد اللہ آج گنج الاسرار مصنفہ خواجہ غریب نواز نے حضور خواجہ اعظم کے ہندوستان تشریف لانے نہ لانیکی طویل بحث کو ختم کر دیا اور پروز روشن کی طرح یہ امر ظاہر ہو گیا کہ حضور خواجہ اعظم نے با کمال شفقت و رحمت ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔

تین سال قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے اور دہلی میں خواجہ غریب نواز کو خواجہ اعظم سے شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ گنج الاسرار کی عبارت حسب ذیل ہے۔

2.

اس موقوفہ کے مصنف غلام امین الدین بنجوری شیخ رحمۃ اللہ علیہ  
بیان فرماتے ہیں کہ میں بحالت مسافرت یا کسی سال  
اپنے پیرو مشرف حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی  
خدمت میں بسلسلہ حصول معرفت اور اصلاح باطن  
حاضر رہا۔

جسکے عرصہ دراز کے بعد حضرت خواجہ عثمان بادشاہ قدس سرہ پہلی  
ہونچے اور بتایا کہ ارماہ ذی الحجہ (۶۱۲ھ) ایک تنہا کی  
جگہ حضرت نے انعکاف فرمایا۔ اس مصنف نے اپنے لئے  
مقام خلوت و سکونت کے لئے عرصہ کیا۔ حضرت نے ارشاد  
فرمایا: ”اے معین الدین خجندہ زور اور ہمارے صحبت میں رہو“

اصلی عبارت کنجیل اسرار

مصنعت این ملفوظ معین الدین بخیری گوید کہ مدت  
بست و دو سال و مسافرت خدمت حضرت ملازمت  
برائے تلقین ارشاد و دریافت معرفت جذبہ اصلاح  
باطن صحبت تربیت مرشد کامل رکاب حضرت خواجہ  
عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بود۔

پیش از آمدنت خواجہ عثمان بارونی قدس سرہ شہر  
دہلی رسید مقام عشرت گاہ در عشر ماہ ذی الحجہ  
معتمد گشت این مہنف برائے عزت و خلوت  
و سکونت گرفتن مقام التماس نمود۔ خواجہ فرمود  
نشین الدین مدت چند روز دیگر صحبت ما باش

۱۵ (الف) کتاب کا صحیح نام غالباً کتبِ اسرار ہے ناقل کے سہو کتابت سے گنج الاسرار لکھا گیا اور اُسی کی نقل ہوئی جلی آئی۔

(ب) کنیل یعنی ہر چیز پر ہم کشیدہ شدہ (از پربان قاطع)

تا از تربیت تلقین استقامت عالم سیر و طیر کمالیت  
رسانیم بعد ازاں در مقام اجیر سکونت گیری۔

ہم دریں حکایت دویم ماہ ذی الحجہ سلطان شمس الدین  
التمش طالب صادق برائے ملاقات خواجہ عثمان ہارونی  
قدس سرہ آمد بعد ملاقات تکلم شد۔ بعد گند سوال  
کردہ گفت: بچہ آنحضرت کے شہار اجاں دادہ براہ حقیقت

سوئے معرفت الہی راہ راست نمودہ است  
بصدق آمدہ ام مارا راہ حقیقت سوئے معرفت  
حق تعالیٰ نماید و لطف بیعت ارادت از تربیت  
قبول کنند چوں خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سلطان  
طالب صادق و انسان کامل شناخت بعد صحبت  
تربیت کلاہ ارادت حوالہ کرد۔

بچوں خلیفہ دہلی مدت از صحبت خواجہ عثمان ہارونی  
قدس سرہ رموزات تلقین ارشادات و حمد و ثناء  
علم لدنی و استقامت معرفت باطن و اطاعت و  
پاسبانی عالم جبروت و ملازمت عبادات خفیات و  
تلاوت حفظ قلوب باطن بدل و جان گزشت  
و بعد مدت سہ سال از مہمات اعراض خواجہ  
عثمان ہارونی قدس سرہ اصغف العباد میں الدین جن

تاکہ تربیت تلقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر  
کے کمال تک پہنچے ہو پچا دوں اسکے بعد اجیر میں سکونت کرے  
اس گفتگو کے دوران میں بتایا کہ دو ماہ ذی الحجہ

طالب صادق سلطان شمس الدین حضرت خواجہ عثمان  
قدس سرہ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ملاقات کے بعد  
کے ساتھ اُس نے سوال کیا کہ اُس خدا کیلئے جس نے

تمہیں جان دی ہے اور حقیقت کے راستے سے معرفت الہی  
دکھائی ہے۔ میں صداقت کیساتھ حاضر ہوا ہوں مجھے  
حقیقت کا راستہ معرفت حق کی طرف دکھائے اور

لطف بیعت ارادت سے ترتیب فرمانا قبول فرمائے  
خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے سلطان کو طالب  
صادق و انسان کامل پاکر صحبت بیت کلاہ ارادت کو حوالہ

ادار خلیفہ دہلی نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے  
فیض صحبت سے رموزات تلقین ارشادات و حمد و ثناء  
علم لدنی اور معرفت باطن کی نیز عالم جبروت کی اطاعت

و پاسبانی و ملازمت عبادات خفیات تلاوت حفظ  
قلوب باطن بدل و جان حاصل کئے تین سال قیام  
کے بعد حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے

مصفت سے فرمایا کہ برائے استقامت

۱۵ سلطان شمس الدین نے دہلی میں بطور بادشاہ خطا بہ سلطان شہرہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی طرف سے قتل ہوئے اور ان کے سر کا حکم رہا  
(مقتب التواضع و غیر مستند وغیرہ)

نخبرجی رافرمود کہ برائے تربیت استقامت تربیت  
طالب صادق سلطان شمس الدین از تربیات حضرت  
رسالت و تغیرات و از آیات حدیثات و اقوال شایع  
رحمۃ اللہ علیہم و تعریفیات معنی آیات و نظیات منقولات  
اولیاد از سخنانے کہار ملفوظات تصنیف کن کہ در سفر  
و حضر ملازمت کند تا دل سلطان از تفرقہ خطرات  
غیر اللہ نفسانی مٹائی بازاید و لبوسے اطاعت باطن  
اعمال روحانی و روحانی یاد حق تعالی عبادات خفیات  
کمئہ حقیقی و ملازمت حفظ قلوب قرب حضرت بکشف  
کرامات کمالیت رسید

مصنف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ و  
برائے تصنیفات ملفوظات از تغیرات معانی آیات  
و حدیثات حضرت رسالت آب و تعریفیات و قول  
مشائخ در یافتن معانی اسرار حقیقت بروایت صحیح  
از ہفتاد و چند نسخائے سلوک برائے استفہام سالکان  
متعدد طالبان راہ حقیقت آغاز بتاریخ دہم ماہ  
محرم احد سہ ہجری و ستائیم ۲۳۱ھ کردم و این  
ملفوظات را بر لبست و پنج معرفت جمع آوردم و گنج اللہ  
(کنج اسرار) نام نهادم و بخدمت سلطان شمس الدین  
رسانیدم۔

تربیت طالب صادق حضرت رسالت آب تربیات  
آیات و حدیث کی تغیرات مشائخین کے قول اولیا  
اللہ کی تعریفوں اشعار منقولات اور اولیا اللہ کے  
سخنہائے کبار سے ایک ملفوظ تصنیف کرو۔

تاکہ سفر و حضر میں کام آوے۔ اور بادشاہ کا دل  
غیر اللہ اور نفسانی خطرات سے بالکل باز رہے  
اور باطن کی عبادت روحانی اور روحانی اعمال  
جو حق تعالیٰ کی یاد میں کمئہ حقیقی کی پوشیدہ عبادت  
سے مشغول ہیں ملازمت حفظ قلوب خدا کے قرب  
دکشف و کرامات کے ذریعہ سے کمال حاصل ہو۔

مصنف نے بہ تعمیل ارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس  
سرہ ایک مدت واسطے ملفوظات تغیرات معانی  
اور حدیثات رسالت آب و تعریفیات و قول  
مشائخین حقیقت و اسرار معانی کے معلوم کرنے میں  
صحیح روایتوں سے سلوک کے نشے سے زیادہ نسخائے  
برائے استفہام سالکان و متعدد طالبان راہ  
حقیقت بتاریخ ۱۰ محرم ۲۳۱ھ لکھنا شروع کر کے  
ان ملفوظات کو پچیس معرفتوں پر مرتب کیا اور  
نام گنج الاسرار (کنج اسرار) رکھا۔

۱۵ حسب تحقیق مولوی ذکا اللہ قدس سرہ کی شمس الدین التمش ہے مگر عام طور سے کتابوں میں شمس الدین التمش مرقوم ہے۔

پھر سلطان شمس الدین کے پاس بھیجا چنانچہ سلطان  
مذکورہ رموزات ملفوظات حاصل کر کے سالک راہ ہوا  
اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے عرصہ میں کشف و  
کرامات کے مدایح بھی حاصل کر لئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں  
میں سے ہو گیا بعد ازاں مصنف نے شاہ خواجہ عثمان ہمدانی قدس سرہ جرح کیا۔

چنانچہ سلطان مذکور از دریا فتن رموزات ملفوظات مکمل  
راہ گشت دہ عنایت اللہ تعالیٰ عنقریب الایام بکشف  
و کرامات کمالیت یافت دیکے از دا صلاک گشت بعدہ  
مصنف یر حکم فرمان خواجہ عثمان ہمدانی قدس سرہ در  
مقام اجیر سکونت گرفت۔

دہلی سے اجیر گئے کے بعد آپ نے دوسرا نکاح کیا جسکی تفصیل باب از ولج و اولاد میں مرقوم ہے  
نکاح ثانی { اس نکاح کے تطبیق شیر لاقطاب کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ نکاح کے بعد ستر سال  
تک حیات ظاہری میں رونق افروز رہے۔ (مؤلف)

آپ کا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی { حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دلیل المعانی  
کو رخصت فرماتا

تمام کئے تو پیشم پر آب ہو کر فرمایا اسے درویش مجھے اس مقام میں اس لئے لائے تھے کہ میرا مدفن اسی مقام  
میں ہوگا۔ اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں۔ پھر خواجہ علی بنوری سے فرمایا کہ مثال تحریر کردی یعنی خلافت سجاد  
قطب الدین کو عطا کی۔ دہلی اس کا مقام ہے جب فرمان تیار ہوا دعا گو (قطب صاحب) کو عطا فرمایا۔ دعا گو  
زمین بوس ہو افرایا نزدیک آ۔ میں نزدیک کیا تو دعا گو کے سر پر دستار دکلاہ مبارک رکھا اور  
خرقہ پہنایا۔ اور حضرت خواجہ عثمان ہمدانی کا عصا عنایت فرمایا۔ پھر مصحف و مصلیٰ اور تعلین عطا فرمائیں۔ بعدہ  
ارشاد فرمایا کہ یہ امانت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو پہنچتی رہی ہے۔ میں  
اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں جیسا کہ اس کا حق میں بجالایا تجکو بھی لازم ہے کہ اسی طرح تو بھی اس کا حق بجالائے  
تاکہ مجھے کل قیامت میں خواجگان اسرار ہم کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ پھر دعا گو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک  
آسان کی طرف کر کے فرمایا کہ میں نے تجھے حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور منزل گاہ عزت پر پہنچایا۔ پھر میں نے زمین

۱۵ تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ دہلی سے بہشت شمس الدین (شمس) دوسری مرتبہ آئیکے بعد آپ نے نکاح کیا مگر ہمیں یہ نکاح بانی عصمت  
کے ساتھ ہونے سے اتفاق نہیں کیونکہ حسب روایت خرمینۃ الاسفیاء خواجہ غفر الدین رحمۃ اللہ علیہ (بانی عصمت کے صاحبزادے)  
نے ۷۳۳ھ میں یوم ۱۱ سال وفات پائی اس لئے دوسری مرتبہ دہلی سے آکر آپ کا بی بی امۃ الشریعہ سے نکاح کرنا مطابقت و رواست (مؤلف)

خدمتِ چوٹی۔ آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ جاؤ جہاں رہو مرد ہو۔ میں رخصت ہو کر دہلی آیا۔ اور سکونت پذیر ہوا۔

چالیس دن بعد ایک شخص اجیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آنیکے میں دن بعد خواجہ علیہ الرحمۃ حق سے واصل ہوئے (از دلیل العارفین)

۳۳ھ { تاریخ ۹ رجب المرجب ۶۳ھ } بعد نماز عشاء آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر لیا وفات اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمائی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں

تمام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب وہ صدا بند ہو گئی (از سالک السالکین و سیر الاقطاب و خزینۃ الصفا) جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ کا دروازہ نہ کھلا تو خدام نے دستکیں دیں مگر کچھ جواب نہ ملا ناچار دروازہ توڑ کر کھولا۔ دیکھا کہ آپ واصل ہی ہو چکے۔ اور عین مبارک پر بخط قدرت ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ منقوش ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (سالک السالکین)

شب وصال چند اولیائے سرور عالم کو عالم رویا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا معین الدین حق تعالیٰ دوست ہے۔ آج ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی فرماتے ہیں کہ جن روز حال وفات حسرت آیات کا معلوم ہوا اس شب مجھے حالت غم و الم میں مُصلّے پر غنودگی سی آگئی۔ آپ کو دیکھا کہ زیر عرش استادہ ہیں۔ میں نے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا اور استفسار حال کیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور نزدیک کر دیا ان دو ساکنانِ عرش کے جگہ دی میں اس مقام میں رہتا ہوں (از سالک السالکین)

نمازِ حجازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور انبیاء کی سنت کے مطابق آپ بمقام اجیر اسی حجرہ مبارکہ میں خلوت نشین ہوئے

۳۴ھ میر لاؤلیا کے ماضیہ پیر و داعیہ مرقوم ہے شیخ معین الدین درویشی نے شیخ معین الدین دراجیر زریہ بود کہ شیخ قطب الدین بختیار در شہر رحمت حق پیوست اس روز ایتہ کے بنیاد بعض مورخین نے حضور غریب نواز کا قطب صاحب کے بعد وصال پانا لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ غریب نواز نے قطب صاحب سے قبل وصال پایا ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت میں جن میں الدین کے اجیر ہو بیٹھنے سے قبل قطب صاحب کا وفات پانا روایت میں درج ہے وہ شیخ معین الدین حضور غریب نواز کے مریدوں میں ہیں۔ اور ان کا نام بزرگ خلفائے حضور غریب نواز صاحب سالک السالکین وغیرہ نے لکھا ہے۔ (مولفہ)

۳۵ھ سیر اللہ قطب میں آپ کا سال وفات ۳۵ھ ہے۔

جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا۔

اگرچہ بظاہر آپ کے جنازہ کی نماز میں حاکم شہر عایدین مقامی اور مسلمانان اطراف شامل تھے۔ مگر اہل نظر نے ایک اور جماعت کو بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس جماعت کے مقتدی تین حصوں میں تھے پہلی صف رجال الغیب کی تھی دوسری صف ابدالوں کی تھی اور تیسری صف میں اقطاب زمانہ تھے۔ اہل سنت حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔

راویوں نے لکھا ہے کہ آپ کی تدفین کے بعد عرصہ دراز تک روضہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ ہم کہتے ہیں آج کل بھی وہ ہی مشام جاں کو معطر کر تیوالی خوشبو عطر و پھول کی خوشبو میں لکرائی ہے۔ اور اس سے لطف اندوز ہوئیوالے اب بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (عطاءے رسول)

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادہ  
صننے کہ بر جالش دوہاں شمار بادہ  
(جامی علیہ الرحمۃ)





## آپ کی ازواج و اولاد

آپ کے متاہل اور صاحب اولاد ہونے کے ثبوت میں "خزینۃ الاصفیاء" نے حسب ذیل ردائیت پیش کی ہے۔

"نماہت ہے کہ حضرت غیب لواژ کی دو نیک دیار رہابیوں تھیں پہلی سید و جہیہ الدین صاحب کی صاحبزادی بی بی عصمت بنت سید و جہیہ الدین اور ان کے بطن سے تین صاحبزادے تھے پہلے خواجہ ابو سعید دوسرے خواجہ فخر الدین اور تیسرے خواجہ حرام الدین۔"

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب اولاد تھے۔ ان کی یہ بات ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے اس واسطے کہ شیخ فرید جو سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز خواجہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمید الدین میں اولاد ہونے سے پہلے جوان رہتا تھا۔ اور اس وقت بغیر مانگے ہر بات پوری ہوتی تھی۔ اب میں بوڑھا و صاحب اولاد ہو گیا ہوں اور جب مانگتا اور دعا کرتا ہوں تب پورا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت پر سب ظاہر و روشن ہے چنانچہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ بی بی مریم کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے تھے بی بی مریم کو جاڑے کے میوے گرمی میں اور گرمی کے جاڑے میں بغیر طلب اور خواہش کے ملتے تھے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے تو وہ رزق کا انتظار کرتی تھیں۔ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ کھجور کے درخت کی شاخوں کو لٹاؤ کہ اُس سے تازہ کھجوریں گریں بس جب بی بی مریم نے ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں پائیں اسی طرح پہلی اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہے خواجہ صاحب نے اس بات کو مستناد و بہت پسند کیا۔"

اس باب میں مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں۔ (خزینۃ الاصفیاء)

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے آپ نے پہلا نکاح بی بی عصمت بنت سید و جہیہ الدین ۵۹۹ھ میں کیا۔ ہمارے نزدیک یہی سنہ نکاح اول کا صحیح ہے

نکاح اول

دعوات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ (مولف)  
 بی بی عصمت امیر کے بطن سے خواجہ فخر الدین ابوالخیر۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید اور خواجہ حسام الدین  
 ابوصالح تولد ہوئے۔

۵۹۰۔ ۶۵۳ء { آپ کی ولادت ۵۹۰ء میں ہوئی۔ آپ غریب نواز کے فرزند کے  
 حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر { ہیں۔ خواجہ غریب نواز کے وصال کے بعد میں سال بد تک آپ  
 حیات ظاہری میں رہے۔ آپ نے موقع مانڈل میں (جو اجیر سے تین منزل کے فاصلہ پہنچ بود و باش  
 اختیار فرمائی۔ وہاں آپ زراعت کر کے اکل حلال سے قوت پسری فرماتے تھے۔  
 آپ بررگ عالی مرتبت اور صاحب مقام عالیہ ہیں۔ اور علوم ظاہر و باطن اور کمالات صوری و  
 معنوی سے آراستہ تھے (از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیاء) آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

(مذکرۃ الاولیاء)

آپ کا وصال بمصر ۶۵۳ سال ۶۵۳ء میں ہوا۔ مزار مبارک قبضہ سرواڑہ شریف میں ہے (از احسن البیرونی)  
 آپ کا عرس شریف سالانہ ۳ شعبان لغایت ۱۰ شعبان سرواڑہ شریف میں ہوتا ہے بتاریخ ۳ شعبان المکرم  
 حضور غریب نواز کی درگاہ شریف سے باہتمام خدام صاحبان بیاد شریف جلوس کے ساتھ جاتی ہے اور  
 ۱ صاحب "ماہتاب اجیر" نے حضرت خواجہ فخر الدین کی عرفیت ضیاء الدین لکھی ہے "تاریخ سلف" نے خواجہ ابوسعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے  
 ۲ صاحب "ماہتاب اجیر" نے خواجہ ابوسعید کا نام گرامی محمد الدین لکھا ہے۔ مگر صاحب "مسالک السالکین" نے ضیاء الدین ابوسعید لکھا ہے  
 ۳ حضرت تعمیر الدین چلراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و حلیفہ حضرت سید محمد گیسو دواز مد ایک رویشوں کی جماعت کے ناقل ہیں کہ  
 ہر سال صاحبزادگان بی بی عصمت کے بطن سے ہیں مگر شمس الدین ظاہر مد ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ ابوسعید بی بی عصمت کے بطن سے ہیں  
 اور بقیہ ہر دو صاحبزادگان بی بی حافظہ جمال بی بی اسما امیر کے بطن سے ہیں مگر تمام روایات متعلقہ کے پیش نظر حضرت سید محمد گیسو دواز  
 قول مستند معلوم ہوتا ہے (مولف)

۵۹۷ (الف) صاحب خزینۃ الاصفیاء حضرت خواجہ ابوسعید کو مرزا اکبر لکھا ہے۔ مگر احسن البیرونی نے خواجہ فخر الدین کو خلف اکبر لکھا ہے  
 ہمیں بھی صاحب احسن البیرونی سے اتفاق ہے۔ (مولف)

(ب) کامل سوانح عمری غریب نواز مرتبہ مفتی انتظام اللہ نے خواجہ محمد الدین محمد کا سنہ وفات ۶۶۱ ہجری لکھا ہے اور خواجہ ضیاء الدین کو  
 ابوالخیر کہتے ہوئے آپ کا سنہ وصال ۶۹۵ ہجری لکھا ہے۔ شاید موصوف کی مراد خواجہ محمد الدین محمد سے خواجہ فخر الدین ہیں۔ (مولف)  
 بقیہ متفقون صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خدایم صاحبان کی طرف سے لنگر کا انتظام ہوتا ہے۔ خادمی وقف سے محفل سماع کیلئے چار بنتی ہے اور چند دیگر مراسم ادا ہوتے ہیں (مولف)

خواجہ ضیاء الدین ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مزار شریف غریب از

کی درگاہ شریف میں لب جہارہ سایہ گھاٹ پر ہے (از خزینۃ الاصفیاء احسن السیر)

آپ کا عرس شریف سالانہ بتاریخ ۱۳ ارزی الحجہ ہوتا ہے (مولف)

خواجہ حسام الدین ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں آپ کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں آپ بمرور ۴۴ سال ابدان کی صحبت میں شامل

ہو گئے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کا مزار بھی لب جہارہ چوتراہ پر اپنے بھائی خواجہ ابوسعید کے مزار کے قریب ہے (از خزینۃ الاصفیاء احسن السیر)

مگر زبانی روایات کے مطابق یہ مزار حضرت غریب نواز کے برادر نسبتی کا ہے (مولف)

۱۹۱۵ء (بی بی امۃ اللہ حوالی اجیر کے ایک راجہ کی بیٹی تھیں۔ جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں جنہیں شک نکاح دویم) خطاب حاکم قلعہ پٹیلی نے انہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ عقد

ثانی کیا۔ ان کے بطن سے تاج المستورات بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں (از خزینۃ الاصفیاء)

تاج المستورات بی بی حافظہ جمال بڑی عابدہ و زاہدہ پاک و پارسا تھیں۔ آپ اپنے والد (غریب نواز) کی خدمت میں معزز مجاہدہ رہیں۔ اور غریب نواز کے خلیفہ کا ملین

میں سے ہوئیں آپ کی شادی شیخ رضی الدین (ساکن موضع مانڈ علاقہ ناگور) سے ہوئی آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر ان کا طفلی میں انتقال ہو گیا۔ (از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۹ کا ۵۵ تذکرۃ الاولیاء نے عمر ۶۰ سال لکھی ہے۔ "خزینۃ الاصفیاء" میں شتر سال درج ہے۔

۵۶ شہزاد شریف اجیر شریف سے تقریباً ۳ چونتیس میل کے فاصلہ پر ریاست کش گڑھ میں واقع ہے۔

۵۷ خزینۃ الاصفیاء نے آپ کو خلف اکبر لکھا ہے۔

۵۸ عوام کا کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ غریب نواز کی صاحبزادی نہیں تھیں (سیر الاقطاب)

آپ کا مزار شریف غریب نواز کے پائیں میں ایک چھوٹے سے قبتے کے اندر زیارت گاہ خلافتی ہے۔ غریب نواز کے خدام صاحبان بی بی کی بھی خدمت کرتے ہیں ہر وقت ایک محاذ ماضی خدمت رہتا ہے (مولف)

## آپ کے نبیرے اور ان کی اولاد

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہؒ آپ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ غریب نوازؒ کے نبیرہ ہیں۔ آپ بڑے کامل اکمل ہوئے ہیں۔ اور حضرت سلطان المشائخ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ کا مزار شریف قصبہ سامر (جہاں نمک کے پانی کی چھیل ہے جس پر سے نمک حاصل کیا جاتا ہے) قراح ریاست جو دہپور میں ہے (از تذکرۃ الاولیاء و خزینۃ الاصفیاء) آپ کا عرس شریف سالانہ ۱۲ ارچودہ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ دیوان درگاہ غریب نواز عرس شریف میں ماضی دیتے ہیں (مولف)

حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہؒ آپ غریب نواز کے نبیرہ ہیں بہت صالح و نیک تھے۔

(از تذکرۃ الاولیاء ہند)

حضرت خواجہ وحید رحمۃ اللہ علیہؒ آپ حضرت خواجہ احمد کے برادر حقیقی اور غریب نواز کے نبیرہ ہیں جب آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ کے پاس مرید ہوئے گئے۔ بابا صاحب نے فرمایا میں نے بیعت تمہارے خاندان سے پائی ہے۔ میری کیا مجال جو تمہارا ہاتھ پکڑوں۔ آخر بہت اصرار کے بعد بابا صاحب

حضرت حسام الدین سوختہ کا پسر خواجہ حسام الدین ابو صالح ہوتا قرین قیاس نہیں کیونکہ بالکل والد کے نام پر نام رکھنا خلاف رواج ہے ہمیں اس روایت سے اتفاق ہے کہ آپ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ خواجہ فخر الدین نے اپنے بھائی کے اہلوانوں میں شامل ہو جانے کی بعد ان کا نام برقرار رکھنے کیلئے اپنے صاحبزادے کا نام ان کے نام پر رکھ دیا ہو۔ عرب میں بھی ایسا دستور تھا۔ (مولف)

نے آپ کو مرید کیا (تذکرۃ الاولیاء ہند)

حضرت خواجہ معین الدین خورُو آپ حضرت شیخ حسام الدین سوئمہ کے صاحبزادے ہیں۔ مرید ہونے سے قبل ہی آپ غریب نواز کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کر لیتے تھے۔ آپ نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے خرقہ خلافت پایا آپ سے بہت اولاد ہوئی۔ وفات آپ کی ۷۱۳ھ میں ہوئی

(احسن السیرۃ تذکرۃ الاولیاء ہند)

حضرت شیخ قیام الدین آپ حضرت خواجہ معین الدین خور د کے برادر اور حضرت حسام الدین سوئمہ کے صاحبزادے ہیں آپ بھی کثیر الاولاد تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

شیخ قطب الدین المتحاطب آپ خواجہ معین الدین خور د کے صاحبزادے ہیں خیانت الدین غلی بہ حشمت خوانی کے پاس آپ بارہ ہزار سولہوں پر افسر تھے۔

(احسن السیرۃ سوانح عمری غریب نواز)

تصدیق سرزدی چونکہ حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ برسوں کے بعد بیعت اللہ شریعت سے واپس آئے اس لئے ایک جماعت نے آپ کی فرزندگی سے انکار کیا۔ اور یہ قصہ سلطان محمود غلی تک پہنچا۔ بادشاہ نے مشائخ و علمائے وقت سے اس امر کی تصدیق کی شیخ حسن ناگوری اور مولانا رستم اجمیری و دیگر علمائے عصر و اجیر نے شہادت دی اور حضرت بایزید فرزند حضرت شیخ قیام الدین بن حسام الدین سوئمہ بن خواجہ فخر الدین ثابت ہوئے اور حضرت حسن ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزند کو اپنا

میر (اعت) کتاب سوانح عمری غریب نواز میں حضرت خواجہ معین الدین خور د کو خواجہ حسام الدین سوئمہ کا صاحبزادہ لکھا ہے۔

اب صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند نے غریب نواز کے حالات کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ فخر الدین کا لیرا لکھا ہے اور خلفائے خواجہ نصیر الدین دہلوی کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ حسام الدین سوئمہ کا فرزند لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

۱۱۱۱ آپ کی عمر سو برس کی ہوئی (تذکرۃ الاولیاء ہند)

۱۱۱۲ (اعت) خواجہ فخر الدین کا سنہ ولادت کتاب سوانح عمری غریب نواز نے بحوالہ الفوائد لکھا ہے مگر یہ جو ادب متنیاب نہیں ہوا وہ غیب کا کتاب سوانح عمری غریب نواز نے خواجہ غریب نواز کی اولاد کا سلسلہ خواجہ فخر الدین علیہ الرحمۃ سے جاری ہونا لکھا ہے۔

۱۱۱۳ (تذکرۃ الاولیاء ہند) یہ قوم ہے کہ حضرت شیخ حسین ناگوری نے حضرت بایزید سے اپنی دفتر کا نکاح کیا ہے اور حضرت حضرت خواجہ معین الدین بن خواجہ حسام الدین کی اولاد اجمیر شریعت میں آج تک چلی آرہی ہے۔

خویش بٹانا -

## اولادِ غریبِ نواز کا مختصر شجرہ نسب

صلو للعین

بی بی عصمت زوجه غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ بی بی امہ اللہ الیہ غریب نواز

بی بی حافظہ جمال الیہ رضی الدین و

سید حسام الدین ابوصالح  
آپ کے سات صاحبزادے ہوئے

خواجہ ضیاء الدین ابوسعید  
آپ کے دو صاحبزادے ہوئے

خواجہ سید فیض الدین  
ابوالخیر

دو صاحبزادے جن کا طفلی میں انتقال ہو گیا

خواجہ حسام الدین سوختہ

شیخ قیام الدین و

سید خواجہ معین الدین خورد

شیخ تاج الدین یازید  
رحمۃ اللہ

شیخ قطب الدین المناطیب  
پرچشت خوانی

(انہو از مسالک سالکین و تذکرۃ الاولیاء وغیرہ)

۱۰ حضرت خواجہ احمد اور خواجہ جدید غریب نواز کے پوتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء و ذوالنورین)

# آپ کے خلفاء و ممتاز مریدین

## (الف) آپ کے ممتاز خلفاء

ہر زمانہ سیاحت و قیام اجمیر بہت سے بندگانِ خدا نے آپ سے دولتِ عرفان و ایمان حاصل کرنے کا شرف پایا آپ کے خلفاء قدم بہ قدم آپ کی تعلیم و مقاصد کی اشاعت کا کام برابر کرتے رہے جو آج تک سلسلہ بہ سلسلہ جاری ہے نہایت خلفاء معہ مختصر تفصیلات حبّ مسالک السالکین "دسیر الاقطاب" حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلیفہ اول و اعظم ہیں آپ کی ولادت قصبہ ادش میں (حب تحقیق مولف) ۵۵۹ھ میں ہوئی ۵۸۳ھ میں آپ نے اصفہان میں غریب نواز سے بیعت ارادت کی پھر آپ نے بمقام بغداد شریف (۵۸۴ھ) میں بیعت سلسلہ کی اور پھر سترہ سال خرقہ خلافت پایا۔ آپ کا وصال بنارس ۱۴ چودہ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں غریب نواز کے وصال کے آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد ہوا۔ آپ کا مزار متصل دہلی ہرولی شریف میں زیارت گاہِ خلافت ہے۔ سالانہ عرس شریف بھی ہوتا ہے (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۔ حضرت صوفی حمید الدین ناگوری سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ میں ہوا۔ (خزینۃ الاصفیا)

۳۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (خلف اکبر خواجہ غریب نواز) آپ کے حالات پیچھے لکھے جا چکے ہیں۔

۴۔ شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر شریف پہنچے

۵۔ شیخ ابدال الدین کرمانی۔ سلطان مسعود غازی اور محترمہ بی حافظ جمال کے خلیفہ ہونے کی روایات گو صاحب مسالک السالکین نے ضعیف لکھا ہے۔ مگر صاحب "سیر الاقطاب" نے بی بی حافظ جمال کا خلیفہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ بقیہ ہر دو صاحبان کا خلیفہ ہونا تسلیم نہیں کیا۔

نہ پائے تھے۔ کہ قطب الاقطاب کا وصال ہو گیا۔ ان کا نام صاحب "مسائل السالکین" نے غریب نواز کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۵۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ یہ خلیفہ و مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے مگر غریب نواز کی طرف سے بھی مجاز تھے۔ صاحب "تذکرۃ الامصیاء" نے آپ کی تاریخ وصال دہم ربیع الثانی و بقول دیگر دہم رمضان المبارک ۶۶۸ھ لکھی ہے

از مسائل السالکین و خزینۃ الامصیاء

۶۔ حضرت شیخ وجہیہ الدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ "انتہاب الجہیر" نے آپ کی تاریخ وصال ۹ جمادی الآخر ۶۷۵ھ لکھی ہے آپ کا مزار شریف ہرات میں ہے۔

۷۔ حضرت برہان الدین عرف بدو رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۲ رجب ۶۶۲ھ میں ہوا مزار شہر الجہیر میں ہے۔

۸۔ حضرت شیخ احمد فہر رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ رجب ۶۷۵ھ میں ہوا مزار الجہیر میں ہے

۹۔ شیخ محسن رحمۃ اللہ علیہ - (مسائل السالکین)

۱۰۔ حضرت شیخ سلمان غازی رحمۃ اللہ علیہ (مسائل السالکین)

۱۱۔ حضرت شیخ شمس الدین فوقانی رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۷ صفر ۶۷۲ھ میں ہوا۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

۱۲۔ حضرت شیخ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (مسائل السالکین)

۱۳۔ اجیب ال جوگنی عرف عبد اللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ - غریب نواز کی دعا سے تاقیامت زندہ رہیں گے۔ از مسائل السالکین

۱۵۔ شیخ احمد تہرکی تاریخ وصال سوانح غریب نواز میں ۱۰ ربیع الثانی ۶۷۲ھ لکھی ہے غالباً یہی شیخ احمد تہرکی کے نام سے ہیں موسوم ہیں۔



صاحب "خرزینۃ الاصفیاء" نے حبیبی حضرات کو بھی آپ کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۱۴۔ حضرت شیخ علی بنجرى رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز آپ سے خلافت نامہ لکھا کر دیا کرتے تھے (ماہتاب اجیر) آپ کو قطب الاقطاب سے بہت محبت تھی۔ خاندان چشت کے تذکرہ میں آپ کا ذکر اکثر آیا ہے۔ آپ کا مزار شریف زیر مینار مسجد قوۃ الاسلام واقع ہے۔

(تذکرہ اولیائے ہند)

۱۵۔ خواجہ یادگار محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ وصال ۲۵ رجب ۱۰۲۸ھ ہے مزار اجیر میں ہے (سوانح غریب نواز)

۱۶۔ حضرت شیخ ہتایا متا رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز نے ان کے لئے دعائے اکرام کی تھی مخلوق میں اتنے عزیز ہوئے کہ لوگ ان کا بول براز تک بطور تبرک لیجاتے تھے (از خزانۃ الاصفیاء)

۱۷۔ شیخ وحید الدین خراسانی عرف شیخ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۹ جمادی الآخر ۱۰۲۵ھ میں ہوئی فراہ شریف ہرات میں ہے اسول غریب نواز

۱۸۔ سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ نہیں ہیں جن کا مزار شریف بہرائچ میں ہے) بلکہ یہ ایک سپاہی تھے اور یہ وردیشی سے نا آشنا تھے (خرزینۃ الاصفیاء سیر الاقطاب) سوانح غریب نواز میں ان کا مزار اجیر میں درج ہے۔

۱۹۔ بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز آپ کا تذکرہ نیچے گزر چکا ہے۔

۲۰۔ شیخ محمد ترکستان ناولی رحمۃ اللہ علیہ حبیب خزانۃ الاصفیاء آپ کا وطن ترکستان ہے۔ وہاں سے آکر ناول (علاقہ ریاست پٹیالہ) میں قیام فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ ہیں مگر آپ نے غریب نواز سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ آپ کی وفات ۱۰۲۷ھ میں ہوئی مزار شریف ناول میں زیارت گاہ غلابی ہے۔ مولف کو علم ہے کہ آپ کا سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔

۲۱۔ غالباً یہ وہ ہی ہیں جن کا نام بعض کتب میں سالار مسعود غازی بھی لکھا گیا ہے۔

۲۱۔ شیخ صدر الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (غزنیۃ الاصفیاء)  
آپ کے مزید خلفا یا ممتازانہ ہر چند کہ صاحب سیر الاقطاب "مسالک السالکین اور غزنیۃ الاصفیاء" میں  
مریدین صرت انہیں حضرات کو آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے چنگا اور دیگر اچکا

ہے مگر صاحب "ماہتاب الجمیر" نے مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ کہا ہے اور ان کی تاریخ ہائے  
وفات و مقامات مدفن بھی تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں یہی ان حضرات کا خلف یا ممتاز مریدین  
ہونا قریب قیاس ہے۔

مگر تاریخ و مقام حصول خلافت جو صاحب "سوانح عمری سلطان الہند غریب نواز" نے لکھے ہیں۔  
وہ کسی پرانے تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے اس لئے ہمیں ان سے اتفاق نہیں تفصیلات بموجب  
ماہتاب الجمیر وغیرہ حسب ذیل ہیں۔

۲۲۔ حضرت امیر بہان جی سداسہاگ رحمۃ اللہ علیہ مبلغ اسلام تھے تاریخ ۱۶ محرم ۱۱۰۰ھ  
میں وصال فرمایا مزار الجمیر شریف میں ہے حضرت اصغر قندھاری و حضرت احمد قہر آپ  
کے معاصرین ہیں۔

۲۳۔ حضرت اصغر قندھاری کی تاریخ وفات ۱۱۱۵ھ ہے۔

۲۴۔ مولانا ضیا الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۵۔ حضرت امام الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اشاعت اسلام میں حصہ لیتے تھے وطن  
سے ہندوستان آئے یہاں پیر کی خدمت میں رہ کر فیوض حاصل کئے۔ تاریخ ربیع الاول

آپ کا وصال ہوا۔ مزار مقدس الجمیر شریف میں ہے (ماہتاب الجمیر)  
۲۶۔ نیاز اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلفا میں سے ہیں خراسان میں پیدا ہوئے

۲۷۔ صاحب "ماہتاب الجمیر" مفتی انتظام اللہ صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے غریب نواز کے  
خلفا کی تاریخ ہائے وصال زیادہ تر ایک دو (دو) قلمی کتاب الموسوم بہ "مواقیت الفرائح" سے نقل کی ہیں (موصوف)

تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں بتایں ۱۵ ربیع الاول دارقانی سے انتقال کیا۔ مزار شریف اجیر میں ہے (ماہتاب اجیر)

۲۷۔ حضرت احمد شہاب کوئی آپ حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہم عصر ہیں (ماہتاب اجیر)  
 ۲۸۔ حضرت خواجہ محمد الدینؒ آپ بھی حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہم عصر ہیں (ماہتاب اجیر)  
 ۲۹۔ حضرت داؤد الدینؒ آپ بھی خلیفہ میں سے ہیں آپ کی سپرد اجمیر کے ہنود میں تبلیغ اسلام کا کام تھا آپ کے دربار سے راجپوت غریب نواز کے ہاتھ پر شرف یہ اسلام ہوئے بتایں انتقال ۲۸ رجب ۸۵۳ھ ہے مزار اجیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجیر)

۳۰۔ حضرت غلام ہادیؒ آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ بڑے مجاہد تھے آپ نے جہاد میں حصہ لیا۔ غریب نواز کے درود سے پہلے اجیر تشریف لائے اور بعد حصول خلافت آپ نے اشاعت اسلام کی خدمت بھی انجام دی۔ بتایں ارشوال ۸۵۳ھ میں وصال ہوا (ماہتاب اجیر)

۳۱۔ حضرت سلطان شاہ متوفیؒ آپ کی بتایں وصال ۱۹ جمادی الاول ۸۵۳ھ ہے۔ آپ حضرت غلام ہادیؒ کے معاصرین میں سے ہیں (ماہتاب اجیر)

۳۲۔ حضرت احمد خاں درانیؒ آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہم عصر ہیں۔ آپ کا وصال بتایں ۴ شعبان ۸۵۳ھ میں ہوا۔ (ماہتاب اجیر)

۳۳۔ حضرت قرآن احمد متوفیؒ آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہم عصر ہیں۔ آپ کی وفات چار ۲ رمضان ۸۵۳ھ میں ہوئی (سوانح عمری غریب نواز)

۳۴۔ حضرت قادر سعیدؒ آپ بھی غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی خدمات بھی اسلام کی اشاعت میں قابل قدر ہیں۔ آپ کا وصال ۱۹ رجب ۸۵۳ھ میں ہوا۔ مزار اجیر میں ہے (ماہتاب اجیر)

۱۵ آپ کا سنہ وفات ماہتاب اجیر نے ۸۵۵ھ لکھا ہے مگر جو کہ اس سنہ تک غریب نواز اجیر میں ہی نہیں آئے تھے اسلئے ۸۵۵ھ میں آپ کا بقام اجیر شریف انتقال کرنا قرین قیاس نہیں ۸۵۵ھ قرین قیاس ہے کہ آپ نے شہاب الدین غوری کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا ہو اور ۸۵۵ھ تک غریب نواز کے ساتھ رہ کر تبلیغ اسلام کی خدمت بھی انجام دی ہو۔

- ۳۵۔ حضرت شیخ احمد کابلیؒ۔ آپ نے بنارس کی طرف تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ آپ حضرت قادر سمیعؒ کے ساتھی ہیں۔ وفات آپ کی محرم ۱۱۵۶ھ میں ہوئی۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۳۶۔ حضرت اطہر خاں ترک دہلویؒ۔ آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۱۵۶ھ ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۳۷۔ حضرت سبحن علیخان حمقیؒ۔ آپ کا وصال ۹ ذی الحجہ ۱۱۵۹ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے
- ۳۸۔ حضرت فقیر محمد حمزہ دی غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ ۱۱۵۹ھ میں وصال ہوا
- ۳۹۔ حضرت احمد خاں غلزیؒ۔ آپ نے غزنوی کا فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ قنوج میں تبلیغ اسلام کی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تاریخ وصال ۱۸ ذی قعدہ ۱۱۶۳ھ ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۰۔ حضرت ہادی محمد غفرؒ۔ آپ کا ۱۶ ذی الحجہ ۱۱۶۹ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۱۔ حضرت نظام خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۲ رجب ۱۱۶۱ھ میں وصال ہوا (ماہتاب اجمیر)
- ۴۲۔ حضرت سوغی بہادر شاہؒ۔ آپ کا ۱۱ رجب ۱۱۶۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۳۔ حضرت مراد بیگ متعلؒ۔ آپ کا ۲۷ شوال ۱۱۶۳ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۴۔ حضرت محمد صفر بہاریؒ۔ آپ کا ۲۷ رجب کو وصال ہوا۔ سنہ نہ معلوم مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۵۔ حضرت شعبان خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۷ ربیع الاول ۱۱۶۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۶۔ حضرت مرد خاں ترکؒ۔ آپ کا ۱۶ شعبان ۱۱۶۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)
- ۴۷۔ حضرت نعمت احمد صفاؒ۔ آپ کا ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۱۶۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۸۔ حضرت محمود احمدؒ۔ آپ ۱۹ رمضان المبارک ۱۱۶۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۹۔ حضرت رما و اکبر شاہؒ = آپ کا ۲۱۔ صفر المبارک ۱۰۶۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر

شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۰۔ حضرت غریب صفرؒ = آپ کا ۱۸۔ شعبان ۱۰۶۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۱۔ حضرت شہاب دلیؒ = آپ کا ۸۔ شوال المبارک ۱۰۶۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۲۔ حضرت سرور احمدؒ = آپ کا ۱۸۔ رمضان المبارک ۱۰۶۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۵۳۔ حضرت ظہیر الدینؒ = آپ کا ۸۔ شوال المبارک ۱۰۶۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۴۔ حضرت سہ فیہ احمدؒ = آپ کا ۶۔ رجب المرجب ۱۰۶۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۵۔ حضرت معروف شہاب قریشیؒ = آپ کا ۱۹۔ صفر المبارک ۱۰۶۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر

شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۶۔ حضرت مجدد صفرؒ = آپ کا ۱۱۔ شعبان ۱۰۶۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۷۔ حضرت عبدالغفارؒ = آپ کا ۲۵۔ رجب المرجب ۱۰۶۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۸۔ حضرت عزیز احمد شاہؒ = آپ کا ۱۶۔ صفر المبارک ۱۰۶۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۹۔ حضرت مویشیوخ اعراقیؒ = آپ کا ۲۳۔ محرم الحرام ۱۰۶۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

- دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۰- حضرت کریم شعیبؒ = آپ کا ۲۰ محرم الحرام ۶۹۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔  
(ماہتاب الجیر)
- ۶۱- حضرت یثوب خاںؒ = آپ کا ۲۲ صفر المبارک ۶۹۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف  
لمتان میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۲- حضرت حسن داؤد جیؒ = آپ کا ۲۷ ذی الحجہ ۶۱۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار الجیسر شریف  
میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۳- حضرت کریم احمد شاہؒ = آپ کا ۱۳ ذیقعد ۶۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف  
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۴- حضرت ابوالفرح قریشیؒ = آپ کا ۲۳ صفر المبارک ۶۸۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف  
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۵- حضرت خواجہ احمد شاہؒ = آپ کا ۵ محرم الحرام ۶۴۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف  
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۶- حضرت شیخ محمد زاہد ترکؒ = آپ کا ۱۱ محرم الحرام ۶۲۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف  
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۷- حضرت فتح محمد فستارؒ = آپ کا ۹ جب المرجب ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار الجیر خیرین  
میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۸- حضرت خواجہ یلو کار خرمؒ = آپ کا وصال ۱۰ محرم ۶۴۲ھ میں ہوا (سوانح غریب نواز)
- ۶۹- حضرت خواجہ سیرا نگاریؒ = آپ کا وصال ۲۱ ذی الحجہ ۶۲۵ھ میں ہوا (سوانح غریب نواز)

## آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرکہ

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے ہندوستان کا کوئی شہر یا انہیں ملے گا جہاں آپ کی روحانی اولاد موجود نہ ہو۔ شہر کیا بلکہ چوٹی چوٹی اسلامی بستیوں تک میں یہ سلسلہ مبارکہ پہونچا ہوا ہے اگر کہیں چشتی نظامی کے نام سے معروف ہے تو کہیں چشتی صابری کے لقب سے مشہور ہے۔ آپ کے اس مقدس سلسلہ کی بے تعدد کثرت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر آپ کی روحانی اولاد میں داخل نظر آتے ہیں۔

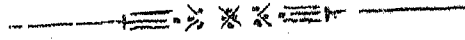
چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی مثلاً شاہ نظام الحق صاحب چشتی صابری کے حلقہ مریدین میں ہندو صاحبان بھی نظر آتے ہیں اور جادو داسے عبدالشکور شاہ صاحب چشتی صابری اور حافظ شاہ فیاض صاحب چشتی ڈوٹی وغیرہ وغیرہ کے مریدین میں آج بھی ہندو صاحبان بدستور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے حلقہ مریدین میں شامل پائے جاتے ہیں۔ صرف ہندو ہی نہیں بلکہ پارسی وغیرہ بھی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے آپ کے حلقہ مریدین میں شامل ہو کر فیوض روحانی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد تو بہت ہے جس کا تذکرہ مجھ سے آچکا ہے مگر دارال صاحب سلسلہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز ہیں حضرت قطب الاقطاب کے بھی بہت سے خلفاء ہوئے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہیں

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے خلفاء کی بھی تعداد خاصی ہے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت سلطان الشاہ حضرت نظام الدین دہلوی اور حضرت شیخ علاؤ الدین صابر کلیری ہیں۔ یہاں سے سلسلہ چشتیہ کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ نظامی کے نام سے مشہور ہوئی دوسری صابری کہلائی۔

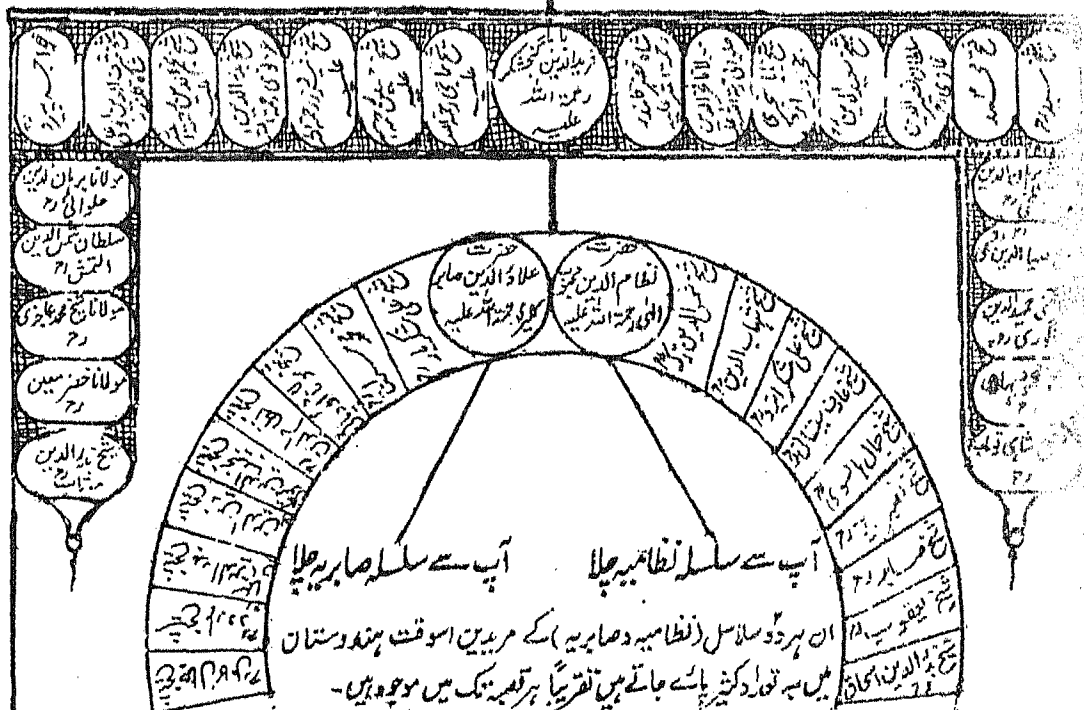
آگے چل کر حضرت مولانا فتح الدین دہلوی الموسوم بہ مولانا فتح صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں ایک شاخ حاجی نور محمد شاہ صاحب ہمار دی سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے۔

دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے جاری ہے یہ نیازی کہلاتی۔ جس طرح آپ کے سلسلہ کے مختصر حالات اور بیان کئے گئے اسی طرح یہ مناسب ہے کہ یہاں آپ کی روحانی اولاد کا ایک مختصر شجرہ بعیت بھی درج کیا جائے تاکہ دل چسپی اور وقفیت کا باعث ہو۔

ترتیب صاحبان سلسلہ حسب ذیل ہے۔







۱۔ (الف) ان حضرات کے علاوہ غریب نواز کے خلیفہ اور بھی ہیں جن کا مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

جس شخص پر غریب تھوڑا حضرت قطبیا لا قطاب اور بااثر پیدائش شکر کے مندرجہ بالا غلطی کی تھوڑا کے پیش نظر ان حضرات کے مریدین کی تھوڑا ہزاروں  
بگڑے لاکھوں کی قہر میں قیاس ہے۔

حصه دوم  
میرزا محمد

## شان فقر و درویشی

آپ کی بزرگی { حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہر سال اہمیر شریف سے واسطے زیارت خانہ کعبہ کے (بقوت روحانی) تشریف لیجاتے تھے۔ مگر جب آپ کا کام کمال کو پہنچا تو بغا ہر آپ اپنے حجرہ میں متکف رہتے تھے لیکن جو لوگ حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ شریف میں ہوتے ہیں اور صبح ہونے سے قبل واپس آکر نماز فجر اپنے جماعت خانہ میں ادا کرتے ہیں۔  
(مسالک سالکین)

آپ کی مقبولیت { ایک دن آپ حرم کعبہ میں ماضر تھے۔ ندا آئی اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں اور تجھے بخش دیا۔ اور جو کچھ چاہے مانگ تا کہ عطا کریں آپ نے عرض کیا خداوند! معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخش دے۔ ارشاد ہوا اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے یونیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے انہیں بخش دے گا۔

حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ معین الدین اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں (جو قیامت تک میرے سلسلہ میں ہوں گے) کو جنت میں نہ لیجائے گا۔  
(سیر الاقطاب)

عبادات مجاہدات { بمصدق ان احوال نبویؐ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ وَمَنْ مَكَانَ عَمْرًا فَالْهَدَىٰ كَمَالِ عِبَادَتِہِ یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں کامل ہوتا ہے آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک آپ نے شب میں استراحت نہیں فرمائی۔ اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا اور اس عرصہ میں سوائے قضاے حاجت کے برابر با وضو رہے آپ عمر گماشتا کے دھتورے صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔

سفر و حضر تک میں آپ دو قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک رات میں

پڑھ لیتے تھے۔ (مسالک السالکین وغیرہ)

عشق خدا کی چہرہ مبارک پر غمگینی اور اوداسی چھائی رہتی تھی۔ حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ میں بین برس تک حاضر خدمت رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ اب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند! جہاں کہیں درد (محبت) ہو اپنے بندہ معین الدین کو عطا فرما

میں نے ایک بار ازراہ گستاخی عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں فرمایا کرتے ہیں ارشاد ہوا حب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ عفو ہوتے ہیں اور اہل مسلمان کے لئے دلیل صحت ایمان ہے (مسالک السالکین)

ذوق سماع کی آپ کو سماع کا بہت شوق تھا کبھی محفل عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی آپ اکثر حالت ذوق و شوق میں بیہوش ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلاء و مشائخ کبار آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتے تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس عالی میں ایک بار بھی سماع سنا تھا صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا کبھی کوئی آپ کے سماع پر متحیر نہ ہوا۔ بلکہ اکثر علماء و فضلاء واسطے کسب فیوض کے حاضر مجلس ہوتے اور آپ کی حضور کی کوسادات جانتے تھے (مسالک السالکین)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت شیخ محمد کرانیؒ، شیخ محمد اصفہانیؒ، مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتیؒ، حضرت مولانا بہاؤ الدین بخاریؒ، مولانا محمد بنیادویؒ، خواجہ اہل بخاریؒ، شیخ سیف الدین ماجوریؒ، شیخ احمد بن محمد اصفہانیؒ، شیخ جلال الدین تبریزیؒ (مرید شیخ ابوسعیدؒ)، شیخ احمد الدین کرانیؒ، شیخ احمد حامدؒ، شیخ برہان الدین غزنویؒ، خواجہ سلیمانؒ، شیخ عبدالرحمن قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اور دیگر مشائخین بغداد و کائنات اکثر آپ کی پاؤں کیلئے آتے تھے ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ اور سب آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور حلقہ بگوش تھے۔

(از سیر الاقطاب)

۱۵ یہ مولانا جلال الدین بلخی رومی نہیں ہیں۔ کیونکہ حسب نفحات الانس مولانا موصوف کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے۔  
۱۶ شیخ احمد الدین کرانیؒ نے اگر آپ سے خرقہ پایا ہوتا۔ تو قطب صاحب انہیں آپ کے مجلس میں لکھتے اور اگر انہوں نے آپ کو خرقہ دیا ہوتا تو آپ کے عقیدت کیوں میں نہ لکھتے۔ (مؤلف)

ادب و تعظیم مرشد { ادب و تعظیم حضرت پر دستگیر آپ کے دل میں یہود اتم شکن تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے لیکن جب دہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑا ہو جاتے تھے حاضرین میسر ہوئے کہ بار بار اٹھ کر کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب اس کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُس طرف مرقہ مبارک حضرت پیر دستگیر کا تھا۔ جب میں اُس طرف دیکھتا تھا تو مجھ کو نظر آتا تھا۔ اس لئے میں تعظیم اٹھ کر اُٹھتا تھا۔ (از مسالک السالکین)

استغراق { آپ اکثر حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو انکھیں کھولتے تھے لگتے ہیں کہ اُس حالت میں جس پر نظر مبارک پڑتی دلی کال ہو جاتا، اور جو تین روز تک صحبت مبارک میں رہتا تھا کرامات ہو جاتا چنانچہ ایک شخص جو نہایت ہی فاسق و فاجر تھا بنظر امتحان حضوری میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے توبہ کرائی۔ اور وہ اسی روز اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

شان جمال { صاحب اقتباس الاثر کتاب اسرار السالکین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی حالت کبھی جمال اور کبھی جلال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو ایسے متفرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو حضرت شیخ دمولائی سبید نا حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی دقاصی القضاۃ قاضی حمید الدین قدس اللہ سرہا سامنے جاتے اور دست بستہ کھڑے ہو کر ہر آواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں باد از بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر اس پر کچھ آکا ہی نہ ہوتی تب لاچار شاہ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چارہ نہیں (مسالک السالکین)

شان جلال { اور جب مالک جلال کا غلبہ ہوتا تو دروازہ حجرہ کا بند کر کے مشغول ہو جاتے حضرت قطب الاقطاب اور حضرت قاضی صاحب دروازہ کے سامنے پتھروں سے پردہ کرتے۔ اور اس کے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے جن پتھروں پر نظر پڑتی وہ خاک ہو جاتے۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب پیچھے جا کر اقتدار کرتے اور جیسے ہی سلام پھیرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب بھاگتے اور چھپ جاتے تھے (مسالک السالکین)

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے خادم شیخ علی نام آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت وہ ایک شخص نے اگر ان کا دامن پکڑ لیا اور سخت سخت کناٹا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ”معاذ اللہ کیا ہے کیوں تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے۔“ اُس نے کہا کہ اُس پر میرا قرضہ ہے۔ ”دیتا نہیں“ آپ نے فرمایا ”اب دیدیگا۔“ اس کو چھوڑ دیا جانے دے۔“ لیکن اُس نے نہ مانا۔ اس پر آپ کو حلال آگیا اور ہار و شریف دوش مبارک سے اتار کر زمین پر ڈال دی وہ درہم دوینار سے بڑھو گئی فرمایا کہ ”جس قدر تیرا قرضہ ہے لے لے۔“ مگر خبردار زیادہ کا قصد نہ کرنا۔“ اُس کو طمع دامن گیر ہوئی کچھ زیادہ لینا جا چاہیے ہی ہاتھ دراز کیا۔ اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ بوقت اس حال کے وہ فریاد و زاری اور عجز و معذرت کرنے لگا۔ آخر آپ کو رحم آگیا اُس کی خطا معاف کی۔ اور اُس کا ہاتھ اچھا ہو گیا۔

**پابندی سنت** آپ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت پابند تھے اور بجان و دل اس کی رعایت بجالاتے تھے۔

**خوف خدا** قبر کا خوف اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کاہنتے اور روستے رہتے تھے قرأت تھے کہ لے لو گے اگر تم کو حال خفتگان زیر خاک ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کے کھڑے گل جھاؤ اور مثل نمک کے پانی ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا جو از حد مشغول اور صاحب کشف تھے۔ میں ایک روز اس کے ساتھ ایک قبر کے نزدیک بیٹھا تھا۔ اور اُس قبر کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا جیسے ہی اُن بزرگ نے یہ حالت معائنہ کی ایک چٹخ ماری اور گر پڑے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور مثل نمک کے پانی ہو کر ناپید ہو گئے میں نے جیسا خوف اُس بزرگ میں دیکھا دیکھا نہ کسی آفریدہ میں دیکھا نہ سنا۔ اُس روز سے میری یہ حالت ہے کہ ہیبت گوشت کا پتہ اور روتا رہتا ہوں (مسالک السالکین)

**در بارہ شہر میں مقبولیت** حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے بار بار فرمایا کہ ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ اور مجھے اسکی مہدی پر فخر ہے (انوار العارفین بحوالہ سیر العارفین)

**تحل و عفو** اخلاق کو بیان میں آپ تَخْلَقُوا بِأَخْلَاقِ اللہ کے بدرجہ اتم شیخ اور اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اخلاقی اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

تحل و عفو و درگزر و بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ کسی سے رنجیدہ یا آشفتمند نہ ہوتے تھے نہ کسی پر

عقبتہ فرماتے تھے۔

حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں جب تک آپ کی خدمت میں رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ایک بار کے جس کی تفصیل شان جلال کے سرنامہ میں درج ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص بہ نیت فاسد ایک چھری بغل میں دبائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور اشتیاق قیومی ظاہر کیا۔ آپ نے اس کے ارادہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ تو جس ارادہ سے آیا ہے اسے پورا کر اور جو وعدہ کر آیا ہے اسے ایفا کر۔ یہ سنکر وہ خوں سے کانپنے لگا عرض کیا کہ ”مجھے ایک شخص نے حضور کے مارنے کو بھیجا ہے لیکن تہ دل سے میرا یہ ارادہ نہ تھا“ کہہ کر اس نے چھری اپنی بغل سے نکال حاضرین کے سامنے ڈالی آپ نے فرمایا کہ اے شخص سب کا راز پوشیدہ رکھنا چاہیے ہرگز افشاء نہ کر۔ یہ سنکر وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھ سے بھاری خطا سرزد ہوئی ہے حکم ہو کہ مجھ کو سزا دی جائے یا مجھے قتل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جو بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے اور تو نے تو از خود کوئی بدی نہیں کی ہے“ یہ فرما کر اس کا سر اٹھایا اور اس کے واسطے دعائے خیر فرمائی وہ واصلان حق میں سے ہو گیا۔

(از مسالک السالکین)

عطا بخشش { ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا کہ۔ مانگو جو انگنا ہے کیونکہ قبولیت کا درگاہ ہے۔ ایک شخص نے دنیا مانگی۔ دوسرے نے عقبی مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہنچے۔ بعد ازاں آپ نے شیخ حمید الدین صوفی کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے خدا سے یہ طلب کیا ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے۔ شیخ نے کہا کہ بندہ کی کیا مجال ہے کہ سوال کے لئے زبان کھولے مولا کا چایا ہوا میرا چاہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی طرف توجہ فرمائی کہ تو بھی جو کچھ چاہے انگ لے انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ شعر

ہرچہ تو خواہی بخوام روئے سریر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآئم

آپ اُن دونوں سے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اَشْكَرُكَ مِنَ الْغَنَى وَالْفَقْرِ مِنَ الْتَعَفُّی وَالْمَوْصُولِ إِلَى اللَّهِ۔ سلطان التمارکین حمید الدین صوفی و قطب الدین قدوة الاولیاء قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی

اوسی اوسدن سے شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ مخاطب بخطاب سلطان التارکین ہوئے (خزینۃ الاصفیا)  
جو دو کرم { جو دو کرم کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ حضرت قطب صاحب  
 فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در اقدس سے محروم  
 جاتے نہیں دیکھا (مسالک السالکین)

حلم و تواضع { آپ بڑے حلیم و متواضع تھے اور منکسر المزاج تھے سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے جو ملنے  
 آتا اس سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے خاطر تواضع سے پیش آتے تھے اسکے (ریح و غم میں شریک جتے تھے  
 انسانی سہمردی فرماتے تھے (سوانح عمری غیب نواز)

بذل و سخا { آپ کے مطبخ میں روزمرہ اسقدر کھانا پکتا تھا کہ پھر کے تمام عباد و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے غلام  
 مطبخ خرچہ یومیہ کیلئے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کرتا آپ مصلیٰ کا گوشہ اوٹھا کر فرماتے کہ جسقدر آج کے خرچ  
 کیواسطے درکار ہو لیلے وہ موافق مقدار خرچ لے لیتا تھا اور کھانا پکوا کر غبار اور مساکین کو تقسیم کرتا تھا۔ سیطرح  
 دردیوئوں کا وظیفہ جاری تھا اور غبار و مساکین کو کھانا پہنچتا رہتا تھا اور کوئی مرہق یا حاجتمند آتا اور خواستگار  
 ہمت عالی کا ہوتا تو آپ نہایت کشادہ پیشانی اور لطف کرم سے اُس کا حال پوچھتے حاجت روائی فرماتے  
 دعائے خیر کرتے اور جو کچھ ادسکی قیمت کا ہوتا اسکو مصلیٰ کے بچے سے نکال کر عنایت فرماتے۔

(مسالک السالکین)

زہد و قناعت { آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے امر اوجہ کچھ مذکور تھے وہ سب آپ غبار میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔  
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرص و ہوا سے محفوظ رکھا تھا۔ (از سوانح عمری غیب نواز)

## محاشرت مقدسہ

خوراک { قوت آپ کی صرف بقدر لایکوت تھی ہمیشہ روزہ سے رہتے مجاہدہ کے زمانہ میں سات سات دن  
 بعد ایک نکرہ اعتکاف جو کی بروہی کا جو وزن میں پانچ مثقال سے زائد نہ ہوتا تھا۔ پانی میں بھگو کر تناول فرماتے۔ سفر  
 میں اکثر بھنا ہوا شکار کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (مسالک السالکین و گلزار ابرار)



لباس مبارکہ! لباس آپ کا جادو تائی تھا۔ جو بچہ کی ہوئی ہوتی ہی حب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا کپڑا پاک میسر ہوتا۔ بلاتاملی پوند لگا دیتے تھے۔ ہمیشہ لباس آپ کا پوند دار رہتا تھا۔  
(از سالک السالکین)

ذریعہ معاش! ابتداء میں باغ اور پنبہ کی آمدنی سے قوت بھری فرماتے تھے۔ اڑاں بعد تیر کمان چھاق ساتھ رکھتے تھے۔ اہل اس اکل حلال سے گزر اوقات فرماتے تھے۔  
معمولات سفر! آپ سفر میں عموماً ایک مددیش سے زیادہ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ اکثر غیر آباد مقام و گورستان میں قیام فرماتے تھے۔ جہاں کچھ شہرت ہو جاتی تھی وہاں تو قف فرماتے تھے۔ (سالک السالکین)

## مشاغل مجموعہ

(الف) تبلیغ اسلام و فیضان معرفت

سرور عالم صل اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مجمع کلمات صوری و معنوی ہے اگر ایک طرف آپ صاحب رسالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولادت بھی نظر آتے ہیں چنانچہ آپ نے حسب استعداد طلب مخلوق کو دونوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بالآخر محمد الرسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں آیا۔ اور معرفت الہی کا گنج مخفی اولیائے کرام نے پایا۔  
علمائے ظاہر میں علم شریعت سب کو ملا مگر علم معرفت ان میں سے بعض کو میسر ہوا۔ اولیائے کرام میں علم معرفت سب کو حاصل ہوا اور علم ظاہری انہیں سے بعض کو ملا۔ علمائے ظاہر نے دلائل اور برہان پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ اولیائے کرام سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ اور ان حضرات کے بالمشاہدہ معرفت الہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔

حضور نواب غریب نوازؒ کی ذات اقدس ہی بلطف سید الکونین صلعم ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بغیر محمدی وہ دینی خدمات انجام دیں جنکی سرور عالم صل اللہ علیہ وسلم نے حجاز مقدس میں شمال قائم فرمائی تھی یہ خدمات یوں تو علمی قدم و مراتب اکثر علماء صوفیا عجیبین نے انجام دیں مگر غریب نوازؒ

کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود کو دہرا کر عالم کی سنت تبلیغ کی مکمل جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بلکہ یہاں بعض امور میں عرب سے بھی زیادہ دقیق سامنے تھیں وہاں مبلغ کے پاس ہاں کے لوگوں کی آمدرفت تھی اور مبلغ کیساتھ پہلے سے رشتہ یکائیت قائم تھا۔ علاوہ ازیں ملک حجاز میں دی زبیاں رائج تھیں جو مبلغ اعظم کی محنتی یہاں برضات اسکے مبلغ سے موانعت ہونا تو درکنار بلکہ اتنی مغفرت تھی کہ لوگ صورت دیکھنے اور جسم کے چھو جانے کے رد و ادارہ تھے دوسری شکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی اہل ہند کی زبان ہندی تھی چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر ایک نئی زبان (جسکی تفصیل آگے درج ہے) وجود میں آئی۔

اور غریب نواز رحمہ نے بہ اکرام خداوندی و بقیض رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہند الہی کا باب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا۔ شعر

نائب مصطفیٰ دریں کشور : رشک پیغمبر ایں معین الدین

آپ صرف بذات خود ہی یہ خدمت عظیم انجام نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی ذات گرامی یہ مبارک کام مریدین اور وابستگان سے بھی لیتی تھی۔ اور تبلیغ اسلام کا ایک شاندار کامیاب نظام آپ نے قائم فرمایا تھا۔ یہ تبلیغ بالسیف نہ تھی بلکہ بالتصرفات روحانی بذریعہ اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ انہما حق کے ساتھ تھی اور محافل سماع اس تبلیغ میں غیر مالوس کو مالوس اور موسیقی کے دلدادہ غائبین کو حاضر کرنے میں بہت مفید ثابت ہوئی جیسا کہ اوپر بالتفصیل لکھا جا چکا ہے (کہ یہاں کے لوگ موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے بلکہ عبادت تصور کرتے تھے) اسلئے جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے ہم محافل سماع کو فرحت بخش مبلغین اسلام بالموسیفی کا خطاب دیں تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ آپ کی ذات اقدس بہت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں

۱۔ مولف کے اس شعر پر درگاہ شریف کی محفل سماع میں اعتراض کیا گیا مگر امیر شریعت دکن حضرت مولانا عبدالقادر صاحب و

امیر شریعت بہار شریف اور مجلس علمائے دکن و اجمیر نے شعر کے چاروں مصرعوں مطابق شریعت ہونے کے فتاوے صادر کئے۔

۲۔ جبکہ حسب امر الاقطاب غیرہ حضور غریب نواز کا بعد از شریف اور دیگر مقامات پر سماع سنا ثابت ہے۔ تو ہندوستان میں سماع ترک کرنے

کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ نیز آپ درگاہ میں اب تک سماع ہونے سے ثابت ہے کہ آپ نے ہر ماہ حیات ظہری ہندوستان میں ہی سماع سنا۔

کرتی تھی بلکہ علم معرفت کا گنجینہ عطا کر کے حق شناس بھی بنا دیتی تھی آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بہت تعداد کثیر لوگ مشرف  
باسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل اولیاء اللہ اور صاحبان دلاہت ہوئے۔

ہر الفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینہ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کے زمانہ تبلیغ  
میں جہاں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی نظر آتی ہے۔ وہاں ایک بڑی تعداد اہل معرفت یعنی آپ کے مریدین  
اور خلفاء کی بھی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

چنانچہ جینارودھانی سلطان الہند نے اجمیر دہلی اور اطراف و جوانب میں تبلیغ کا کام شروع کیا تو بہت سے  
عقیدہ تمندوں نے باشکال مختلف اس خدمت میں حصہ لیا۔ مگر آپ کے خلفاء۔ اہل قرابت اور مریدین نے خصوصیت  
سے اس اسپلانی خدمت کو انجام دیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد دہلی کی گئی۔  
مستورات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظہ جمال کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے خسر سید وجیہ الدین اور آپ کے برادر نسبتی میراں سید حسین خٹک سوار نے اس خدمت متبرکہ میں نمایاں  
حصہ لیا۔ چنانچہ صاحب سیر لاؤلیا لکھتے ہیں کہ ہزاروں مرد و زن آپ سے ہدایت پاتے تھے اور امیر حسین معروف بہ  
سید وجیہ الدین اور امیر حسین خٹک سوار کے ذریعہ سے اسلام قبول کرتے تھے مگر آپ حضرات مسلک صوفیہ  
کے مطابق کسی کو ازراہ حکومت اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے تھے جسکی مرضی ہوتی ایمان لاتا۔  
اور جس کی مرضی نہ ہوتی ایمان نہ لاتا۔

(ماخوذ احسن السیر مالک لسانکین۔ سیر الاقطاب وغیرہ)

آپ کے مریدین میں سے بھی داؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں تبلیغ الاسلام کی خدمت انجام دیتے رہے  
اور حضرت قاضی سعید کے ذمہ بنارس کے اطراف کی تبلیغ تھی۔ (از ماہتاب اجمیر)

حضرت امام الدین دمشقی اور حضرت نیاز اللہ خراسانی نے بھی خدمت تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا (ماہتاب اجمیر)  
آپ کی ہدایت سے عرب و شرقائع شاہ عین الدین حبشی کہیں بیک وقت سات سو آدمیوں کا مشرف باسلام ہونا  
پایا جاتا ہے۔ تو کہیں سرسبز آوروہ ہنود کا ایمان لانا ثابت ہے۔

ایک دفعہ آپ بہت خانہ کی طرف سے گزر رہے تھے۔ وہاں سات مالدار آدمی پوچھا میں مصروف

تھے جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو نظر کے شکار ہوئے۔ آپ کے قدموں پر گرے اور مشرف باسلام ہوئے

(ازوقائع شاہ معین الدین)

سب سے زیادہ قابل قدر یہ چیز ہے کہ صرف آپ کی حیات ظاہری تک یہ تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں ہوا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفائے خاص نے آپ کی اس سنت محمود کو جاری رکھا اور اس وقت سے اب تک برابر آپ کے اہل سلسلہ یہ خدمت علی قدر استعداد کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ آج تک آپ کے فیوض روحانی اور تصرفات باطنی سے تبلیغ اسلام و اشاعت شریعت اور تعلیم علم و معرفت کا کام بفضل تعالیٰ جاری ہے۔ (ماخوذ از احسن السیر و ماہتاب الجہیر)

**سیر العارفین کا بیان** آپ کی تبلیغ کے زیر اثر چند ہی دن میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد میں ہو گئی ہزاروں بندگان خدادولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ کوئی دن مشکل سے ایسا ہوتا تھا کہ مقامی یا بہرہ نئی ہندو کی کوئی جماعت آکر مشرف باسلام نہ ہوتی ہو اس باب میں صاحب سیر العارفین کا بیان حسب ذیل ہے

ترجمہ

اصل عبارت

بیشتر کفار نامدار از ان دیار بہ برکت آثار زبدۃ الاسرار  
شرف ایمان مشرف شدند و بیشتر کہ ایمان نیاداروند  
نذر فتوح بجد و عد بحضرت ایشا فرستادند  
اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس  
زبدۃ الاسرار غریب نوازم کے فیض سے مسلمان  
ہوئے اور وہ بہت سے لوگ بھی جو ایمان نہیں لائے  
تھے آپ کی جناب میں نذر گردانے لگے تھے۔

**ہندوستان میں اسلام** حضور خواجه غریب نواز کے تصرفات باطنی و فیوض روحانی۔ اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلانے کہ ہندو تلوار۔ اگر یہاں اسلام بڑھتا تو پھر پھیلتا ہوتا کہ جتنے۔ بہمن۔ اچھوت اقوام میں سے آج کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو اپنے آبائی دھرم پر ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہو جتنے کہ سب سے زیادہ ہندو اور ڈرنے والی قومیں بھی مانی گئی ہیں۔ مگر خلافت اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور ٹھاکر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان بہادر اور جانناز لوگوں کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے بلکہ ایسا کہنا غیور اور بہادر راجپوتوں اور ٹھاکروں کی تہلیل کرنا ہے۔

**آپ کی دعوت اسلام** غریب نواز نے جو دعوت اسلام اجمیر کے راہبر پرتھوی راج کو دی تھی وہ آخر رنگ کے مخصوص اثرات لاکر رہی اچھکیں پشتوں کے بعد پرتھوی راج کی اولاد نے اسلام قبول کیا اور سبل سنگھ کے پسر جمر خاں سے یہ سلسلہ چل کر راجہ محمد لویف علی خاں اور راجہ اجمیر خاں تک پہنچتا ہے۔  
(ماخوذ از مہرۃ اللہ)

چنانچہ ہمارے اوپر کے بیان کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ راجہ پرتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی بلکہ اپنی جان دینا گوارا کیا اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ واپس لیتا قبول نہ کیا مگر راجہ کی اولاد نے بغیر کسی تلوار، کھڑا اور حکومت کے لالچ کے اسلام قبول کیا (مولف) **اردو زبان کی ابتدا** یہ امر سہ ہے کہ غریب نواز اور آپ کے ہمراہی فارسی بولتے تھے دہلی اور اجمیر کی زبان بھاشا یا مار واڑی تھی۔ ایسی حالت میں تبلیغ اسلام مشکل تھی اسلئے تبلیغی ضرورت کے پیش نظر کچھ دن بعد فارسی اور بھاشا ملی ہوئی ایک زبان مطالب سمجھنے کے لئے وجود میں آئی۔ جس کے ذریعہ آپ کے مقاصد اہل ہند سمجھ لیتے تھے اور اپنا معروضہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد شاعری لکس میں اس مخلوط زبان کا رائج ہونا حضرت امیر خسرو کے کلام سے بھی ثابت ہے چنانچہ بعض جگہ اگر ایک مصرعہ آپ نے بھاشا میں لکھا ہے تو دوسرا فارسی میں یا کہیں ایک کھڑا فارسی میں ہے تو دوسرا بھاشا میں۔ لہذا قرین قیاس ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا ذریعہ بھی اس وقت یہی مخلوط زبان تھی اور آگے چل کر جہانگیر کے زمانہ میں یہی زبان لشکری ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ بن کر اردو کہلائی۔ اس لئے اردو کے موجد حقیقی بابائی اول حضور غریب نواز رحمہ ہیں۔ نیز اردو کا مٹانا ملکی ضروریات کے منافی ہے۔

## اب مذاق سخن اور آپ کی تصانیف مبارکہ

**ویوان معین** بزرگان دین نے ولولہ عشق حقیقی سے متاثر ہو کر اکثر اشعار کی صوت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ نے بھی اس سنت جاریہ کے پیش نظر اپنے جلالہاد و جد طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی

میں اپنے جذبات قلبی واردات محبت اور مشاہدات حقیقت کا بصورت اشعار اظہار فرمایا ہے ہر چند کہ ایک گروہ دیوان معین کو معین الدین کا شفی کی تصنیف کہتا ہے۔ آپ کا نتیجہ فکر نہیں مانتا مگر شوکت کلام زبان حال سے کہہ رہی ہے یہ معنوی عارف کا کلام نہیں بلکہ اس میں بنی اعلیٰ مقامات معرفت نکات تصوف اور فنا کے نامہ کا اظہار کیا گیا ہے وہ آپ ہی جیسے عالی مرتبت اہل اللہ فرما سکتے ہیں چنانچہ آپ کی شعر گوئی کی صاحب کشکدہ اذکر کی مندرجہ ذیل روایت بھی تائید کرتی ہے موصوف فرماتے ہیں۔

”خواجہ معین الدین چشتی۔ اوزا کا بر صوفیہ والا سلسلہ عالیہ چشتیہ مرید شہاب الدین غوری و سلطان شمس الدین التمش و مرقدش اجمیر امت۔ از دست“

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند	معتوقہ کرشمہ کہ نیکو است کند
ماہرم دخطا کنیم اولطف و عطا	بہر کس چیزے کہ لایق دوست کند
لے بعد نبی بہ سر لو تاج بنی	لے داد شہان ز تیغ تو تاج بنی
ان تو کہ معراج تو بالا تر شد	یک قامت احمدی ز معراج بنی

اس لئے بوجہات مندرجہ بالا ہماری رائے میں موجودہ دیوان آپ ہی کے جذبات صادقہ فکر بلند اور اعلیٰ ترین سیرجہوتی۔ ملکوئی اور لایوتی کا نتیجہ مبارک ہے منکرین دیوان نے بلا کسی دلیل کے صرف آپ کا ہمنام ہونے کی وجہ سے اس دیوان کو معین الدین کا شفی کا دیوان بتایا ہے۔ مگر اس کی تائید میں کوئی قابل قبول ثبوت کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اس لئے ہم اس دیوان کو غیب نواز کی نسبت سے مجروح نہیں کہہ سکتے۔

اس کے علاوہ آپ کی تصانیف سے ہندوستان میں چار رسالے اور ہی ہیں تفصیلاً حسب ذیل ہیں۔

کنجی الاسرار المعروف بہ گنج الاسرار یہ رسالہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے شمس الدین التمش کو

بلا یہ کتاب لا بکری علی گڑھ میں ہے۔

عریذ کرنے کے بعد اس کی تعلیم و تلقین کیلئے آپ سے لکھوایا ہے جسکی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ رسالہ مذکور میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بزرگان سلف کے اقوال پیش کرتے ہوئے معرفت کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے تاہم موجودہ ملفوظات ہیں۔ قلمی نسخہ کہیں کہیں بتلاش بسیار دستیاب ہو جاتا ہے۔ مولف نے خود یہ رسالہ قلمی دیکھا ہے۔

**انہیں الارواح** { اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ یہ دراصل جزو شجرہ ہے پہلے حضرات ہی سمجھ کر اس سے فیضیاب ہوتے تھے مگر آجکل یہ چیز نظر نہیں آتی اگر اب انہیں سلسلہ حضور خواجہ اعظم کا حکم سمجھ کر اپنے پیران عظام کی تعمیل ارشاد و سنت جان کر بطور جزو شجرہ اپنے پاس رکھیں تو موجب صدمہ کات ہے۔

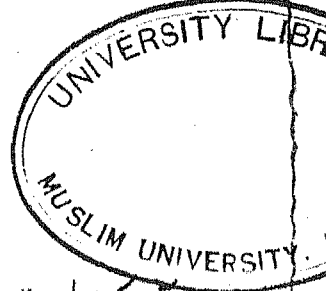
یہ رسالہ مطبوعہ ہے اور زبان اسکی فارسی ہے مگر اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے بڑی باریکت تصنیف ہے۔  
**حدیث المعارف** { یہی آپ کی مصنفہ کہی جاتی ہے مگر کتاب نادا الوجود ہے۔ (سوا سخ عمری غریب نواز)۔  
**رسالہ موجودیہ** { یہ بھی نایاب کتاب ہے آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔ (سوا سخ عمری غریب نواز)۔  
**دیگر تصانیف** { ان کے علاوہ آپ کی اور تصانیف بھی ہیں۔ چنانچہ صاحب سبع سنابل فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف اطراف و نواح خراسان میں بہت ہیں۔ (مسالک السالکین)۔

ممکن ہے حدیث المعارف اور رسالہ موجودیہ خراسان میں عام طور سے ملت ہو (مولف)

## تعلیم و تلقین صوبی و معنوی

### (الف) فیضانِ صحبت

آپ کی مجالس قدسیہ میں ہمہ قسم کی تعلیم تلقین ترغیب و ہدایت مقدسہ نہایت خوش اسلوبی سے ہوا کرتی تھیں خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے پاکیزہ چلے اور متبرکہ ارشادات اپنے کانوں سے سنیں اور بصدق الصمیمیت تاثیر استفادہ حاصل کرتے تھے۔ ہر خرد و بالمشافہ فیض صحبت تو



اُس ذکر و ریاضیہ کہاں ممکن تاہم غریب فواز کے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے پیش نظر آج کل بھی آپ کے فیضان صحبت اور ارشادات متبرکہ کا اعادہ صد فیوض و صد برکات سے خالی نہیں ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ترغیب مجاہدہ { حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر پیرس مجلس ارشاد فرمایا جب میں شیخ الاسلام بخدمت مرشد { سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ سے پیوستہ ہوا اور بیعت کا شرف پایا۔ آٹھ سال کی مدت تک آنحضرت کی خدمت گزاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی نہ دن کو دن جانانہ رات کو رات۔ جہاں آنحضرت مسافت فرماتے دعا گو آنحضرت کا جامہ خواب اور نونہ سفر سر پہ لئے ہمراہ رہتا تھا۔ پیر مرشد نے اس درویش کی خدمت دیکھ کر وہ نعمت عطا فرمائی۔ جس کی کوئی حد نہایت نہیں ہے (دلیل العارفین)

بعد ارشاد فرمایا جس نے پایا خدمت سے پایا۔ مرید کو چاہیے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ پیر ناز و ادراد و ظالمت وغیرہ کے متعلق فرمائے اس کو گوش و ہوش سے سنئے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہنچے جہاں پیر مرید کا مشاطہ ہے کیونکہ جس امر کی پیر مرید کو ترغیب دیکھا وہ حصول کمال کے لئے ہوگی۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ برادرِ مہربان شیخ شہاب الدین سہروردی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اپنے پیر و مرشد کا سامان سر پر رکھے ہوئے سفر حج میں جاتے تھے اور واپس آتے تھے آخر انہوں نے وہ نعمت پائی جس کی حد نہ انتہا نہیں۔ اور اس نعمت کو جو شیخ موصوف نے پائی لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب ادائیگی فرض و سنت { پیرس مجلس ارشاد فرمایا کہ امام ابو لیث سمرقندی نے جو امام فقیہ ہیں اپنی کتابا تیس میں لکھا ہے کہ روزانہ آسمان سے دو فرشتے نیچے آتے ہیں ایک بام کعبہ پر کھڑے ہو کر باوازیلندہ کرتا ہے اس کے لوگو سنو اور سمجھو جو خدا کا فرض ہے ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا فرشتہ بام ظہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے لوگو سنو اور سمجھو کہ جو شخص سرورِ عالم کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے



ارشاد فرمایا ایک مرتبہ مسجد کبریٰ میں افراد کے اولیاء اللہ کے ساتھ حاضر تھا۔ وضو میں انگلیوں میں غلال کر نیلے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا یہ بھی ایک سنت ہے بلکہ سرور عالم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو انگلیوں میں غلال کرتے کی طرف منوجہ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ اہل شیرازی کے پاس بیٹھا تھا۔ نماز شام کا وقت ہو گیا۔ خواجہ موصوف نے وضو کیا مگر انگلیوں میں سہواً غلال نہیں کیا۔ ہائف غیب نے آواز دی کہ اے خواجہ اہل ہمارے محمد (صلعم) سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو۔ اُن کے اُمّی ہو۔ لیکن اُن کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ بعد ازاں خواجہ اہل نے پامندی سنت کی قسم کھائی۔ اور اُس دن سے مرتے وقت تک اُن سے کوئی سنت ترک نہ ہوئی۔

ایک روز خواجہ اہل شیرازی کو بہت پریشان دیکھا میں نے دریافت کیا کہ کیا اجزا ہے فرمایا کہ جمدن انگلیوں میں غلال کرنا فوت ہوا تھا۔ اُس دن سے حیران ہوں کہ کل بروز قیامت سرور عالم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ایک مرتبہ وضو کے وقت دود فہر ہاتھ دھونا فراموش ہوا اور نماز ادا کی۔ اس شب میں سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا۔ ارشاد ہوا کہ عجب بات ہے کہ تیرے وضو میں نقص تھا۔ خواجہ موصوف اُس خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ پھر وضو کیا اور اس قصور کے کفارہ میں ایک سال تک پانچ سو کعتیں روزانہ پڑھیں۔

مزار یا مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ سنت ہے کہ داہنا پاؤں اول مسجد میں رکھیں اور چپ باہر جائیں اول بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالیں۔ (ازدلیل العارفین)

ترغیب طہارت ارشاد فرمایا کہ جو لوگ عارف ہیں اور دوست کی محبت میں متغرق رہتے ہیں ان کے متعلق مرقوم ہے کہ جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے فرشتہ کو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے پاس رہو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خداوند اس بندہ کو بخش دے کہ یہ نیک ہے اور طہارت کے ساتھ سو یا ہے (ذیل العارفین)

اس موقع پر فرمایا کہ طہارت عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ باطہارت تہہ خستہ اسکی روح کو زیر عرض میں بھجائے ہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو مست فور پہنایا جائے۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے

کہ یہ نیک بندہ ہے جو باطہارت ہو یا تھا۔ مگر جو بے طہارت سوتا ہے اُس کی روح کو آسمان اُڑنے سے گرا دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ عالم بالا پر لیجا یا ماوے اور خدا کے تعالے کو سجدہ کرے (دلیل العارفین)۔  
**ترغیب شستن بعد نماز فجر** { بر سر مجلس فرمایا کہ سرور عالم ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز شیطان نے کہا کہ جب میں فرشتوں میں موجود تھا تو میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہے گا اور ذکر حق میں مشغول رہے گا اور اشراق کی نماز ادا کرے گا اوس کے اگر ستر ہزار آدمی بھی ہوں گے تو بخندے جائیں گے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ میں نے فقہ الاکبر میں بردایت امام المتقی امام ابوحنیفہ کو فی پڑھا ہے کہ ایک شخص چالیس سال سے کفن چڑا کر تھا آخر وہ مر گیا۔ لوگوں نے اوسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے خلق متحیر ہوئی اور اُس سے دریافت کیا کہ تو کفن چور تھا تو نے ایسا کون سا عمل کیا ہے جو یہ سعادت نصیب ہوئی اُس نے جواب دیا کہ میرا یہ ورد تھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھتا تھا تو آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہتا تھا اور اشراق کی نماز پڑھ کر متصلے پر سے اٹھتا تھا اللہ تعالیٰ نے ذرا سی بات کو قبول فرما کر بہت بخشش فرمائی اور اُس کی برکت سے مجھے بخشید یا میری بدی کو معاف کر دیا اور اس درجہ پر پہنچایا۔ (دلیل العارفین)

**ترغیب معرفت** { فرمایا کہ عارفوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتے ہیں اور جس وقت عار و تبسم کرتا ہے تو عالم ملکوت میں مقربان اوسکے سامنے آتے ہیں اور وہ اُن کو دیکھ کر ہنستا ہے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ عار و پر یہ حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں عرش و حجاب عظمت تک ملے کرتا ہے اور دہاں سے حجاب کبریا تک پہنچتا ہے اور دوسرے قدم میں واپس آجاتا ہے اس موقع پر غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا یہ عارفوں کا کمتر درجہ ہے اور کاملوں کے درجہ کو خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں پہنچتے ہیں اور کیسے واپس آتے ہیں۔ (دلیل العارفین)

**ترغیب نماز** { آپ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔ گو منزل کاہ غریت کے قریب نماز میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے **”الصَّلَاةُ مَعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ“** یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔

فرمایا کہ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور کہنے میں یعنی نمازی علی قدر جو عیت قلب قرب حاصل کرتے ہیں راز کہنے کا موقع سوائے نماز کے اور نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”المصلیٰ نیاجی ربہ“ یعنی نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے راز کہتا ہے۔ اسی موقع پر فرمایا کہ نماز بندگان کے لئے خدا کی امانت ہے پس بندہ ان کو چاہیے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی گنہگار واقع نہ ہو۔ یعنی رکوع و سجدہ شرط کے مطابق بجالا دے۔ اور تمام ارکان نماز بخوبی ادا کرے۔

فرمایا کہ کتاب صفوۃ مسعودی میں میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی نماز بخوبی ادا کرتا ہے یعنی رکوع و سجدہ قنوتہ جلسہ دلچسپ کا حق ادا کرتا ہے تو فرشتے اس کی نماز کو آسمانوں پر لیجاتے ہیں اُس سے نور ظاہر ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو فرشتے زیر عرش پہنچاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اُس کے لئے بخشش کے خواستگار ہو جس نے میرا حق اچھی طرح ادا کیا ہے۔

پھر حضور غریب تو از چشم پر آپ ہوئے اور فرمایا کہ جو نماز میں حق نماز ادا نہیں کرتا انہیں نماز کو جب فرشتے اوپر لیجاتے ہیں آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اس نماز کو لیجاؤ اور اس کے پڑھنے والے کے لئے پیر اور دوپس نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ اے پڑھنے والے خدا نے تجھے اس طرح صانع لیا جس طرح تو نے مجھے صانع کیا تھا۔

اس محل پر ارشاد فرمایا کہ بخارا میں میں نے یہ حکایت دستار بندوں سے سنی ہے (ایک مرتبہ کسی نے سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتا دیکھ رہے ہیں اور وہ رکوع و سجدہ کا حق پورا ادا نہیں کرتا جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ کتنے روز سے اس طرح نماز پڑھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چالیس سال سے سرور عالم نے فرمایا کہ اس چالیس سال میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی اس عرصہ میں نرم مر جاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے“

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان غفرلہ فی قدس سرہ العزیز سے سنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیاء اولیاء اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہو گا پس جو نماز سے عہدہ برآ ہو گا خلاصی پائے گا۔ اور جو اس کے جوہر کا صر ہے گا عذاب و دوزخ میں مبتلا ہو گا۔ (دلیل العارفین)

**ترغیب حلال غسل چھائیت** شیخ بہاؤ الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین سہروردی کی موجودگی میں پیر  
مجلس ارشاد فرمایا کہ جنابت ہر بال کے نیچے ہوتی ہے اس لئے ہر بال کے نیچے پانی پہونچانا چاہیئے تمام بالوں کو اچھی  
طرح تر کرنا چاہیئے کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو غسل کو نہ والے کا جسم اس کے ساتھ قیدیت کے دن دشمنی  
کرے گا۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ قتادیہ ظہیر میں میں نے پڑھا ہے کہ آدمی کا منہ پاک ہے اور سبالت جنب وہ اگر پانی  
پینا تو وہ پانی پلید نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مومن یا کافر بے طہارت ہو یا جنب و حیض کی حالت میں ہو تب بھی اس کا منہ  
پلید نہیں ہوتا۔ بعد ازاں اسی موقع پر فرمایا کہ ایک وقت سہروردی عالم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نے آپ سے  
سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی حالت جنب میں ہو اور گرمی کا موسم ہو اور اس کے کپڑے پلید سے تر ہو جائیں تو  
وہ پلید ہو جائیں گے یا نہیں۔ سہروردی عالم نے ارشاد فرمایا کہ پلید نہیں ہونگے کیونکہ آب و ہن پاک ہے اور کپڑے اس  
سے آلود ہوں تو پلید نہ ہوں گے۔

بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان فاروقی قدس سرہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جب حضرت  
آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے اور بی بی حوا سے خلوت کی تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے آدم  
اللہ اور اپنے آپ کو دھو یعنی غسل کر۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا تو فرحت و خوشی حاصل ہوئی۔  
پوچھا یہ کیا اجر ہے جبرائیل نے جواب دیا کہ اے آدم تیرے جسم میں غننے بال ہیں ان کے برابر یک سالہ عبادت  
کا ثواب ملے گا اور ہر قطرہ پانی جو تیرے جسم تک پہونچا ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ  
وہ قیامت تک عبادت کرے اور اس کا ثواب تجھے ملے

بعد حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل یہ ثواب صرف مجھے ملے گا یا میرے فرزندوں  
کو بھی جبرائیل نے کہا تمہارے فرزندوں میں سے جو مومن ہوں گے اور حلال سے غسل کریں گے ان کے لئے بھی تمہارے  
برابر اجر ملے گا۔

یہ فرما کر غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ یہ فوائد اس کیلئے ہیں جو حلال کے بعد غسل کرے۔ لیکن  
وہ گرد و جو حرام کے بعد غسل کرتا ہے اس کے ہر جوئے جسم کے برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اور  
آب غسل کے ہر قطرہ سے ایک غمبشت پیدا ہوتا ہے جس غمبشت سے جو بدی قیامت تک ہوگی وہ زنا کر نیوالے

کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی

**ترغیب شریعت - طریقت** راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے جب کہ طالبان راہ معرفت و حقیقت شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجا لادیں اور وہ برابر تجاویز و تفادات نہ کریں تب طریقت تک پہنچتے ہیں اور جب اس مرتبہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت

سابقین بجالاتے ہیں اور کسی وقت اس سے تجاویز نہیں کرتے تب وہ مرتبہ معرفت تک پہنچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہوتے ہیں اور روشنائی پیدا ہو جاتی ہے جب اس مقام پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چہارم میں گزر رہوتا ہے وہ مرتبہ حقیقت ہے اس مقام پر پہنچنے کے بعد جو کچھ مانگا جاتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عارث وہ ہے جو دونوں جہان ترک کر کے مجرّد ہو جائے اور مقام فدائیت پر پہنچے کیونکہ جو اس مقام پر ہوتا ہے وہ دو جہان سے بیگانہ ہو جاتا ہے **ترغیب صدق** ارشاد فرمایا جو کون کو سیر کرتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہو جاتے

ہیں۔ اور ہر حجاب کا فعل ایک دوسرے سے پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہوتا ہے (دلیل العارفین) **ترغیب صدق و ترک** ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھوٹی قسم کھاتا ہے اپنے گھروالوں کو ویران کرتا ہے اس کے **درد و غلوی** گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

فرمایا بغداد کی جامع مسجد میں میں نے مولانا عہد الدین بخاری (جو بڑے نیک تھے) سے یہ حکایت سنی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدائے عزوجل نے دوزخ کی صفت میں بیان فرمایا۔ ”اے موسیٰ میں نے دوزخ میں ہادی وادی پیدا کی ہے اور وہ ساؤں دوزخ ہے۔ اس میں سخت عذاب ہے۔ اور وہ بہت پرہیزگار ہے نیز اس میں سانیہ و بچہ و گندک کے پہاڑ ہیں جنہیں دوزانہ جلا یا جاتا ہے پس اے موسیٰ اگر اس کبریت کا ایک قطرہ دنیا میں اجائے تو تمام دنیا کا پانی خشک ہو جائے اور ان کی تیزی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور زمین کے ساؤں طبق اس کی گرمی سے پھٹ جائیں اے موسیٰ اتنا سخت عذاب ہم نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے ایک وہ گردہ جو تارک نماز ہے دوسرے وہ لوگ جو میرے نام کی چھوٹی

قسم کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ محمد اسلم طوسی ایک بزرگ تھے کسی وقت انہوں نے حالت سکر میں سچی قسم کھائی مگر جب وہ عالم صحو میں آئے دریافت کیا "کیا میں نے آج قسم کھائی ہے" لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمائی گئے آج میرا نفس اس سچی قسم کھانے کی وجہ سے خیر ہو گیا کل اور قسم کھائے گا اور یہ عادت ہو جائیگی۔ بعد ازاں انہوں نے اس سچی قسم کے کفارہ میں پچالیس سال کسی سے بات نہیں کی۔ اس دعا گو نے التماس کیا کہ اگر کچھ کام ہو اگر بے ثواب اور شاد کرو دیا کریں (دلیل العارفین)

ترغیب خیر خدا { حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک شہر میں پہونچا جو شام کے نزدیک ہے شہر کے باہر ایک غار تھا ایک بزرگ اس میں رہا کرتے تھے ان بزرگ کا نام شیخ محمد اولو احمد غزنوی تھا سو اے پڑیوں کے ان میں کچھ نہیں رہا تھا سیما دہ پر بیٹھے تھے اور دو شیر اون کے سامنے کھڑے تھے دعا گو شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا ان بزرگ کی نظر مجھ پر پڑی آواز دی کہ آؤ درو نہیں۔ جب قریب پہونچا سر جھکایا اور بیٹھ گیا پہلی بات ان بزرگ نے یہ فرمائی کہ اگر تم کسی کے ضرر رسائی کا قصد نہ کر دے تو وہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہونچائیگا شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کیجئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے سب اس سے ڈرتے ہیں شیروں کیا مقدور جو اس سے نہ ڈریں۔

ترغیب خدمت درویشاں { پھر فرمایا کہ درویش کہاں سے آنا ہوا۔ میں نے کہا بغداد سے۔ فرمایا خوب عزت و نماز حضور می قلب { اے لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ ہو جاؤ۔ بعد ازاں ان بزرگ نے فرمایا کہ خلقت سے عزت کریں ہو کر چند سال سے اس غار میں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گزر گئے میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے فرمایا نماز۔ جب میں نماز پڑھتا ہوں یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی حقیقت کیا جو میں پڑھتا ہوں کیونکہ اگر درہ بھر شرط نماز فوت ہو جائے تو میرا سب کیا ہو ابلے کا رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ درویش اگر حق نماز ادا کیا تو بڑا کام کیا در نہ عمر غفلت میں گزری۔

وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب { چند شخص سمرقند سے آئے ہوئے بیٹھے تھے کہ مولانا بہاؤ الدین بخاری حاضر خدمت

ہوئے بعد ازاں احمد الدین کرمانی آئے اور سر تیا ز زمین پر رکھ دیا نماز میں تاخیر کرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اُن مسلمانوں پر افسوس ہے کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتے اور ہزار ہزار افسوس ان پر جو مولیٰ کی بندگی میں تعلید نہیں کرتے اس موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

میں ایک شہر میں پہونچا وہاں کے مسلمانوں میں یہ رسم تھی کہ نماز کے وقت سے پہلے مستعد ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہنے لگے کہ اس میں یہ مصلحت ہے کہ جب نماز کا وقت آئے ہم فوراً نماز پڑھ لیں۔ اگر ہم مستعد نہ ہوئے اور نماز کا وقت گزر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ امام یحییٰ حسن زندقہؒ کے روضہ میں واسطۃ کے اندر میں نے پڑا ہے اور اپنے استاد مولانا حامد الدین بخاریؒ سے بھی یہ حدیث سنی ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کسیر الکبائر الجمع بین الصلوات یعنی بزرگ ترین گناہ نماز فریضہ تاخیر سے ادا کرنا ہے

**فیض صدق محبت** اس دن مجلس میں شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود تھے اس بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ محبت میں صادق کون ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اسکو بغبت قبول کرے پھر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ جبیر شوق و اشتیاق استقدر غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اسکے سر پر نہیں تپیں تب بھی اسکو خبر نہ ہو۔

بعد ازاں خواجہ اجل شیرازیؒ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کر کے آگ میں جلا میں تب بھی وہ دم نہ مارے۔

ازاں بھر سیف الدین باخرزیؒ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ مشائخ دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔

اس پر غریب نوازؒ نے فرمایا کہ یہ سنی شہاب الدین سہروردیؒ سے ملتا ہوا ہے میں نے آثار اولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک مہاجر بلوچ بھری خواجہ حسن بصریؒ ایک دینار اور عوامی شیخ یعنی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین پھر

میں ایک جگہ بیٹھے تھے اور صادق محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی خواجہ حسن بھری نے فرمایا کہ مولائی محبت میں وہ صادق ہے جو منجانب دوست دروازہ نصیب آنے پر صبر کرے۔

راہِ بھری نے فرمایا کہ اے خواجہ اس سے بڑے خودی آتی ہے مالک دینار نے کہا کہ مولائی دوستی میں وہ صادق ہے کہ جو ہر بلا و جفا منجانب دوست وارد ہونے پر رونا طلبی میں رہے اور اُسپر راضی رہے اور بھری نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ہونا چاہیے خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہو جائے پھر بھی دم نہ مارے اور بھری نے فرمایا کہ الم و حزن وارد ہونے پر بھی جو مشاہدہ دوست کو قراؤش نہ کرے وہ صادق ہے۔

تہقہہ سے باز رہنے مجلس میں ہنسنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا تہقہہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے کی غریب گورستان میں ہنسنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ وہ عبرت کی جگہ ہے نہ کہ ہنر و بازی کا سرور عالم نے خبر دی ہے کہ جب کوئی گورستان میں گزرتا ہے اُس سے روتے کہتے ہیں کہ ”اے غافل اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے کیا درپیش ہے تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گر جاتا اس موقع پر غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک وقت کرمان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ بڑے مشغول اور پیر منتہی تھے۔ القرم ان کے پاس پہونچ کر سلام کیا اور دیکھا کہ وہ بہت ہی نحیف و زار تھے بات بھی کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ ادن بزرگ سے دریافت کروں کہ آپ اس قدر ضعیف کس وجہ سے ہو گئے ہیں چونکہ وہ دشمن صغیر تھے اس لئے انہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ اے درویش ایک دن دوستوں کے ساتھ گورستان میں سے گزر رہا تھا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا قصاراد ہاں کوئی مٹی کی بات ہوئی اس پر تہقہہ کے ساتھ خندہ زنی اس قبر سے گواہ آئی کہ اے غافل صبیہ یہ مقام (گور) درپیش ہو۔ ملک الموت جیسا حلیہ ہو اور زینہ پاک جس کے موٹس سائب پچھو ہوں او سکھنے سے کیا کام جب میں نے یہ سنا تو ر ہاں سے آہستگی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے یار کے ہاتھ جو مکراد سے رخصت کیا اور اُس غار میں آکر مقیم ہو گیا اور آج تک اس بات کی ہیبت سے بچل رہا ہوں چالیس سال سے بوجہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھا



پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ (جن کا نام عطا سلمیٰ تھا) نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ استغفر کیوں روتے ہیں کہنے لگے گو رکے ڈر اور ہیبت قیامت کی وجہ سے پھر دریا کی طرح آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہنے لگے شرم گناہ کی وجہ سے میں نے زیادہ گناہ کئے ہیں اور مجلسوں میں قبضے لگائے ہیں اس وجہ سے آنکھیں اونچی نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔

ترغیب گر یہ خواجہ فتح موصلیؒ جو اہل طریقت میں سے تھے آٹھ سال تک روتے رہے یہاں تک کہ ان کے رخساروں کا گوشت پوست گر گیا تھا اذن کے دھال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا پوچھا آپ کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا کہنے لگے مجھے زیر عرش جگہ دی گئی۔ میں نے لڑائی ترساں سجدہ شکر ادا کیا خطاب ہوا کہ فتح اتنا کیوں روتے تھے کیا ہمیں غفار نہیں جانتے تھے میں نے سجدہ میں سر رکھ کر عرض کیا کہ خداوند اتنے غفار مانتا ہوں مگر ضبط قبر ہیبت قیامت اور درشتی ملک الموت کی وجہ سے رونا تھا بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے ڈرنے کی وجہ سے تجھے ایمن کیا اور بخش دیا۔

ترغیب اجتناب فرمایا اے عزیز جنت در خلق میں مشغول رہتے ہو اس قدر اپنے کام (یا خدا) از صحبت عوام میں مصروف نہ ہو تو کیا کہنا۔ کیونکہ جس قدر خلق سے مشغولی ہوتی ہے حد سے باز رہتا ہے۔

ترغیب زاد راہ فرمایا ہم سب کو سفر آخرت در پیش ہے زاد راہ کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ ایمان سفر آخرت سلامت لیجائیں۔

قبرستان میں کھانے پینے فرمایا کہ قبرستان میں برائے ہوائے نفس کھانا پینا بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ وہ سے باز رہنے کی ترغیب جگہ عبرت کی ہے نہ کہ ہوائے نفسانی کی اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ امام بیہی الوائجر زندہ دسی کے ردھنہ میں میں نے سرور عالم کا یہ ارشاد لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص قبرستان میں طعام و شراب کھاتا پیتا ہے وہ ملعون و منافق ہے بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن خواجہ حسن بصریؒ کا قبرستان سے گذر ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو دہان کھانے اور شراب نوشی میں مصروف دیکھا خواجہ موصوف ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم منافق

ہو یا مسلمان۔ یہ بات ان کو شافی گذری اور آپ کو ایذا پہنچانا جاہلی آپ نے اُن سے فرمایا میں نے اس وجہ سے کہا کہ سرورِ عالم کا ارشاد ہے ”جو شخص قبرستان میں کباب و شراب کھاتا پیتا ہے وہ منافق ہے کیونکہ یہ مقام ہیبت و عبرت کا ہے تم دیکھتے ہو کہ تم سے بہتر لوگ اس خاک کے نیچے سو رہے ہیں اور موروں کے زنداں میں محبوس ہیں اُن کا گوشت پوست گل کران کا جمال خاک میں مل گیا ہے تمہیں بھی ادنیٰ کی طرح تمہارے عزیز سپرد خاک کر دینگے تمہارا کیسا دل ہے کہ تم اس جگہ کھانا پینا کرتے ہو اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہو غریب لوازم سے یہ سُنکر نوجوانوں نے توبہ کی کہ پھر ایسا نہ کریں گے۔

لہو و لعب سے یا نہ { غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں نے ریاچین نہیں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم رکھنے کی ترغیب { کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو قہقہہ اور لہو و لعب میں مصروف تھے۔ سرورِ عالم کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور فرمایا کہ اے عزیز و کرام تم مرنے سے امین ہو گئے ہو سب نے کہا یا رسول اللہ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اعمال سے خلاصی پائی کہا نہیں کیا تم پل صراط سے گزر چکے اُنہوں نے کہا نہیں ”ارشاد فرمایا پھر کیوں غافلوں کی طرح لہو و لعب میں مصروف ہو۔ سرورِ عالم کی نصیحت سے ان پر اثر کیا اس کے بعد اُن لوگوں کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کو نہ ستانے { اہل سلوک کے نزدیک اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ بلا وجہ کسی مسلمان کو آزار پہنچانے کی ترغیب { کیونکہ اسلامی برادر کو رنجیدہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور سرورِ عالم اور اللہ تعالیٰ کی رنجش کا باعث ہے اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک زمانہ میں ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھی اور بندگان خدا کو ہلاک کرنا اور ستانا شروع کیا۔ ایک مدت کے بعد لوگوں نے اُس کو بغداد کی مسجد کنکری میں کھڑا دیکھا۔ اُس کے سر اور ریش کے بال پر گندہ خاک آلود تھے تمام ساعدہ قرینہ ختم ہو گیا تھا جسم پر خاک تھی ایک شخص نے اسے پہچان کر دریافت کیا کہ تو وہی بادشاہ ہے جو کہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا تو مجھ کو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرے متعلق کیا جانتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے تجھے نعمت اور دولت کی مالیت میں دیکھا کہ خدا کے بندوں کو تو معاف نہیں کرتا تھا اور ظلم تعدی کا ہاتھ تو نے دما ز کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں اون ایام میں

میں بے وجہ لوگوں کو رنج ہو چکا تھا لوگوں پر جو ستم کئے تھے ان کی یہ سزا دی گئی۔

لوگوں کو بُرائی سے { فرمایا ایک وقت میں نے دریا کے کنارہ ایک صومعہ دیکھا جس میں ایک بزرگ رہا کرتے  
لڑکے کی ترغیب } تھے میں نے اس صومعہ میں داخل ہو کر سلام کیا۔ اُن بزرگ نے اشارہ سے سلام کا

جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر میری طرف منہ کر کے کہنے لگے اے درویش پچاس برس ہوئے مخلوق سے

گنوارہ کر کے اس جگہ عزت گردیں ہوا ہوں جس طرح تم مسافرت میں ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ایک شہر میں

پہنچا ہاں سینے دیکھا کہ ایک دنیا دار لوگوں کو بہت ستارہا تھا میں نے اس سے کچھ نہ کہا اور اس کو اس

فصل سے باز نہ رکھا بلکہ چشم پوشی کی غیب سے آواز آئی اے درویش اگر تو خدا کے لئے اس دنیا دار سے

یہ کم دینا کہ ظلم زیادتی سے باز آؤ تو میرا کیا بگڑتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈرا کہ دنیا دار تیرے ساتھ مسلوک ہونا بند

کر دے گا جب سے یہ ظلمی آواز سنی ہے غایت و شرمندگی سے اس صومعہ میں مقفل ہوں اور یہاں سے

پاؤں باہر نہیں نکالا۔ اور اس اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پریش کی گئی تو

کیا جواب دوں گا۔ میں اے درویش اس دن سے میں نے تم کھائی ہے کہ کہیں باؤں کا تاکہ نہ کچھ دیکھوں

اور نہ اس کے متعلق قیامت میں گواہ بننا پڑے اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اور ایک کاسے

اشام دو جو کی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور اُن بزرگ اور دعا گو نے ایک جگہ افطار کیا

جب چلنے لگا تو انہوں نے دو سبب مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت کئے۔

رفیق القلبی کی ترغیب { زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نخواستہ خدائے تعالیٰ کا ذکر منکر یا کلام

مجید پڑھ کر دل نرم نہ ہو اور اعتقاد ایمان زیادہ نہ ہو اسکے بلکہ وہ ہو و لعبہ میں مشغول رہے۔ تو اہل سک

کے یہاں یہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ جو اس کے مطابق ہیں وہ مومن ہیں اور جو اس سے ہٹے

ہوئے ہیں منافق ہیں اس موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن سرور عالم کا گزرا ایک قوم پر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہیں مگر

ہو و لعبہ میں مبتلا ہیں اور ذکر خدا سے ان کا دل نرم نہیں ہوتا پس سرور عالم وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا

یہ منافقوں کا طائفہ سویم ہے۔ کہ کلام ربانی سن کر ان کا دل نرم نہیں ہوتا۔

فیضانِ عشق { فرمایا کہ ابراہیم خواہم کا گذر ایک جماعت پر ہوا۔ وہ لوگ ذکرِ خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدا سے غز دل کا نام سنا ان کی حالت اسقدر ذوق و شوق کی ہو گئی کہ بے ہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔ اور انہیں اپنی اسطلق خبر نہ رہی۔ ہر بار جب ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالمِ بہوشی میں مستغرق ہو جاتے۔ سات شبانہ روز اسی حال میں رہے پھر جب ہوش آیا تجدد و وضو کے دو گناہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کہا پھر ہنسا اور دھایا اور وصل بحق ہوئے غریب نوازی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ قطعہ فرمایا۔

”عاشق ہوا ہے دوست بہوش ہو  
دیر باد محبِ خویش مدہوش ہو  
نہر داکہ بحشہ خلق حیران باشند  
نام تو درون سینہ و گوشتش ہو“

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی کی خانقاہ میں چند درویش حاضر تھے اور دعا گو بھی موجود تھا تو ان مذکورہ بالا بیت پڑھ رہے تھے۔ دعا گو اور ان درویشوں پر ایسا کیف طاری تھا کہ سات شب دروز بحالت مدہوشی برابر رقص کرتے رہے ہر مرتبہ جب قوال چاہتے تھے کہ دوسرا بیت شروع کریں ہم دہی بیت پڑھواتے تھے ان درویشوں میں دو درویش اسقدر بے خبر ہوئے کہ وہ زمین پر گھڑے ہوئے اور غائب ہو گئے۔ مگر ان کا خرقہ برقرار رہا۔

والدین اور اولاد کے ساتھ خوش { بر سر مجلس مجوسہ کی شیخ مبال و حضرت محمد و حدیثی وغیرہ ارشاد اسلوبی سے پیش آئیںکی ترغیب { فرمایا کہ پانچ چیزوں کا دیکھنا اہل سلوک کے نزدیک عبادتِ حق ہے اولاً صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا دوسرا اپنی اولاد کو محبت و برکت کی نظر سے دیکھنا بہتر عبادت ہے۔ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی و قرب کیلئے کرتی ہے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو اولاد اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہائے مکش دیتا ہے۔

اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب میں ایک جوان کو جو

گنگار مر گیا تھا درمیان حاجیوں کے بہشت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر متعجب ہوا اور پوچھا یہ مرتبہ تو نے کہاں سے پایا تو نے تو دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر میری ایک ضعیفہ ماں تھی جب میں مکان سے باہر جاتا تھا اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتا تھا اور بوسہ دیتا تھا۔ بعد ازاں باہر جاتا تھا۔ میری ماں مجھے یہ دعا دیا کرتی کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو بخش دے اور حج کا ثواب عطا فرمائے حق تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول فرمائی مجھ کو بخش دیا اور حاجیوں میں شامل فرما دیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ بایزیدؒ بٹماٹی سے دریافت کیا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا جب میں سات سال کا بچہ تھا مسجد میں استاد سے قرآن پڑھا کرتا تھا جب میں اس رتبہ پر پہونچا (دوبالوالدین احساناً) تو اپنے استاد سے اس رتبہ شریفہ کے معنی دریافت کئے۔ استاد نے فرمایا کہ آئندہ جل شانہ کا حکم ہے کہ اولاد کو اپنے باپ کی خوب خدمت کرنا چاہیے جس طرح میں تمہارا پروردگار ہوں اسی طرح انہوں نے تجھ کو پالا ہے۔ جب استاد سے یہ سنا تو میں بیٹا بنانا کے پاس آیا اور اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے ماں میں نے آج اپنے استاد سے ایک ایتہ شریفہ (جو حکم خدا تھا) کے معنی سمجھے تو فوراً حاضر ہوا اور سر نیا ز آپ کے قدموں پر چھو کر فرمان خدا کی تعمیل کی اب حکم خدا میں آپ کا سچا غلام ہوں مجھے قبول فرمائے۔ یہ سن کر والدین پر وجد طاری ہو گیا اور ان دونوں نے دو گانہ ناز شکر ادا کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا لہذا یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو میرے ماں باپ کی دعا کا صدقہ ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ سر میں ادھی رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ میں پانی بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر لے گیا مگر والدہ سو گئیں تھیں۔ جب آخر شب میں بیدار ہوئیں مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا انہوں نے ہاتھ پکڑ کر پانی کا پیالہ مجھ سے لینا چاہا مگر چونکہ سردی کا موسم تھا اور بوجہ زیادہ سردی کے کوزہ میرے ہاتھ سے چپک گیا تھا اس لئے جب انہوں نے پیالہ اٹھایا تو میرے ہاتھ کی کمان اگڑ گئی۔ والدہ نے مجھ کو بڑی بے چینی کے ساتھ اپنی بغل میں لے لیا میرا منہ چوما اور کہا اے جلدن مادر تو نے بڑی تکلیف ڈالی پھر میرے واسطے یہ دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو اس کو بخش دے اور اس پر اپنا فضل فرما اور اپنی

قربت عطا کر۔ ان کی اس دعا کو جو انہوں نے بڑی بے چینی کے عالم میں کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھ کو یکایک نعمتیں عطا فرمائیں۔

ترغیب زیارت و تلاوت قرآن فرمایا کہ دویم کلام مجید کا دیکھنا عبادت ہے۔ کیونکہ شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے جو کوئی کلام مجید کو دیکھے یا پڑھے اس کو خدا کے تعالیٰ دو ثواب عطا فرماتا ہے ایک زیارت کلام کا دوسرا پڑھنے کا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور دس برائیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

دعا گو (قطب صاحب) نے عرض کیا کہ سفر اور رٹائی میں کلام مجید پاس رکھنا چاہیے یا نہیں۔ فرمایا پہلے اسلام اس قدر ترقی پذیر نہیں تھا اس لئے سرور عالم نے قرآن مجید ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ مسابدا کفار کے قبضہ میں پہنچ جائے اور وہ بے حرمتی کریں مگر اب یہ زمانہ اسلام کی قوت کا ہے اس لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کلام اللہ شریف پاس رکھنا چاہیے۔

ترغیب ادب کلام مجید ارشاد فرمایا سلطان محمود غزنوی انار اللہ ربانہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگے ایک رات میں ایک دوست کے یہاں وہاں ہوا تھا۔ طاق میں کلام اللہ شریف رکھا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ یہاں قرآن مجید رکھا ہے یہاں سونا بے ادبی ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ قرآن مجید اس مکان سے باہر بھجوں مگر فوراً دل میں یہ خیال گذر کہ قرآن پاک کو اپنے آرام کے لئے علیحدہ کرنا بھی تو بے ادبی ہے پس میں نے اپنے ہونے کے واسطے دوسری جگہ تجویز کی یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور قرآن مجید کا ادب کرنے کے باعث مجھے بخش دیا۔

فرمایا قرآن مجید کے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ ناظر کی آنکھوں میں کہی درد نہ ہوگا بہر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ مصلے پر بیٹھے تھے اور قرآن شریف ان کے سامنے رکھا تھا۔ کہو کہ وہ وقت ان کے تلاوت کرنے کا تھا اور قرآن مجید سامنے رکھا تھا مگر تلاوت کے وقت مشغول تلاوت نہ تھے۔

یکایک ان کی بینائی جاتی رہی وہ میرے پاس آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں نے بہت دوا کی مگر کسی طرح شفا نہ ہوئی۔ اب حاضر خدمت ہوا ہوں اور تمنا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں چونکہ اس موقع پر

میر وقت تلاوت ہونے کی وجہ سے کلام مجید سامنے موجود تھا ان کو قبلہ رو کھڑا کیا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور کلام مجید لپٹے ہاتھوں میں لے کر ان کی آنکھوں سے ملا اور فاتحہ شریف پڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں پر دم کیا اور خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کو بینائی عطا فرمائی ان کی آنکھیں چراغ کی مانند روشن ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا جامع الحکایت میں لکھا دیکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک جوان فتنہ و فجور میں مبتلا تھا تمام مسلمان اس سے بیزار ہو گئے تھے۔ پھر خدا اس کو سمجھایا جاتا تھا۔ مگر وہ کسی کی نصیحت نہیں مانتا تھا۔ البزمن جب وہ مر گیا تو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے کمر میں زرنگار پیشی لگی ہے۔ اور لباس فاخر پہنے ہوئے ہے اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو بہشت میں پہنچا دو۔ بزرگ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے تو اپنی زندگی فتنہ و فجور میں گذاری تھی پھر تجھے یہ دولت کیسے نصیب ہوئی کہنے لگا مجھے دنیا میں صرف یہ ایک نیک کام ہوا ہے کہ جب میں قرآن مجید کو دیکھتا تھا کھڑا ہو جاتا تھا تعظیم کرتا تھا۔ اور اس کو عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ صرف کلام پاک کی عظمت کرنے کے باعث خدا نے تعالیٰ نے میرے سب گناہ بخش دئے اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

ترغیب دوستی علماء و مشائخ کبار

پھر فرمایا تیسرے یہ کہ کوئی شخص عالم بزرگ کا چہرہ عزت کے ساتھ دیکھے۔ خدا نے تعالیٰ ایسے وقت ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے دل میں محبت اور دوستی علمائے کبار کی ہوتی ہے خدا نے تعالیٰ اس کو ہزار سالہ عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر اس درمیان میں اس کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کو علما کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور مقام اس کا علین ہوتا ہے۔

فرمایا فنا کوئے طیب میں سہ درجہ عالم یہ ارشاد لکھا دیکھا ہے کہ علمائے کرام اور اولیائے عظام کی زیارت کرنے کے لئے جنتی المقدور بہشت کو ستمش کرے اگر سات دن یہ عمل جاری رکھے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو یاد حق کے ساتھ شب بیداری کرے۔

پھر فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص ایسا گذرا ہے کہ وہ جب ملکا یا مشائخ کو دیکھتا تھا ملکا پھر لیا کرتا تھا

زیارت کعبہ کی ترغیب { بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ چوتھے خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت ہے اور کعبہ کا دیکھنا ایک قسم کی عبادت ہے سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ دیکھنے کی نیت سے جانا ایک قسم کی عبادت ہے کعبہ دیکھنے والے کو ہزار سالہ عبادت اور حج کا ثواب ملتا ہے اور اولیائے کرامت میں شمار کیا جاتا ہے ترغیب زیارت { پھر ارشاد فرمایا کہ پانچویں اپنے پیروں پر مشد کے چہرہ کی طرٹ دیکھنا اور خدمت میں مصروف خدمت مشد { رہنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کیونکہ بحوالہ کتاب ”معرفت المریدین“ حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک دن بھی اپنے پیر کی ایسی خدمت کرے جیسا کہ حق ہے تو خدا تعالیٰ اوس کو جنت میں ہزار محل موتی کے عطا فرمائے گا ہر محل میں اس کو چوریں خدمت کے واسطے ملیں گی اور قیامت کے دن جنت میں بے حساب بائیکا۔

چاہیے کہ جو کچھ پیر و مرشد کی زبان سے سُننے اس پر ایمان و دل سے متوجہ ہو اور جو ناز و دُعا دے وہ پیر فرمائے دہ ادا کرے۔ اور برابر پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر خدمت کرے۔ اگر متواتر کا مقدور نہ ہو تو حتی المقدور بحال لائے۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک بزرگ تھے جو سو سال سے خدا کے تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ دن میں روزہ رکھتے تھے رات قیام میں گزارتے تھے اور آنے جانے والوں سے کہتے تھے کہ کلام مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی ای خدا کے بندوں خدا نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ کھانے پینے اور عبادت سے غافل رہنے کیلئے۔ پس اے مسلمانوں ہمارے لئے ضروری ہے کہ سوائے عبادت خدا کے اور کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہوں۔



المختصر جب اون بزرگ کا وصال ہوا لوگوں نے اونہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگے بخندیا۔ پھر پوچھا کس محل سے جواب میں کہا کہ میں رات و دن جو کچھ کرتا تھا یعنی اپنے آپ کو بیدار رکھتا تھا اور کسی وقت اپنے آپ کو آرام نہ دیتا تھا وہ سب اعمال پسندیدہ نہیں ہوئے۔ مگر میری بخشش کا سبب خدات پیر و مرشد کی بجا آوری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا جو نکر تو نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اس لئے ہم نے تجھے بخندیا۔

اہل اللہ سے واسطہ بعد ازاں غریب نواز آنکھوں میں آنسو بھلائے اور فرمانے لگے قیامت برحق اسدن رکھنے کی ترغیب اذ لیا اللہ مشائخین و صدیقین اپنے کاندھوں پر کبل ڈالے ہوں گے اور کبل میں سو ہزار ڈورے ہونگے۔ ان کے مرید فرزند اور اہل سلسلہ کبل کے اون ڈوروں سے ٹک جائیں گے جب مخلوق حساب کتاب سے فارغ ہو جائیگی حق تعالیٰ اون مقدس حضرات کو اپنے اکرام بے پایاں اور فضل لامتناہی سے ایسی قوت عطا فرمائے گا کہ وہ بجماعت پلصراط کے پاس پہنچ جائیں گے اور اپنے اپنے کھیل کو پکڑ لیں اور دیش اور اون کے مریدین پلصراط کے تیس ہزار سالہ راستہ کو آن واحد میں طے کر لیں گے۔ اور سب اپنے آپ کو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا پائیں گے۔ اور انھیں دوزخ کی آگ کی گرمی تک بھی محسوس نہ ہوگی۔

ترغیب دین محمدی شیخ برہان الدین چشتی۔ شیخ محمد اصفہانی اور چند درویش بغداد کی جامع مسجد میں جو تھے۔ آپ نے اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ خدائے عزوجل نے بہت سے چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں کہ آدمی ان میں مبتلا ہو کر حیران ہو جائے بعد ازاں یہ واقع بیان فرمایا۔

سرور عالم نے چاہا کہ اصحاب کیف سے میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ہم نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ آپ دنیا میں اونہیں نہ دکھیں البتہ قیامت میں ضرور ان سے ملاقات ہوگی۔ اگر آپ چاہیں تو ان کو آپ کے زمین پر ادھکڑوں سرور عالم نے اس ارشاد سے مطلع ہو کر ایک کلی زمین پر بچھا دی اور چند صحابیوں کو اس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ کلی (اوڑاکر) انہیں اصحاب کیف کے غار تک لے گئی۔ ان حضرات (جن میں حضرت علی اکرم السلام علیہ وسلم بھی شامل تھے) نے اصحاب کیف کو دیکھا اور سلام کیا۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات سے ملاقات کرنے کیلئے

ان کو نیند سے بیدار کر دیا تھا پس انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر صحابہ کرام نے ان پر اظہار دین محمدی کیا۔ صحابہ کیف نے اس دین پاک کو قبول کیا۔

**ترغیب اطاعت** { ارشاد فرمایا کہ رحمت حق سے کوئی چیز بید نہیں۔ مگر انسان کو لازم ہے کہ اطاعت حق حق تمالے { تعالیٰ میں قصور نہ کرے۔ اور اس کو کسی حال میں نہ بھولے۔ اس سے قرب حاصل کرے۔ ازال بعد انسان جو چاہے گا وہ ہو جائیگا۔ پھر آپ نے چشم پر آب ہو کر یہ حکایت بیان فرمائی

ایک دن میں اپنے مولا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور بہت سے دیگر مدرسہ لیش بھی موجود تھے۔ حضور خواجہ اعظم بزرگان دین کے مجاہدات کا تذکرہ فرمانا چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک بہت نحیف و ضعیف شخص زمین پر پڑھا ٹپکتے ہوئے آئے اور سلام عرض کیا سلام کا جواب دیا اور حضور خواجہ اعظم نے کھڑے ہو کر بہت محبت کے ساتھ اوٹھیں اپنے سینہ سے لگایا پھر اپنے پہلو میں جگہ دی۔ ان بزرگ نے اپنا یہ قصہ بیان کیا۔ کچ پورے تیس برس گزر گئے کہ میرا لڑکا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اس کی محبت میں میرا حال بہت خراب ہے اور یہ درد حضرت کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔ اس کے مرنے جیسے کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ جاہتا ہوں کہ اس باب میں حضور تسکین بخشیں اور عاجزانہ التجا ہے کہ حضرت کوئی بہتری کی صورت نکالیں۔ خواہش یہ ہے کہ لڑکا میرے پاس واپس آجائے۔ یہ سن کر مرشد محترم نے سر جھکا کر مراقبہ کیا۔ بہت دیر میں سر اٹھایا اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ان کے لڑکے کے واپس آنے کے لئے سب صاحبان دعا کریں۔ درویشوں نے دعا کی حضور خواجہ اعظم نے فرمایا کہ لے بزرگ اٹھو اور اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔ مرد بزرگ یہ ارشاد سن کر زمین بوس ہوئے اور واپس گئے۔ ابھی وہ آدھا راستہ بھی طے نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خوش خبری دی کہ تمہارا لڑکا آگیا۔ وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ جب اپنے بیٹے کو دیکھا دل ٹھنڈا ہو گیا اور آنکھوں میں روغنی آگئی۔ فوراً وہ اپنے لڑکے کو حضرت اقدس کی خدمت میں لے آئے اور قدم بوسی کرائی حضرت نے اس کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ تو کہاں تھا عرض کیا کہ میں حبس میں قید کر دیا گیا تھا۔ آج میں اسی مقام پر بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ آئے جن کی صورت حضور سے بالکل مشابہ تھی میں زخمیوں میں جھکڑا ہوا تھا ان دنوں گسٹے سیری گردن میں ہاتھ ڈالا اور قوت کے ساتھ مجھے اپنی طرف کھینچا اور قید سے

سے نجات دلا کر اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ پھر فرمایا اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحہ کے بعد جو میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے اپنا گھر نظر آیا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ اڑکا کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ شیخ الاسلام حضور خواجہ اعظم نے ادھنگلی کے اشارہ سے منع فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ جب اُس بزرگ نے اپنے لٹکے کی زبانی یہ حال سنا تو قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا یہ ہیں خدا کے خاص بندے اور اس طرح پوشیدہ رہتے ہیں۔

**فیض انکشاف راز** { ارشاد فرمایا کعب الاخبار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ عجیب بہیت **وسیر روحانی** کا پیدا فرمایا ہے۔ جس کا حال خدا ہی جانتا ہے۔ اُس فرشتہ کا نام ہابیل ہے اس کے نہ ہاتھ ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اس کی تسبیح ذکر کا **إِلٰہُا اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ لِّکَسُوْلُ اللّٰہِ** ہے ایک ہاتھ میں اوس کے روشنی ہے دوسرے میں تاریکی (یعنی روز و شب) جب وہ اپنا وہ ہاتھ کھولتا ہے جیسے روشنی ہے تو دن ہو جاتا ہے اور جب دوسرا ہاتھ کھولتا ہے تو رات ہو جاتی ہے زمین و آسمان سب تاریک ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ دُوری ہاتھ نہ کھولے تو کبھی دن نہیں ہو سکتا اور اگر ظلماتی ہاتھ نہ کھولے تو کبھی رات نہیں ہو سکتی اس کے سامنے ایک لوح رکھی ہے اوس کے مطابق وہ رات و دن میں مکمل پیش کرتا رہتا ہے جو حکم لوح میں لکھا ہے وہ بجالاتا ہے۔ اگر رات میں کمی کرنا لکھا ہے تو راتیں کمی کرتا ہی اگر دن میں کمی کرنا لکھا ہے تو دن میں کمی کرتا ہی۔ غرض جو جب ارشاد باری تعالیٰ وہ اس تختی کے احکام جاری کرنے میں حق تعالیٰ نے اسے قدرت عطا فرمائی ہے یہاں تک بیان فرما کر غریب نوازؒ بہت اشکبار ہوئے اور آپ پر عالم سکر طاری ہو گیا۔

پھر فرمایا مردان خدا کی اس مقام تک رسائی ہے اور ساکنان طریق اس راز سے واقف ہیں جو معاملہ اس عالم میں گزرتا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور گاہ گاہ بوقت ضرورت اس کا اطمینان بھی کر لیتے ہیں۔  
پھر اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے ایک اور راز کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اس کی بہیت و بزرگی خدا ہی جانتا ہے ایک ہاتھ اس کا آسمان تک ہے

۱۵ اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ غریب نوازؒ کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔

اور اس میں ہوا کا انتظام ہے اور دوسرا ہاتھ اس کا زمین تک ہے اور اس میں پانی کا انتظام ہے اگر عذاب کی صورت میں وہ اپنا پانی دالا ہاتھ کھول دے تو تمام عالم غرق ہو جائے اور اسی طرح اگر وہ اپنا ہوا دالا ہاتھ کھول دے تو تمام عالم ہوا سے تباہ ہو جائے۔

اس سلسلہ گفتگو میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک جہان کو قاف پیدا فرمایا ہے اس دنیا کو وہ گمیرے ہوئے ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز اس میں موجود ہے جیسا کہ کلام اللہ شریف میں وارد ہوا ہے ﴿وَالْقُرْآنُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ اس آیت شریفہ کی اس طرح تفسیر فرمائی ہے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو اس (کوہ قاف یعنی قہار کی چوٹی پر بیٹھا ہے) کی تسبیح ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ اور نام قرآن ہے۔ اس کوہ کا وہ حاکم ہے۔ کہیں ہاتھ کھولتا ہے کبھی بند کرتا ہے تمام زمین پر اس کو قابو عطا فرمایا گیا ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اس کو حکم دیتا ہے وہ فوراً تعمیل کرتا ہے جب وہ زمین کے طنابے کھینچ لیتا ہے تو زمین سمٹ جاتی ہے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے اور کوئی شے اس حصہ زمین پر نہیں آگتی جب حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے وہ فرشتہ زمین کو کشادہ کر دیتا ہے اور سرسبز و شادابی ہو جاتی ہے نیز خدائے تعالیٰ کی شان رحمت قبولی۔ اور قادی ظاہر ہوتی ہے۔ ہر چیز کا زمین سے پیدا ہونا بندوں کے لئے انعام و رحمت خداوندی ہے۔ اور یہ سب سرور عالم کا صدقہ ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو عذاب بھیجنا مقصود ہوتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے اور وہ زمین کے طنابے شدت کے ساتھ کھینچتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ خدا کی پناہ وہ رجم ہے وہ کیم ہے۔

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے اور شیخ باخرزیؒ کی کتاب اسرار العارفین میں بھی لکھا دیکھا ہے کہ اس جہاں سے پہاڑ (کوہ قاف) چالیس گنا زیادہ وسیع بنایا گیا ہے اس دنیا کے حصص سے اس کے ہر حصہ کی چار سو حصہ زیادہ وسعت ہے اور اس کے ایک حصہ میں چالیس جہان آباد ہیں اور اس کے پیچھے ایک پہاڑ کہ وہاں ظلمت نہیں ہے

۱۱۴ کوہ ق سے مراد پہاڑ نہیں ہیں جو جارجیا زمین میں کوہ قاف کے نام سے مشہور ہیں۔

وہاں رات نہیں ہوتی۔ اور کا عالم رہتا ہے۔ اور زمین اسکی سونے کی ہے۔ وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں اعدان چالیس جہانوں میں نہ آدم ہے نہ ابلیس نہ بہشت ہے نہ دوزخ۔ جب سے خدا نے وہ جہان پیدا کیا ہے وہاں فرشتے مقیم ہیں اور ان کی تسبیح لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس جہان کے پیچھے چالیس جہانات ہیں اور ان کے پیچھے اک پردہ راز اور ہے جسے سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا ایک پہاڑ گائے کے سر پر رکھا ہے اور وہ گائے اتنی بڑی ہے کہ تیس ہزار سال کی راہ ختم ہو تو اسکی امتداد سے انتہا تک پہنچے۔ وہ گائے کھڑی ہے اور خدا نے تعالیٰ کی حمد ثنا میں مصروف ہے سراسر اس کا مشرق میں ہے اور دم مغرب میں۔

اسی سلسلہ گفتگو میں غیب نواز نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی نے یہ روایت بقسم بیان فرمائی تھی اور حضرت نے اسکو شیخ مودود حنفی سے سنا تھا۔

اس گفتگو کے دوران میں آپ (غیب نواز) کے پاس دو درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے مراقبہ میں ان تمام شکلوں کو جو غیب نواز بیان فرما رہے تھے۔ دیکھ رہے تھے جب وہ سیر تمام سے فارغ ہوئے تو قسم کھا کر کہنے لگے کہ شیخ مودود حنفی بھی وہاں موجود تھے۔ چالیس جہان کے جو حالات غیب نواز نے بیان فرمائے وہ ہم نے بہت غور و غمت کے ساتھ دیکھے۔ ذرہ برابر اس میں کمی نہیں پائی۔ اس مکاشفہ پر حضرت قلب صاحب کو شک گذر کہ یہ کیسا مکاشفہ ہے کہ ادھر بیان ہو رہا ہے اور مردہ سیر کر رہے ہیں۔ اسی وقت حضور غیب نواز نے فرمایا کہ درویش کی وقت باطنی ایسی ہی ہونا چاہیے جو لوگ اولیاء اللہ کی حکایت میں کوئی نقص پیدا کرتے ہیں ان اگر وہ جہاں تو اپنی کرامت سے مشاہدہ کر سکتے ہیں ایسا خطرہ دل میں لانا گویا ملزم ہو جانا ہے۔

بعدہ غیب نواز نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جس روز دوزخ پیدا فرمائی اک سانپ بھی پیدا کیا۔ سانپ سے ارشاد باوہی تعالیٰ ہوا کہ اسے سانپ یہ امانت ہے جو تجھ کو دخی جاتی ہے ہوشیاری سے اسکی حفاظت کرنا۔ سانپ نے عرض کیا فرمان بردار ہوں۔ ندا آئی منہ کھول سانپ نے منہ کھول دیا حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو پہنچو کہ اس سانپ کے منہ میں ڈال دو فرشتوں نے تعمیل حکم کی۔ پھر سانپ کو حکم ہوا کہ اپنا منہ بند کر اب تک وہ دوزخ اس سانپ کے منہ میں بند ہے۔ وہ سانپ زمین کے ساتویں پردہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ

دوزخ سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر فنا ہو گیا ہوتا۔ جب قیامت کا دن آئیگا فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اوس دوزخ کو سانپ کے منہ سے باہر نکالو۔

تشریح اس دوزخ کی یہ ہے کہ اس میں ہزار زنجیریں ہوں گی اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتے لٹکے ہوئے ہونگے ان میں سے ہر فرشتہ کو اتنی قوت اور بزرگی حاصل ہے کہ اگر حکم باری تعالیٰ ہو کہ تمام بندوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں کہا جاوے تو ایک فرشتہ اس حکم کی پوری تعمیل کر سکتا ہے۔

الغرض پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کی آگ تیز کر دی جائے تو اس کا دھواں تمام میدانِ حشر میں پھیل جائیگا پھر فرمایا اگر کوئی پاس ہے کہ اس آگ سے محفوظ رہے اس کو چاہیے کہ خدا کی بندگی کا حق ادا کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک عبادت سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ وہ کونسی عبادت ہے۔ فرمایا بیعت زوہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا۔ حاجت مندوں کی حاجت براری کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اسیروں کو قید سے چھڑانا یہ باتیں خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔

فضائلِ سرورِ عالم د { فرمایا کہ دربارِ رسالت میں جبریل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو سورہ فاتحہ کا اظہار { اپنی خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس شان و عظمت و برکت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تمام زمین کے درختوں کی قلبیں بنائی جائیں اور تمام دریا و دریاں بنا سکے جائیں اور ہفت زمین ہفت آسمان کا غلہ ہو جائیں اور ابتداء سے لے کر انتہا تک جس قدر انسان جنات و ملائک ہیں وہ سب آپ کی تعریف کریں تب بھی کما حقہ آپ کی تعریف ہوتا ناممکن ہے۔ بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تب بھی آپ کی تعریف و توصیف مدا مکان سے باہر ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس برکت کی سورہ کو صرف آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ کی امت اس کی برکتوں سے خاطر خواہ فیضیاب ہوتی رہے۔

بعد غریب نوازؒ نے فرمایا کہ سرورِ کونین کی حدیث مبارکہ ہے الفاتحۃ شفاء من کل داء ۛ میں سورہ فاتحہ تمام دردوں (امراض و تکالیف) کے لئے شفاء ہے اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ ہاروں رشید کو بہت زیادہ تکلیف میں دو برس گزر گئے۔ علاج کرنے سے عاجز ہو گیا اس نے اپنے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کرا کہ میں نے تمہاری تکلیف سے میری جان پر ہنسی گئی ہے۔ کسی علاج دوا سے صحت نہیں ہوتی۔ چونکہ شفا کا وقت آگیا تھا آپ یہ منکر ادھڑکھڑے ہوئے اور ہاروں رشید کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور ۴۱ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے چہرہ پر دم کی۔ ابھی آپ پورا عمل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مرض کی سختی دور ہو گئی۔ الغرض شفا پائی۔

فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بیمار پر یہی سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کی اسی وقت صحت ہو گئی۔ پھر ایک شخص اس کی حیات کے لئے آیا پوچھا کس طرح صحت ہوئی۔ جواب دیا مولائے کائنات نے سورۃ فاتحہ دم کی تھی کہنے لگا ہاں مجھے بھی ایک مرتبہ اسی سے صحت ہوئی تھی مگر چونکہ اس کا اعتقاد راسخ نہ تھا پھر وہی مرض عود کر آیا اور اس شخص کا انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید کے شروع پارہ میں فرمادیا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہدایت ہے کہ ہر انسان کو اپنے عقائد درست رکھنا چاہیں کامیابی اور راحت حاصل کرنے کی یہی صورت ہے۔

اس سورۃ کا مخصوص خاصہ بیماریوں اور دردوں کی شفا ہے ان موقع پر چاہیے کہ دم کرتے وقت جسم پر ہاتھ پھیرتا جائے اور ہاتھ کو نیچے اذیتا رہا ہوا پھیچے خدا چاہے جلد شفا ہوگی مگر غفیدت شرط ہے پھر غریب نواز نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہر سورۃ کا ایک نام رکھا ہے مگر اس سورۃ مبارکہ کے سات نام ہیں۔ پہلا نام فاتحہ الکتاب دوسرا نام صبح المثانی۔ تیسرا نام ام الکتاب چوتھا نام ام القرآن پانچواں نام سورۃ مغفرت چھٹا نام سورۃ الرحمت ساتواں نام سورۃ الکائن ہے۔

اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں پہلا حرف (ث) اس میں نہیں ہے اور ث سے ثور پہلی اس کے پڑھنے والے کو ثور سے غرض نہیں۔

دویم اس میں حرف (ج) نہیں یعنی اس کے پڑھنے والے کو جہنم سے نجات ہے۔ سویم اس میں

(ز) نہیں ہے یعنی اسکا پڑھنے والا تہور کے درخت اور اُس کے پانی (جو دوزخ میں پلایا جائیگا) سے بتر ہے  
چہارم اس میں حرف (ش) نہیں ہے لہذا اس کا پڑھنے والا شقی نہیں ہوتا پنجم اس میں حرف (ظ) نہیں ہے  
اس لئے اس کے پڑھنے والے کو ظلم و ظلمت سے کچھ سروکار نہیں ششم اس میں حرف (ص) نہیں ہے یعنی  
اس کے پڑھنے والے کو فراق کی مصیبت سے نجات ہے ہفتم اس میں حرف (خ) نہیں ہے یعنی اس  
کے پڑھنے والے کو خواری نہ ہوگی مامون رہے گا۔

فرمایا کہ امام ناصر لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں سات آیات ہیں اور انسان کے جسم میں بھی سات حصے  
ہیں اس کے پڑھنے والے کو حق تعالیٰ ساتوں دوزخ سے بچائے گا کوئی حصہ کسی دوزخ میں نہ جائیگا  
مشائخ طبقات اہل سلوک فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس سورۃ میں ایک سو چوبیس حرف رکھے ہیں اور  
ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچسویں ہر حرف ایک ہزار پینچسویں کی بزرگی ثابت کرتا ہے اور ان کے صحیفہ کا ثواب  
اس کے پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

الحمد میں پانچ حرف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے تاکہ بندہ اس کو دن رات  
میں جو یہ پانچ حرف پڑھتا رہے تو جو پانچ وقت میں آنے والے نقصانات ہیں ان سے مامون رہے۔  
اللہ میں تین حرف ہیں تین میں پانچ ملائے تو آٹھ ہوئے لہذا بہشت اور اس کے ساتوں دروازے  
اس کے پڑھنے والے کے لئے کشادہ ہوں گے۔ جس دروازہ سے چاہے گا داخل بہشت ہوگا۔

رب العالمین میں دس حرف ہیں دس میں مندرجہ بالا آٹھ ملنے سے اٹھارہ ہوتے ہیں حق تعالیٰ نے  
اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا اٹھارہ ہزار عالم کی عبادت کے برابر ثواب پاتا ہے۔  
الرحمن میں چھ حرف ہیں مندرجہ بالا اٹھارہ میں چھ ملائے تو چوبیس ہوئے۔ خدا نے تعالیٰ نے رات دن کے  
چوبیس گھنٹہ بنائے ہیں اس کا پڑھنے والے کے چوبیسوں گھنٹے پاکی میں ایسے گزرتے ہیں جیسے مانی کے پیسٹ  
سے پیدا ہوا۔

الرحیم کے چھ حرف ہیں چوبیس میں چھ ملانے سے تیس ہو گئے۔ پندرہ سو تیس ہزار سال کی راہ ہے مگر اس کا  
پڑھنے والا پندرہ سو تیس ہزار سال کی راہ طے کر جائیگا۔



مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں پس اس کے پڑھنے والے کے بارہ ماہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بارہ اور تیس بیالیس ہوتے ہیں۔

ایا اللہ بعد اس میں آٹھ حرف ہیں بیالیس اور آٹھ پچاس ہوئے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو گا پس جو شخص ان پچاس حرفوں کو پڑھے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بروز قیامت صد یقول کا سا معاملہ کرے گا دایا اللہ نستسین میں گیارہ حرف ہیں گیارہ اور پچاس اکٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا میں اکٹھے دیا پیدا فرمائے ہیں اس کے پڑھنے والے کو ان دریاؤں کے قطرات کے برابر ثواب ملے گا۔

اھد نا اصرط المستقیم اس میں انیس حرف ہیں اکٹھے اور انیس اسی ہوئے شراب پیئنے کی سزا اسی دے ہے۔ اس کا پڑھنے والا اس سے ماموں رہے گا۔

العممت علیہم غیر المخطوب علیہم ولا الضالین اس کے حرف چوالیس ہیں اس میں چوالیس ملائے تو ایک سو چوبیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چوبیس ہزار پیغمبر اپنی مخلوق میں بھیجے ہیں اس سورۃ کے پڑھنے والے کو ان سب پیغمبروں کے برابر حق تعالیٰ ثواب عطا فرمائے گا اور بخش دے گا۔

بعد ازاں غریب نواز نے تذکرہ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ساتھ سفر میں تھا کہ ہم دونوں دجلہ کے کنارہ پہنچے۔ اس جگہ کشتی نہ تھی۔ ہمیں عجلت تھی حضرت نے فرمایا آنکھیں بند کر۔ جب میں نے آنکھیں بند کر کے ذرا سی دیر میں کھولیں تو حضور خواجہ اعظم کو اور خود کو دریا کے پار پایا دعا گئے عرض کیا کہ ہم نے کس طرح دریا عبور کیا۔ ارشاد فرمایا پانچ بار الحمد للہ شریف پڑھ کر پاؤں دریا میں رکھ دیا اور اس طرت آگئے۔ پس جو شخص اس سورۃ کا عامل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وہ تماشے دیکھے گا جن کا بیان کرنا محال ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ کوئی صدق دل سے پڑھے اور اس کی ہم اور شکل حل نہ ہو تو وہ میرا دامن پکڑے۔

مدارج معرفت شیخ اھد الدین کرمانی شیخ داھد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبدالرحمن اور چند دیگر درویش ہاضمہ مجلس تھے غریب نواز نے ارشاد فرمایا بعض حضرات نے سلوک کے سو درجے بیان کئے ہیں اور اس میں سے سترہ درجہ کثف و کرامات کے ہیں۔ پس جس نے اس مکان کے دس درجہ طے کر لئے وہ ایسا بلند ہو گیا

جیسے تہتر درجے حاصل کر لئے اس راہ کے چلتے والے کو چاہیے کہ جب تک سترہ درجے طے نہ کرے اس وقت تک کشف و کرامات کو ظاہر نہ ہونے دے بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ سو درجے طے کر جانے کے بعد ظاہر ہونے دے اگر اتنا نہ ہو تو کم از کم سترہ درجہ طے کرنے کے بعد کہیں کہیں ضرورتاً مجبوراً ثبوت میں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ خاندانِ خواجگانِ چشت کے بعض حضرات نے سلوک کے پندرہ درجے رکھے ہیں اور ان میں سے پانچ کشف و کرامت کے ہیں۔

ہمارے خواجگانِ چشت فرماتے ہیں کہ اس راہ کے چلتے والے کو چاہیے کہ ان پانچ درجوں میں بزرگ جائے بلکہ پندرہ درجہ مہراج مرادنگی سے طے کر جائے اس کے بعد کشف و کرامت سے کام لے۔ تاکہ کاملوں میں سے ثابت ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ { غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں بیان فرمایا ہے کہ کاراز و نیاز { ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادیؒ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا تم دیدار

کیوں نہیں چاہتے اگر چاہو تو ضرور دیدار ہو جائے جواب دیا اس وجہ سے کہ موسیٰؑ نے چاہا مگر پھر بھی وہ دولت ان کو نصیب نہ ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مانگے پائی۔ پس جبکہ بندہ اپنے بھلے برے کو نہیں جانتا تو اس کو چاہیے کہ راضی و مضار ہے۔ اگر خدا کو وہ شے دینا ہے اور بندہ اس کے قابل ہے تو ضرور دیگا اور عجائبات خود بخود آٹھ جائیں گے اور دیدار میسر ہو جائے گا اور خدا اپنی پوشیدہ تجلیوں کو بندہ پر نازل فرمائے گا۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہیں ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ میں چاہوں اور خدا نہ چاہے۔

حضرت بابزید بسطامیؒ { پھر فرمایا کہ ایک دن جب خواجہ بابزید بسطامیؒ حق تعالیٰ کے مقامِ قربیت میں پہنچے کاراز و نیاز { تو غیب سے آواز آئی کہ آج کا دن بہت سعید ہے اور یہ وقت مانگنے کا ہے

جو چاہو مانگو گئے گا۔

حضرت بابزیدؒ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور عرض کیا بندہ کو تیری مرضی کی کچھ خبر نہیں اس لئے مانگتا بے ادبی ہے اور کرم و بخشش کرنا بادشاہوں کی عادت ہے تو احکم الحاکمین ہے۔ اے میرے پروردگار

جو تیری عطا ہے وہی مجھے بخوشی منظور ہے۔ ندا آئی کہ بایزید ہم نے تجھے عقبی دی۔ عرض کیا کہ اے معطی یہ تو دوستوں کے لئے قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی کہ جنت و دوزخ۔ عرش و کرسی اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہم نے تجھ کو عطا کیا۔ عرض کیا اے مالک اچھا تیری مرضی پھر آواز آئی بتا تیرا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا اے عالم الغیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا مقصد کیا ہے۔ پہر ایک محبت بھری آواز پیدا ہوئی کہ اے بایزید تو صرف مجھ کو عزیز رکھتا ہے اور مجھ کو مانگتا ہے اور اگر اے بایزید میں تجھ کو طلب کروں تو کیا کرے گا۔ یہ سن کر خواجہ بایزید نے کہا کہ تیری بزرگی کی قسم اگر تو مجھ کو طلب فرمائے تو میں حشر کے میدان میں آتش دوزخ کے قریب جا کر ایک آہ سے اس آگ کو مثل راکھ کے ٹھنڈا کر دوں تا آنکہ وہ بیچ ہو جائے اور اس کا وجود تک نہ رہے پھر غریب سے آواز آئی کہ اے بایزید جو تیری طلب تھی وہ تو نے پائی اور تیرا مطلب پورا ہوا۔

بی بی رابعہ بصری { بعد ازاں غریب نو آئے فرمایا کہ رابعہ بصری ایک شب راز و نیاز میں بہت بے چینی کی آتش محبت سے کہنے لگیں۔ میں جل گئی۔ میں جل گئی۔ اہل بصرہ یہ سن کر دوڑے آئے۔ اور آپ کے مکان پر پہنچ کر کہنے لگے کہ اس آگ کو کیونکر بجھائیں۔ اس گروہ میں ایک مرد خدا رسیدہ بھی تھے وہ کہنے لگے اے لوگو تم اس آگ سے واقف نہیں ہو جس کے بجوانے کے لئے تم آئے ہو۔ یہ تو رابعہ بصری کے دل میں محبت دوست کی آگ بھڑک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں جلی میں بھگی۔ اے لوگو اس آگ کو تم نہ بجھا سکو گے یہ آگ تو اس وقت بجھتی ہے جب عاشق معشوق سے مل جاتا ہے۔ چونکہ رابعہ کے دل میں اس کا دوست گہر بنا رہا ہے اور اب آیا چاہتا ہے یہ بیتابی فراق دوست کی ہے یا راز و نیاز بے چینی دور ہوئی۔

عشق منصور علیہ الرحمۃ { اس کے بعد غریب نو آئے فرمایا کہ حضرت منصور ملاح رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ دوست کے عشق میں کمال کا درجہ کیا ہے فرمایا کہ تحت حکومت پر بیٹھ کر طرح طرح کی جلوہ گریاں فرمائیے اور جو چاہے کرے۔ مگر عاشق کو سر نیاز سمجھانے کے سوا کچھ قدرت نہیں۔ اچھا بڑا سب یا ر کی طرف سے ہے سب کچھ بخوشی منظور کرے اور روزہ برابر بھی معشوق کی مرضی کے خلاف نہ کرے ہر وقت کمر ہمت

باندھے رہے۔ ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے۔ اور مشاہدہ دوست میں ایسا غرق ہو جائے کہ دین و ایمان باقی نہ رہے کہ یہ مقام خاص ہے۔ اس وقت غریب نوازؒ میں آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا۔

خوب رویاں چو بندہ گیرند عاشقاں پیش شان جنیں میرند

مشاہدہ دوست فرمایا ایک عاشق کو دیکھا جو بغداد کے ایک قہر میں بیٹھا تھا۔ اس پر ہزار کوڑے مارے گئے میں استعراق مگر اس کو خبر تک نہ ہوئی۔ ایک مرد باخدا نے اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے

جواب دیا چونکہ میرا محبوب میرے سامنے تھا اس لئے مجھے کسی بات کی خبر نہیں میں مشاہدہ دوست میں محو تھا فرمایا امام غزالیؒ سے روایت ہے کہ بغداد کے بازار میں ایک عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر وہ ہنستا رہا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں ہنسنے کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا کہ میرا دوست میری نظر کے سامنے موجود تھا اس کی دید کی محویت میں مجھے کچھ خبر نہ ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ میں نہیں جانتا یہ کیوں مکر اور کب ہوا۔ اس وقت غریب نوازؒ کا دل بھرا یا اور یہ شعر فرمایا۔

اور سر قتل و من در دجیرانم کان راندن تیغ چہ نکوئے احد

راز و نیاز عارفان بعد ازاں غریب نوازؒ نے عاشق کے حال کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ حکایت بیان و تعلیم معرفت فرمائی۔

ایک مرتبہ خواجہ بایزیدؒ بطامنی مناجات میں تھے۔ جب یہ کلام زبان پر آیا کَیْفَ اسْتَلَوْنِیْ اِنِیْکَ تَوَاوَزْتَنِیْ لے بایزیدؒ ملن کفصکے تَلَاوَقْلَ هُوَ اللّٰهُ ط یعنی پہلے اپنے نفس کو تین طلاقیں دے پھر ہم سے بات کر۔

پھر فرمایا ایک عارف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا میں جو شے موجود ہے وہ سب ہم ہیں۔ ہم سے کوئی شے الگ نہیں ہے۔ پس بیکایک خود کو خود پرند اگرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کل زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب درہم برہم ہو جائے۔

اس موقع پر علیہ شوق میں فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے دیکھوں مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ اسے دیکھوں اس لئے کہ بندہ کو چاہئے کہ اسے کیا واسطہ۔ اس وقت ایک بزرگ بسے میں نے بہت سہلی طریقہ اختیار کیا ہے کہ

سب کو چھوڑ دیا اور جب میں مقام قربت میں پہنچا تو وہ سب کچھ جو بیچ جان کر چھوڑا تھا عنایت الہی سے عطا ہوا پھر فرمایا ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس طرح ترک کیا جس طرح سانپ اپنی کیپٹلی چھوڑتا ہے اور اُس وقت جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عاشق و معشوق ایک ہی ہیں۔ یہ سب ایک ہی کی نیزنگیاں ہیں یعنی ایک ہی نے ایک کو دیکھا۔

حضرت بایزیدؒ بطنی کا { غریب نواز نے فرمایا کہ بایزیدؒ بطنی فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہوئے میں حق میں راز و نیاز و عرفان { تھا اب اپنا آئینہ دیکھتا ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا اور شرک و دامن جب دو میان سے پھلا گیا تو اب ایسا ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنا آئینہ ہے یعنی حق میری زبان سے بولتا ہے اور میں نہیں ہوں۔

حضرت بایزیدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مدتوں اُس بارگاہ میں رہا مگر سوائے حسرت کے اور کچھ نصیب نہیں جب اس مقام سے باہر آیا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ اہل دنیا تو دنیا میں مشغول ہیں اور طالبان آخرت کو آخرت دیکھ رہے، اور اس کے مدعی ہیں۔ اہل تقویٰ تقویٰ میں مصروف ہیں اور بہت سے لوگ شراب نوشی، کباب خوری اور رقص و سرود میں گزار رہے ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بادشاہ حقیقی کی حضور میں بجز و نیاز مستغرق ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزیدؒ بطنی کا بیان ہے کہ ایک شب مجھ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے حضرت کی حضوری حاصل ہوئی بوقت راز و نیاز میں دل مانگا۔ صبح کے وقت آواز آئی کہ اے بایزیدؒ سوائے ہمارے غیر چیز مانگتا ہے تجھ کو دل سے کیا سر دکار۔

ایک مرتبہ حضرت بایزیدؒ بطنی سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو راہ طریقت میں کہاں تک علم ہے فرمایا اب تک اس مقام پر پہنچا ہوں کہ جب دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو تمام عالم اور جو کچھ اس میں ہے نظر آتا ہے۔

رابعہ بصریؒ کا { فرمایا ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ غلبہ شوق میں کہنے لگیں کہ الہی اگر خلقت میرے دل کو آگ غلبہ شوق سے جلا دے اور میں اس پر صبر کر دوں تب بھی حق محبت ادا نہ ہو۔ اور اگر تو میرے اور

تمام مخلوق کے گناہ بخشت تو مجھے اس سے بھی سرور کار نہ ہو۔  
 فنا فی البقا کی تشریح فرمایا ایک بزرگ کہتے تھے کہ جب میں نے دنیا کو دشمن بنا لیا اور مخلوق سے تعلق ترک کر کے خالق کی طرف متوجہ ہوا۔ تو حق کی محبت اس قدر غالب ہوئی کہ میں اپنے آپ تک کو دشمن سمجھنے لگا۔ موت درمیان سے اٹھ گئی اور لطف بقا و انس حق جلوہ گر ہوا۔

مسدک عشاق کا اظہار ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن گردہ عاشقان کو فرمان ربی ہو گا تم سب بہشت میں جاؤ۔ یہ کہیں گے ہم بہشت کا کیا کریں یہ تو انہیں عنایت ہو جنہوں نے بہشت کی خاطر تجھے خدا جانا ہے اور تیری عبادت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اپنی مرضی خدا کی پیروی کر چکے ہیں ان کو بہشت اور راحت بہشت سے کیا سرور کا دیا تمہیں تو حق دوست مطلوب ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر ہو سکے تو اول راز بقا حاصل کر پھر یہ بات سمجھ میں آئے گی درجہ ذہد میں مصروف رہو یہی بہتر ہے۔ پھر غریب نواز پر گریہ طاری ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ اس راہ میں بہت سے لوگ عاجز ہو گئے اور بہت سے عاجزوں کو مردان خدا نے یہ درجہ ملے کر لیا ہے۔

اسلامی ہمدردی فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان رساں نہیں ہے جتنا اپنے بھائی مسلمان کی ذلت و خواری کرنے کا جرم ہے۔

بزرگوں کے عارفانہ ارشاد ہوا کہ حضرت ذالنون مصری فرمایا کرتے تھے کہ جو عارف مخلوق سے بھاگتا ہے اقوال کا تذکرہ اور معرفت حق حاصل کر چکا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ اور یہی عارفان کامل کہنا سمجھا جاتا ہے۔

فرمایا ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانی سے دریافت کیا گیا کہ کتنے سال سے آپ نے حق کو پہچانا فرمایا جب سے مخلوق سے نفرت ہوئی۔

ارشاد ہوا ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا راہ دنیا میں معذور ہیں۔ اہل آخرت سرور ہیں۔ اور دنیا کی حق کے سرور میں ہیں۔ اور اہل معرفت نور علی نور۔ یہ ایک بعید ہے جس کو اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔ عبادت

اہل معرفت کی پاس افلاس ہے۔

فرمایا کہ محمدؐ میں جاؤں گے تو ان کے پاس ان کا زہد و علم عمل کچھ نہ ہوگا مگر اہل اللہ کے پاس وہاں بھی ان کے دردِ محبت کا نشان ہے گا۔

فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عثمان اردوئیؒ سے سنا ہے کہ اہل اللہ جب مولا کی دوستی میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ ان سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

**ترک دنیا** فرمایا ایک مرتبہ خواجہ عبداللہؒ سہوادیؒ کے کاروبار میں مشغول ہو گئے پھر یاد آیا کہ یہ سب خلاف دوست ہے قسم کھائی کہ جب تک دنیا میں رہوں گا مرکز کوئی دنیاوی کام نہ کروں گا۔ آخر پچاس برس حیات رہے مگر اس درمیان میں کبھی کار دنیا میں مشغول نہ ہوئے۔

حضرت بایزیدؒ بطنیؒ نماز صبح سے صبح ہو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو جاتے پھر درودِ حال پڑھتے اور فریاد کیا کرتے تھے ایکر دروازائی یوم تبدیل الارض یعنی وہ دن بھی آئیگا جب یہ زمین تبدیل ہو جائے گی (لپیٹ دی جائیگی) اس دن فراق وصال ہو جائیگا۔

نیز ایک مرتبہ خواجہ بایزیدؒ بطنیؒ مجھ کو صحرائے سلطان میں چلے گئے دل میں عشق الہی نے جوش کیا ذوق و شوق میں فرمانے لگے کہ ہر شاخ و برگ - بار - ثمر - شجر و ہجر سے عشق برس رہا ہے۔ ہر چند جہاں کہ اس بلو شہت عشق سے باہر آؤں مگر ممکن نہ ہوا۔

خواجہ سمونؒ محب کا قول کہ ارشاد ہوا خواجہ سمونؒ محب فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کے دل میں محبت رہتی ہے اور دل ہی کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ بار محبت کا اٹھانے والا سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام ریاضت - مجاہدہ اور محنت شاقہ نہیں ہے بلکہ یہ اہل شغل و اہل فکر ہیں۔

**تاثرات صحبت** بہت سے دردیش حاضر مجلس تھے گفتگو صحبت نیک کے متعلق ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ "الصحبۃ تاثر و لو کان ساعتہ" ط صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں اگر بد بھی صحبت نیک میں بیٹھے تو نیک ہو جاتا ہے اور اگر نیک بد صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جاتا ہے۔ پس جس نے پایا صحبت سے پایا۔ جو نصیحت ملی نیکوں سے ملی۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک نے کہا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

**صحبتِ نیک** { اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عراق کا بادشاہ میدان جنگ سے گرفتار ہو کر آیا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو یہ حکومت پھر تمہیں دی جاسکتی ہے بادشاہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ بادشاہ بہت عقلمند اور نیک تھا۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا میں پیاسا ہوں حکم دیجئے کہ پانی لایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا۔ اول شیشہ کے پیالہ میں پانی لایا گیا پھر جامِ زریں مگر بادشاہ نے دونوں میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ مٹی کے پیالہ میں پانی دیجئے۔ جب مٹی کے پیالہ میں پانی آیا تو بادشاہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ مجھ سے عہد کیجئے کہ جب تک میں اس کوزہ کا پانی نہیں پیوں گا اس وقت تک مجھے قتل نہیں کیا جائے گا حضرت عمرؓ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اس عہد کے بعد بادشاہ نے مٹی کا کوزہ زمین پر مارا اور وہ پاش پاش ہو گیا۔ پانی زمین پر پھیل گیا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ اب پیالہ کا پانی موجود نہیں ہے اس لئے مجھ سے عہد آپ کو مجھے قتل نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ اس کی عقلندی سے حیران ہو گئے۔ فرمایا تجھے امان دیجاتی ہے۔ پھر اس کو اپنی حفاظت میں رکھا آخر صحبت نے اثر کیا اور بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تمہاری سلطنت تم کو دی جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا مجھے میرا ملک نہیں چاہیئے البتہ ایک خراب گاؤں مجھے دیدیجئے وہ گذریسہ کے واسطے کافی ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ منظور کیا اور ایک شخص کو اس لئے عراق بھیجا کہ وہاں کے کس ویران گاؤں کا پتہ لگا کر بتائیے اس نے تمام عراق میں تلاش کیا مگر کہیں کوئی خراب گاؤں نہ ملا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے مطلع ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کوئی اور گاؤں ملے لیجئے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ میرے علاقہ میں کوئی گاؤں ویران نہیں ہے۔ اب آپ مختار ہیں میں سبکدوش ہوا۔ لہذا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی تو قیام مسد کے دن آپ اس کا جواب دیں گے حضرت عمرؓ اب دیدہ ہو کر فرمانے لگے آفریں اس بادشاہ پر جس نے ایسی حکومت کی۔



بعد ازاں غریب نواز نے فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے کہ طالب فقیر کلابے کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب اُس کے بایں ہاتھ کا فرشتہ آٹھ سال تک اس کے نامہ اعمال میں کوئی بدی نہ لکھے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ عارفان حق ایسے ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو حیران رکھتے ہیں۔

سید لطیف خواجہ جنیدؒ فرمایا کہ حضرت جینڈ سے کسی نے پوچھا کہ راہ طریقت میں محبت کس کا نام ہے اس کا کے عارفانہ کلمات کیا نتیجہ ہوتا ہے جواب دیا کہ محبت کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو سرداری عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا ذوق اس کے دل میں از حد پیدا کر دیتا ہے۔ وہ بندہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کے باعث حق سے دوری ہو اور قربت نہ رہے۔ جس نے اس طرح حق کو راضی کر لیا حق اس کا دوست ہے۔ اور جنت اوس کے دیدار کی مشتاق۔

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ بعد ازاں غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے استاد مولانا شرف الدینؒ کے کے عارفانہ کلمات قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شبلیؒ سے دریافت کیا گیا آپ اعتقاد عبادت کیوں کرتے ہیں۔ کیا خوف آپ کو اتنا مجبور کرتا ہے۔ جواب دیا ہاں دو چیزوں کا خوف ہے اول یہ کہ مبادا مجھ کو حق قربیت سے دور نہ کر دے یہ مجھے گوارہ نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ اگر مرتے وقت ایمان سلامت لے گیا تو فیروزہ یہ سب کام جو میں نے کئے ہیں بیکار ثابت ہوں گے۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور محبت کے مسائل دریافت کرنے لگا۔ اور پوچھا کہ شقاوت کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ معاف ہو جائے گا شقاوت ہے۔ پھر پوچھا عارفان کا کیا نتیجہ ہے۔ فرمایا جو حق رسیدہ ہو جاتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے اور اکثر اند دہکین رہتا ہے۔ یہی عارفوں کی بزرگی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ مسجد لکھنؤ میں بیٹھے تھے۔ اور کے عارفانہ کلمات اہل سلوک میں سے چند اصحاب بھی موجود تھے ایک صوفی نے پوچھا صوفی عارف کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ذوالنونؒ نے جواب دیا کہ یہ وہ گروہ ہے جس کے دل سے بشریت کی کدورت جاتی

رہتی ہے۔ ہوس و محبت دنیا کی اس میں بڑا باقی نہیں رہتی۔ پھر اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر آرام لیتے ہیں۔ اور مخلوق کی محبت ترک کر کے خالق کے عشق کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور غیر کی طرف نہیں دیکھتے اس حال میں وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ اور سب ان کی ملک ہو جاتی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ تصوف اسم ہے نہ کہ علم طہق مشائخ اور اہل محبت کے نفوس ہمہ تن اخلاق ہیں۔ کیونکہ بیعت کے سنے مخلوق سے بچاؤ اور خالق سے محبت کے ہیں یہ نہیں کہ عالم تصوف ہو کر صوفی بن گئے۔

پھر فرمایا کہ عارف دنیا کا دشمن اور مولا کا دوست ہے اور عارف دنیا پر تبرا کرتا ہے اس لئے کہ دنیا میں سوائے حمد و بھض وغیرہ اور کیا ہے۔ جو شخص اس میں مشغول ہے وہ حق سے دور ہے۔ کسی نے دریافت کیا عارف کو روزنا کیوں آتا ہے فرمایا یہ راستہ میں مثل منظر راہ ہے۔ جب قربت احدیت ہو جاتی ہے اور وصال کا لطف حاصل ہوتا ہے تو گریہ ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کو اپنی دوستی اور محبت سے مطمئن کر دیا ہے اسی وجہ سے وہ خاموش اور مشغول بحق رہتے ہیں۔ دنیاوی لذات و خواہشات سے انہیں کچھ واسطہ نہیں انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی شے ہے یا نہیں۔ یہ گروہ عالی مرتبت ہے۔ بعد ازاں کہنے لگے کہ جس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے اس کے دل سے بے چینی جاتی رہتی ہے۔ پس واجب ہے دونوں جہان کو غیر جاتے اگر ایسا نہ کیا تو عاشق صادق نہیں۔

حضرت داؤد طائیؑ اسی سلسلہ گفتگو میں غیب نواز نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؑ جب اپنے کے عارفانہ کلمات {حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں بند تھیں۔ آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک دیدار نے آپ سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہ آنکھیں بند کئے ہوئے آپ باہر تشریف لائے ہیں فرمایا کہ پینتالیس سال سے میں نے بایں وجہ آنکھیں بند کی ہیں کہ سوائے دوست کے غیر کو نہ دیکھوں کیونکہ سوائے دوست کے غیر کو دیکھنا شرط محبت نہیں۔ پھر کہنے لگے ایک بزرگ کہتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء اللہ کے اعمال جانچو کہ کس سبب سے انہوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبت اختیار کی نیز دریافت کر دو کہ کس وجہ سے یہ ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبت میں راحت پاتے تھے۔

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ { ارشاد ہوا کہ خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا  
کے عارفانہ کلمات { دوست بناتا ہے تو اس کو اپنی محبت عطا کرتا ہے۔ پھر وہ بندہ اسی طرح کے کاموں  
سے خوش ہوتا ہے اور دوست اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تاکہ ذات حق سے وصل ہو جائے۔

عشق خدا { غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک مرد با خدا کو دیکھا کہ جو خیال دوست تھے  
مگر نابینا تھے۔ دریافت کیا کہ کتنے عرصہ سے آپ نابینا ہیں۔ کہنے لگے کہ جب دوست نے مجھ پر شفقت فرمائی اور  
میرا کام یہاں تک پہنچا کہ میری نظر اس کیتا کے ہلال و عظمت پر پڑنے لگی تو ایک روز میری نظر غیر پر پڑ گئی  
پس آواز آئی کہ اے مدعی ہم سے محبت کرتا ہے اور غیر کو نظر میں جگہ دیتا ہے اس آواز کے سننے سے میں ایسا  
شرمندہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے میں نے بدرگاہ حق دعا مانگی کہ وہ آنکھ جو تیرے سوا کسی غیر کو دیکھے اندھی  
ہو جائے۔ ابھی یہ بات پوری نہ کہنے پایا تھا کہ میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ارشاد ہوا انا زاد اکرو یعنی  
دل میں ہماری محبت رکھو اور جان میں ادس کو متنگن جانو اور سر میں سودائے محبت کو جگہ دو۔ تمہیں اس لئے  
پیدا کیا ہے کہ ہمیں جانو اور ماؤ اور ہم سے محبت کرو۔

اسی موقع پر فرمایا کہ ایک اہل طریقت بزرگ کو دیکھا کہ بار بار سجدے میں سر رکھتے تھے اور کہتے تھے اے  
خدا اکل قیامت کے دن مجھ کو نابینا اوٹھانا۔ دریافت کیا گیا یہ کیسی دعا ہے جواب دیا کہ جو شخص دوست کو دیکھے  
اُس کو لازم نہیں کہ قیامت کے دن کسی غیر پر نظر ڈالے اور دوست نہ ہو۔

شان درویشی { پھر غریب نوازؒ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک صاحب فقیر درویش کی یہ عادت  
تھی کہ جو چیز ان کو فتوحات ملتی وہ سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ کوئی آنے جانے والا محروم نہ  
رہتا تھا وہ اپنی جھونپڑی میں بیٹھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دو صاحب ولایت درویش ان کے پاس پہنچے  
اور پانی طلب کیا وہ درویش جھونپڑی کے اندر گئے اور دو روٹیاں ایک کو زہ پانی کالا کر پیش کیا چونکہ یہ دونوں  
بھوکے بھی تھے دونوں نے وہ روٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا  
یہ فقیر اپنا کام کر چکا ہے اب ہم کو بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا اسے دنیا دوں دوسرے نے کہا دنیا کے

سبب سے یہ گمراہی میں پڑ جائے گا۔ جواب دیا کہ دنیا اس کو عقیقہ لکانے کے واسطے دی جاتی ہے پس دعا کی اور رخصت ہو گئے۔ بالاخر اس درویش کو ایسا موقعہ پیش آیا کہ ہزار من کھانا اس کے باورچیخانہ سے مساکین کو تقسیم ہونے لگا۔

حضرت خواجہ جن بصریؒ } غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت خواجہ جن بصری علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ  
عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دنیا سے غرض نہ رکھے اور جو کچھ اس کے پاس ہو دست کی محبت میں تقسیم کر دے۔

عارفوں کی خصلت } فرمایا اے عزیز اچھے ہیں وہ درویش اس زمانہ کے جو کیجا بیٹھ کر آپس میں خلوص و محبت  
خلوص ہے } کے ساتھ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور صفائیاں حاصل کرتے ہیں وہ درویش ہیں جو ایک دوسرے سے نہ ملیں اور دور رہیں یا درگاہ پر بری بات ہے۔

حضرت خواجہ سمونؒ } پھر اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ سمونؒ محب محبت کا تذکرہ کر رہے  
کا ذکر خیر } تھے کہ ہوا میں سے ایک پرند نیچے آکر ان کے سر پہ بیٹھ گیا اور چونچ مارنے لگا پھر  
وہ ہاتھ پراد کر بیٹھ گیا پھر زمین پر بیٹھ کر چونچ مارنے لگا یہاں تک کہ اس کی چونچ سے خون نکلنے لگا آخر  
گر پڑا اور مر گیا۔

توکل عارفان } مولانا ہالہ الدین صاحبہ تفسیر شیخ ابدال الدین کرمانی اور چند درویش حاضر مجلس تھے  
عارفوں کے توکل کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ  
سوائے حق تعالیٰ کے کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

پھر اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جبرئیل نے دریافت کیا کہ آپ  
کیا حاجت رکھتے ہیں۔ جواب دیا تم سے نہیں۔ چونکہ وہ نفس کی تہ سے آزاد ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ  
جب حق تعالیٰ ظاہر و باطن کا جاننے والا موجود ہے تو پھر کسی اور سے کیوں مدد مانگوں۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دل کو تین چیزوں پر بھروسہ  
کرنے سے بڑی کر دے اول علم۔ دوم عمل سوم خلوت یعنی جیب تک ان تینوں پر بھروسہ ہے توکل

ثابت نہیں۔

عارف { پھر فرمایا کہ ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی کہنے لگے عارف وہ ہو سکتا ہے جو سوائے حق کے کسی سے محبت نہ کرے اور اسے کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے یہ بھی سنا ہے کہ جب تک یہ چیزیں کسی میں نہ ہوں عارف نہیں ہے اول موت کو دوست رکھے دویم بے قراری کے وقت ذکر مولا سے راحت و انس حاصل کرے سویم دوست کی آمد کے وقت مضطرب ہو جائے۔ اور فکر خاص کے وقت اس کی نظر حق پر رہے

کلمات حضرت شیخ شہاب الدین { فرمایا میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے سنا عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ { ہے کہ دنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اول صحبت فقرا دویم حرمت اولیا۔

سرور عالم کا قول { فرمایا لوگوں میں وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے { فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام پر ناراضگی ہوئی تو ان کے ساتھ ان کا ساتھ روئے والوں کا قصہ { عصارہ دیا اور تمام چیزیں بھی روئیں مگر سونا چاندی نہیں روئے حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں نہیں روئے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم تیرے خطا دار کے لئے کیا روئیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اپنی بزرگی کی قسم تمہاری قیمت اور عزت اولاد آدم پر آشکارا کر دوں گا اور ان کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

حضرت جنید البغدادیؒ { فرمایا ایک مرتبہ حضرت جنیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ رخصت کیا ہے فرمایا کے اقوال { اگر ساتوں دوزخ عاشق کے پیچھے ہاتھ پر رکھ دے جائیں تو وہ یہ بھی نہ کہے

کہ یہ دست چپ پر رکھنا تھے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ ہندہ پر اول فرض کیا ہے۔ جواب دیا معرفت پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے اندر چیزوں کو پوشیدہ کیا ہے۔ اور ہر چیز میں قریب نظر ہے۔ دوستان خدا { فرمایا محبت کے باپ میں اسرار لا دلیا میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ جب اپنے دوستوں کو قیامت کے دن زندہ فرمائے گا۔ تو اپنے لور سے ان کے چہرے تاباں کرے گا۔ چنانچہ سرور عالم نے

حق کو حق سے دیکھا۔ وہاں۔ زماں۔ کام اور مکان کچھ نہ تھا۔ کیونکہ اس کی حضوری مکان اور صفات سے بھی مجرّد ہے۔ وہاں حق ہی حق ہے۔

عشاق اور روز قیامت { فرمایا روز قیامت پر ایمان ہے۔ اس دن جب عاشقان صادق کو بلایا جائیگا اس وقت اگر کسی عاشق نے صلے محبت بلند کی تو گویا وہ صادق اور ثابت قدم نہ رہا۔ اس کو شرمندگی حاصل ہوگی۔ اس کو اپنا چہرہ دوستان صادق سے چھپانا پڑے گا۔ اور ایک آواز آئیگی کہ یہ دعویٰ کرنے والے عاشقان صادق نہیں ہیں ان کو ہمارے عاشقوں میں سے علیحدہ کر دو۔

حضرت مالک نے ینار کا ارشاد { فرمایا سلوک میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت مالک دیمت سے حق تعالیٰ کی ملازمت کے متعلق دریافت کیا گیا جواب دیا جو درست کی ملازمت کرتا ہے اسکو وصال و دست میسر ہوتا ہے۔ راز محبت { فرمایا ایک جنگل میں ایک درویش کو دیکھا گیا کہ مر گئے ہیں مگر ہنس رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ مر گئے ہو پھر بھی ہنس رہے ہو اس کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا محبت کا یہی راز ہے۔

بی بی رابعہ بصری کے { فرمایا رابعہ بصری سے دریافت کیا گیا کہ افضل ترین عمل کیا ہے۔ جواب دیا پابندی کے عارفانہ کلمات { ساتھ خوش اوقات رہنا۔ جو کوئی بزرگی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس کی مراد ابھی زندہ ہے مگر محبت میں وہ مرد ہے جو اپنی مراد کو فنا کر کے حق کے ساتھ باقی رہے۔ اور اس کا نام وہ ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے رکھا جاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کو دوست کے لقب سے یاد کرتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتا مگر عبادت سے۔ کیونکہ اہل محبت میں نہ اسم ہے نہ رسم۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی { پھر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبان کے عارفانہ کلمات { مبارک سے سنا ہے کہ اہل محبت سوائے درست کے اور کسی غیر سے محبت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ جو کوئی غیر سے شاد ہو یا رخ دبلا میں مبتلا ہوا۔ اور جو حق تعالیٰ سے دوستی نہیں رکھتا وہ ہمہ قسم کی وحشت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو مبتلائے دوست نہیں وہ ایچ در ایچ ہے۔

اقسام توبہ { فرمایا اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی تین قسمیں ہیں اول کم کھانا کہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے دوسرے عبادت کے لئے کم سوتا تیسرے دعا کیلئے کم بولنا۔

اول خوف - ددیم رجا سویم محبت - پس خوف کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ سے نجات ملے - اور رجا کے ضمن میں طاعت کرتا ہے تاکہ بہشت حاصل ہو اور منزل پر پہونچکر حیات ابدی حاصل ہو اور محبت کے ضمن میں فکر میں مشغول رہتا ہے تاکہ حق کی رضا حاصل ہو -

موت کا تذکرہ { (اجمیر میں) جامع مسجد قائم کی جا چکی تھی اور بہت سے اصفیا اور ان کے عزیزان و مریدان موجود تھے ملک الموت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا بغیر ملک الموت کے بے قیمت تھی - عرض کیا گیا کس طرح - فرمایا اس باب میں یہ حدیث شریف وارد ہے - الموت جسٹریصل حبیب الیٰ یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گذر کر دوست دوست سے مل جاتا ہے (دلیل العارفین)

مرید کو لائحہ الاختصاص حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کہا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ نے مجھے آواز دی - میں نے فوراً نماز ترک کر کے کہا حاضر ارشاد ہوا آؤ جب میں خدمت اقدس میں پہونچا دریافت فرمایا کیا کر رہے تھے - عرض کیا نماز میں مشغول تھا - جب حضور کی آواز سنی ترک نماز نفل کر کے حاضر خدمت ہو گیا - فرمایا بہت اچھا کیا - یہ نماز نفل سے فاضل تر تھا - کیونکہ کاروبار میں اپنے پیر سے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے - (فوائد السالکین)

ماں باپ کے پکارنے پر بھی نوافل نماز ترک کرنے کا حکم ہے (موکف)

پھر اسی باب میں حضرت قطب الانطاریؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے - ادلیاء اللہ کا تذکرہ ہو رہا تھا - اس درمیان میں ایک شخص بیعت ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قدموں پر سر رکھا - غریب نوازؒ نے فرمایا بیٹھو اس نے کہا میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ اس وقت اپنے حال میں تھے فرمایا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ وہ راسخ الاعتقیدت تھا اس لئے فوراً اسی طرح کہا - غریب نوازؒ نے اس کو مرید کرنے کے لئے ہاتھ بڑھادیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا (فوائد السالکین)

اگرچہ سرسری نظر سے دیکھنے میں مذکورہ بالا الفاظ شرعاً قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں مگر لغوی معنی کے پیش نظر ہرگز قابل اعتراض نہیں ہیں۔ نیز صاحبانِ حال نے اس قسم کے کلمات اکثر فرمائے ہیں چنانچہ سید الطائف حضرت عقیل البغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ وغیرہ کے حالات میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں۔ بلکہ خود سرورِ عالم نے بھی طوائف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرگوشی کرنے کے موقع پر ارشاد فرمایا ”میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی“ نیز ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے ”جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا (ابو نعیم)

## (ب) تعلیم معرفت بذریعہ ارشادات عالیہ

فوق قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کے اقوال کو رہنما کر دینی دنیاوی فلاح و بہبودی حاصل کرتے ہیں اور ان نورانی اقوال کی روشنی میں راہِ طریقت طے کرتے ہیں نظر غور سے دیکھا جائے تو اقوال ہی پر بظاہر ہدایت و رہنمائی کا انحصار ہے۔ اگر ایک طرف قرآن مجید فرمان الہی ہے تو دوسری طرف احادیث نبویؐ ارشادات سرورِ عالم ہیں۔ اور انہی دو پیش بہا نعمتوں پر اصلاح صوری و مسموٰی کے پیش نظر قیام امنِ عالم کی بنیاد ہے بزرگانِ دین کے اقوال بھی ان ہی دونوں قسم کے ارشادات کی تشریح ہوا کرتے ہیں۔ اور طالعہ ان حق ان سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی مفاد بھی حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضورِ غریبؐ کو ارشادات عالیہ و کلمات طیبہ بھی اہل نظر کے لئے حالِ صبر بركات و فیوض ہیں۔ خدا ہمیں ان پر عمل کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتش کدہ محبت ہے۔ جو کچھ اُس میں آتا ہے نیت و نابود ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی آتش بالاتر آتش محبت سے نہیں۔

۲۔ عاشق کا شور و فریاد اُسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ مشاہدہ سے دور ہے جب مشاہدہ کو پہونچا سکتا ہو گیا جس طرح ندی نالوں کی آواز زور شور سے آتی ہے مگر جب وہ دریا میں پہونچتے ہیں ساکن ہو جاتے ہیں

۳۔ نشانِ محبت یہ ہے کہ تو دوست کا فرماں بردار رہے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست بیزار نہ ہو۔



- ۴۔ تسلیم دعویٰ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔
- ۵۔ عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے اُس کے سامنے موجود ہو جائے اور جس سے کلام کرے اُس سے جواب پاسے۔
- ۶۔ عارف وہ ہے کہ ماسوا کو دل سے دور کر دے۔ تاکہ یگانہ ہو جائے۔ جیسا کہ دوست یگانہ ہے۔
- ۷۔ عارف وہ ہے کہ ہر وقت دلوں کے عشق اور قدرت آفرینش میں متغیر ہے۔ اگر کبڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے۔ اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں۔ اگر بیدار ہے تو دوست کے حجاب غفلت کے گرد طواف پھرتا ہے۔
- ۸۔ عارف محبت وہ ہے جس کا سوا سے محبت نہ رہے۔
- ۹۔ عارف محبت میں اس وقت کامل ہوتا ہے کہ ساری باتیں درمیان سے اٹھ جائیں۔ یادوست رہے یا وہ خود۔
- ۱۰۔ عارف کی کمالیت یہ ہے کہ ہمیشہ دوست کی راہ میں جلتا رہے۔
- ۱۱۔ عارف وہ ہے کہ صبح کو اٹھے تو رات کی باتوں میں سے کچھ یاد نہ ہو۔
- ۱۲۔ عارف معرفت کو نہیں پہنچتا جب تک کہ معارف کی یاد نہ ہو۔
- ۱۳۔ عارف وہ ہے جس پر ہر روز عالم غیب سے سو ہزار اور ہر گھڑی میں چند ہزار تجلیات نازل ہوں اور دم بدم اس میں حال پیدا ہوتا رہے۔
- ۱۴۔ عارف اس کو کہتے ہیں کہ اگر ہر روز لاکھ کرشمہ تجلی کے اس پر نازل ہوں تو وہ شمع بھی اظہار نہ کرے۔
- ۱۵۔ عارف کا کمترین درجہ یہ ہے کہ صفات حق تعالیٰ اس میں پیدا ہوں اور کمال حد یہ ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کے ساتھ اُس کے سامنے آوے تو اس کو بقوت کرامت لازم بنادے۔
- ۱۶۔ عارف وہ ہے کہ تمام علوم جانے۔ اور لاکھوں معنی ظاہر کرے اور ہر وقت بھر معافی میں شناسائی کرتا رہے تاکہ گوہر ایہ انوار الہی اس سے نکالے اور جو ہر بان بصر کو دکھائے کہ وہ پسند کریں اور مانیں کہ وہ عارف ہے۔
- ۱۷۔ عارف راہ محبت وہ ہے جو کونین سے دل بے اشتہ ہو۔

- ۱۸۔ عارف ترین خلق وہ ہے کہ متحیر ہو۔
- ۱۹۔ عارف کا توکل سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی پر نہیں ہوتا اور نہ اس کا التفات کسی کی طرف ہوتا ہے۔
- ۲۰۔ عارف کا توکل حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ گویا عالم سکریں متحیر ہے متوکل و حقیقت وہ ہے کہ رنج و محنت خلق میں نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔
- ۲۱۔ عارف مثل آفتاب کے تمام عالم پر نور افشاں ہے اور اس کے نور سے تمام عالم روشن ہے۔
- ۲۲۔ عارف کامل کی وہ نظر ہوتی ہے کہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کا معائنہ کرتا ہے۔
- ۲۳۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو دوست رکھے۔ راحت کو ترک کرے۔ ذکر الہی سے انس حاصل کرے۔
- ۲۴۔ عارف کے تین رکن ہیں۔ ادل ہیبت۔ دویم تعظیم۔ سویم حیا۔ ہیبت یہ ہے کہ اپنی تقصیرات سے منفعل رہے تعظیم ہے کہ ہمیشہ طاعت میں لگا رہے۔ حیا یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی پر نظر نہ ڈالے۔
- ۲۵۔ عارف پر کترین چیزیں ظاہر ہوتی ہیں یہ ہے کہ مال ملک سے تبرک کرے۔
- ۲۶۔ عارف دنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا سے کنارہ کشے ہوئے ہے اور غل و فحش اور حسدات سے مبرا ہے۔
- ۲۷۔ عارف وہ ہے کہ عام سلوک میں سوائے حق تعالیٰ کی ذات کے کسی سے یاری کا خواستگار نہ ہو۔
- ۲۸۔ عارف سہلے حق تعالیٰ کی یاد کے دوسری بات زبان پر نہیں لاتا۔ جس نے حق تعالیٰ کو پہچانا اور اس نے خلق سے عزت اختیار نہ کی تو سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں۔
- ۲۹۔ مرید کو چاہیے کہ ایک ذرہ بھریر کے فرمان سے متجاوز نہ ہو۔ اور جو کچھ کہ پیر نسبت نماز و تسبیح و تہجد و وظائف کے فرمائے اس کو گوش دہوش سے سننے اور اسکی پوری تعمیل کرے تاکہ مقام کو پہنچ سکے۔
- ۳۰۔ پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ اس لئے کہ پیر کی ترغیب مرید کی کمالیت حال کسے ہوتی ہے۔
- ۳۱۔ بندہ کو حق تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہیے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس سے

۳۲ نہ ہو تو اوس کو درویش نہیں کہنا چاہیئے۔  
 جو شخص دوزخ اور جہنم سے محفوظ رہنا چاہے اس کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی اطاعت بجالائے جو حق تعالیٰ کے نزدیک تمام طاعتوں سے افضل و بہتر ہو۔ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی طاعت ہے۔ فرمایا کہ درمندانوں کی فریاد کو پہنچنا۔ بیچاروں کی حاجت روائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا جس نے جو نعمت پائی سخاوت سے پائی اور جو مفیدان سے ہوا صفا سے ہوا اس راہ میں دو چیزوں کی بدولت قرار و استقامت ہے۔ ایک ادب عبودیت دوسرے تعظیم حق۔

۳۳۔ افضل ترین اوقات وہ ہیں جن میں خاطر و سواس نفس سے بچا رہے۔  
 ۲۴۔ اہل سلوک کے یہاں توبہ النصوح تین چیزیں ہیں اول کم کھانا روزے کے واسطے۔ دوم کم سونا طاعت کے واسطے سویم کم بولنا دعا کی واسطے۔  
 ۲۵۔ اول خوف۔ دوم رجا۔ سویم محبت۔ پس خوف کے ضمن میں ترک معصیت ہے تاکہ آتش دوزخ سے نجات ہو۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت ہے تاکہ بہشت و منزلت اور حیات ابدی حاصل ہو۔ اور محبت کے ضمن میں اتقہا و ذکر ہے تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔  
 ۳۶۔ توبہ اہل محبت کی تین طرح ہے اول ندامت۔ دوم ترک معصیت۔ سویم مظالم و خصومت سے پاک رہنا۔

۳۷۔ جب درویش کو حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ وہ حلاوت اس کی حجاب ہو جاتی ہے۔  
 ۳۸۔ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے سوا انہیں کچھ نہیں چاہیئے وہ مشاہدہ سے غافل ہیں اور اہل محبت و عاشقان اس راہ کے دل کے ساتھ گیر و عرش و حجاب عظمت کے طواف میں ہوتے ہیں۔ جب مشاہدہ نہیں پائے فریاد کرتے ہیں۔ اور بقا پاہستے ہیں۔ میں نے ایک مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب میں حق تعالیٰ سے واسل ہو تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ جب میں منزل قریب کو پہنچا تو کوئی زحمت نہ رہی۔ اہل دنیا کو دنیا میں مشغول دیکھا اور اہل آخرت کو محبوب اور

۳۹۔ مدعیوں کو دعویٰ میں اور ارباب تقویٰ کو تصوف میں پایا۔ میں نے سب سے کنارہ کشی اختیار کی۔  
عاشق ہر وقت محو عشق ہوتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے ذکر میں۔ اور اگر طواف میں ہے تو اس کی  
ہیبت و عظمت میں ہے۔

۴۰۔ اہل عشق وہ ہیں کہ اگر نماز صبح ادا کریں تو دوسری نماز صبح تک محو خیال دوست رہیں۔

۴۱۔ عارف محبت میں وہ ہے جو سوائے ذکر حق تعالیٰ کے کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔

۴۲۔ غلبات شوق میں اہل توکل کے لئے ایک ایسا وقت ہے کہ اگر اس وقت ان کو ذرہ ذرہ کر دیں تو ان کو خبر نہ ہو۔

۴۳۔ حق تعالیٰ کے ایسے عاشق ہیں کہ جن کو حق تعالیٰ کی دوستی نے ایسا خاموش کر دیا کہ وہ نہیں جانتے کہ عالم  
کے اندر کوئی چیز موجود ہے یا نہیں۔

۴۴۔ جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ کی دوستی جاگزیں ہو جاتی ہو وہ دونوں عالم میں کسی کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور  
اگر دیکھے تو عاشق صادق نہیں۔

۴۵۔ راہ محبت میں عاشق صادق وہ ہی ہے جو دونوں عالم کو دل سے دور کر دے۔

۴۶۔ حق تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہی ہے کہ مادر پدر و فرزند و برادر سے رشتہ توڑ کر اور سب سے بیزار  
ہو کر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہے۔

۴۷۔ ایثار عارفان بے نیازی ہے۔ اور ایثار مجبان آرزو ہے۔

۴۸۔ صادق محبت وہ ہے کہ بلائے دوست کو بر غبت قبول کرے۔

۴۹۔ میں برسوں ترک و تہجد و ریاضات و مجاہدات کا مجاور رہا۔ انجام کار سوائے ہیبت مجھ کو کچھ نصیب نہ ہوا۔

۵۰۔ جب بندہ صیقل محبت حق سے رنگارنگ و نیا دی کو اپنے آئینہ دل سے دور کرتا ہے تو اس کو حق تعالیٰ  
کے ذکر کے ساتھ موانعت ہوتی ہے اور ہستی غیر کو درمیان سے اٹھاتا ہے تو گناہ حق ہوتا ہے۔ اور  
جب تک ایسا نہیں کرتا حق تعالیٰ سے واصل نہیں ہوتا۔

۵۱۔ اہل سلوک کے درمیان محبت میں ایک علم ہے کہ کسی عالم کو اس کی خبر نہیں۔ اور زہد میں ایک طاعت  
ہے کہ کوئی زہد اس سے آگاہ نہیں۔ اور وہ ایک راہ ہے کہ دونوں عالم سے باہر ہے۔ اسکو اہل محبت

اور اہل عشق ہی جانتے ہیں۔ جب کوئی ان دونوں عالم میں ثابت ہوتا ہے اور اس راز کو جانتا ہے تو ہرگز کوئی اُس کو نہیں دیکھتا۔

۵۲۔ راہ محبت وہ راہ ہے کہ جب کوئی دوست کے عشق میں اس راہ پر آیا ہے نام و نشان ہوا۔

۵۳۔ یہ سب گفتگو و مشغلہ و حرکت کہ زاہد عشق و سلوک و طایفہ عشق سے وجود میں آتے ہیں۔ باہر پردہ کے ہیں جہاں پردہ میں جگر پائی خاموشی و سکوت و آرام پیدا ہو گیا۔

۵۴۔ یہ دلیری خواہ کی اُسی وقت تک ہے جب تک حضرت دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے جب حضور صلیب ہوئی تو مجال گفتگو کی کہاں۔

۵۵۔ کسی نے پوچھا بقا کیا ہے فرمایا عین حق۔ پوچھا تجرید کیا ہے۔ فرمایا غیر سے قطع اور دوست سے مل جانا۔

۵۶۔ علم ایک دریائے محیط ہے۔ اور معرفت اس کا چشمہ۔ پس گجا مولیٰ در گجا بندہ۔ علم خدا کے واسطے ہے۔ اور معرفت بندہ کے واسطے۔

۵۷۔ مرید مستحق فقر کا اس وقت ہوتا ہے جب عالم فانی میں باقی رہے۔

۵۸۔ دنیا میں دو باتوں سے خوشتر کوئی بات نہیں۔ اول صحبت فقرا۔ دوم حرمت اولیا۔

۵۹۔ اہل محبت بلا واسطہ دوست کا کلام سنتے ہیں۔

۶۰۔ عارف کا دل ایسا ہونا چاہیے کہ اپنے حال سے فانی اور شاہدہ دوست میں باقی ہو۔

۶۱۔ ملازمت پر مددگار کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔

۶۲۔ جو بزرگی کا دعویٰ کرتا ہے قید میں ہوتا ہے۔

۶۳۔ موت کے واسطے ہمیشہ آمادہ رہو۔

۶۴۔ جسے محبت ہوتی ہے اسے فقر سے وحشت نہیں ہوتی۔

ہمارے خواجگان قدس الشہادہ ہم نے چودہ مقام اختیار کئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور بسبب ان کے منزل گاہ قرب و کمال کو پہنچے ہیں۔ اول مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام کے مقام کی طرف ہے دوم مقام عابدان کہ مقام حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے۔ سوم مقام زاہدان کہ مقام

حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ چہارم مقام راضیان کہ مقام حضرت ایوب علیہ السلام کا ہے۔ پنجم مقام قانعا کہ مقام حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے۔ ششم مقام جہان کہ مقام حضرت یونس علیہ السلام کا ہے۔ ہفتم مقام صدیقان کہ مقام حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔ ہشتم مقام متفکران کہ مقام حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔ نہم مقام مترشدان کہ حضرت ثبیت علیہ السلام کا ہے۔ دہم مقام صالحان کہ مقام حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ یازدہم مقام مخلصان کہ مقام حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ دوازدہم مقام عارفان کہ مقام حضرت خضر علیہ السلام کا ہے۔ سیزدہم مقام شاکران یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے چہارم ہم مقام محبان کہ یہ مقام حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۶۵۔ اہل طریقت کے لئے دس شرطیں لازم ہیں۔ اول طلب حق دوم طلب مرشد سوم لب چہارم رضا پنجم محبت و ترک فضول ششم تقویٰ۔ ہفتم استقامت شریعت۔ ہشتم کم کھانا دم سونا۔ نہم عزت اختیار کرنا غلق سے۔ دہم روزہ نماز۔

۶۶۔ اہل حقیقت کے لئے بھی دس شرطیں لازم ہیں۔ اول یہ کہ معرفت میں کافی ہو۔ اور غدار رسیدہ ہو۔ دوم یہ کہ نہ رنج ہو نہ رنجیدہ کرے اور نہ کسی کی بدی خیال میں لاوے۔ سویم یہ کہ حق تعالیٰ کی راہ کھلے اور خلق کو ایسی بات بتا دے جس میں فائدہ دینا و آخرت کا مترتب ہو۔ چہارم تواضع۔ پنجم عزت ششم یہ کہ ہر شخص کو عزیز و محترم جانے اور اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر شمار کرے۔ ہفتم رضا و تسلیم۔ ہشتم ہر ایک دروہ و رنج میں صبر۔ نہم سوز و گداز و عجز نیاز۔ دہم قناعت و توکل۔  
(مسائل سالکین)

## (ج) فیضان معرفت بذریعہ مکتوبات مبارکہ

سناسے خط لجاتا ہے تو گویا آدمی ملاقات ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ مشتاق نظریں جو آپ کے جمال  
جہاں آرا کو ڈھونڈتی ہیں۔ وہ دل جو آپ پر شمار ہونے کے آرزو مند ہیں وہ سر جو آپ کے قدموں پر چھکنے کی تمنا  
رکھتے ہیں۔ وہ رُوحیں جو آپ کا طواف کرنے کی خواہاں ہیں۔ اور وہ ذرات ہستی جو آپ کا نقش قدم بیٹھنے کے  
لئے بے چین ہیں۔ ان مکتوبات مبارکہ کی زیارت سے نصف قدم بوسی کا لطف اٹھائیں گے اور فیوض مکتوبات  
سے گنجینہ حاصل کریں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب اولیٰ اللہ العظمیٰ کے اسرار سے واقف لم یلد ولم یولد کے انوار کے ماہر میرے بھائی خواجہ قطب الدین  
دہلوی اللہ آپ کے علاج کو زیادہ کرے۔ فقیر معین الدین بخاری کی طرف سے خوشی و خرمی آمیز اور انس و  
محبت سے بھرا ہوا سلام پہنچے۔ مقصود یہ کہ تادم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں اللہ آپ کو  
صحت دارین عطا فرمائے۔

برادر میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو عشق  
کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہیئے۔ جب خواجہ شیخ سعدی نے آپ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیونکر  
پہچان سکتے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے۔ جس میں ترک ہو یقین جانو کہ  
وہ اہل معرفت ہے اور اُسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں۔ اُس میں معرفت حق کی بوجہ نہیں  
یہ اچھی طرح یقین کرو کہ کلمہ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں  
انہوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر دیا ہے اور کر رہے ہیں یہ معبود علایق بن رہے ہیں بہت لوگ  
مجاہد جلال کی پرستش کرتے ہیں پس جس نے جاہ جلال و مال کو دل سے نکال دیا اُس نے گویا نفی کر دی اور جسے حق تعالیٰ  
کی معرفت حاصل ہو گئی اُس نے پورا پورا اثبات حاصل کر لیا اور بیانات لا الہ الا اللہ کے کہنے اور اس پر عمل کرنے

حاصل ہوتی ہے پس جس نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا اسے خدا ناسی حاصل نہیں ہوتی۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب دوم { حقایق معارف سے واقف رب العالمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین ہوی  
واضح رہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ دانا وہ فقرا ہیں جنہوں نے درویشی و نامرادی کو اختیار کر رکھا ہے۔  
کیونکہ ہر ایک مراد میں نامرادی ہے اور نامرادی میں مراد ہے۔ برخلاف اس کے دل غفلت نے صحت کو جنت  
اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے پس دانا وہ ہی ہے جو کسی دنیاوی مراد کا خیال آنے پر فوراً اسے ترک  
کر کے نامرادی اور فقر کو اختیار کر لے۔ اپنی مراد کو چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کر لے۔ نامراد تانہ گروی بامرد کے کیا  
پس مرد کو حق تعالیٰ سے وابستگی لازم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ آنکھ نہ  
تو ہر راہ میں سوائے اس کے جلوہ کے اور کچھ نہ دیکھے اور دونوں جہان میں جس کی طرف نگاہ کرے اس میں سکی  
حقیقت دیکھے۔ دینداری اور آنکھ حاصل کر دے۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھو تو خاک کا ہر ایک ذرہ جام جہاں نما ہے  
سوائے ظاہر ملاپ اور شوق کے اور کیا لکھوں۔ والسلام۔ (سوانح میری سلطان الہند غریب نواز)

## (د) تعلیم اور ادب و طائف

حضور خواجہ غریب نواز کا فرمان ہے کہ جو شخص درویش و طیفہ پڑھے اس کو لازم ہے کہ کبھی نافع نہ کرے  
اگر دن میں نافع ہو جائے تو شب میں پڑھے اور کاروبار دنیاوی میں مصروف ہو۔ کیونکہ اس باب میں ارشاد جناب  
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ تَارَى لَيْلٍ مِّنَ الْيَوْمِ مَلْعُونٌ ط اور فرمایا حضرت نے کہ ایک روز مولانا  
رضی الدین گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا جیسے ہی اپنے مکان پر تشریف لائے سو چاکہ یہ بلا  
کہاں سے آئی بعدہ یاد آیا کہ آج صبح کے وقت حسب معمول یاسین شریف نہیں پڑھی تھی اسی باب میں ایک  
اور حکایت فرمائی کہ حضرت خواجہ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ذبیحہ نافع ہو گیا پس آواز غیب نے آگاہ  
کیا کہ اے عبداللہ جو عہد کہ تو نے ہم سے کیا تھا وہ آج تو رد یا یعنی ذبیحہ پڑھا بھول گئے ان روایات



پھر فرمایا جب انسان نیند سے جاگے تو سیدھے پہلو سے اٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور ضروریات سے فارغ ہو کر وضو باتمام کرے اور دو رکعت نماز تھمتہ الوضو ادا کرے اور جائے نماز پر پہنچ کر چند آیتیں سورہ بقرہ کی پڑھے بعد ازاں نشر آیات سورہ انعام کی اور ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے پھر صبح کی سنتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور الم نشرح اور رکعت دوم میں سورہ فاتحہ اور الم ترکیب ثلثین پڑھ کر نماز ختم کرے۔

جب نماز صبح ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھے اور دس بار پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الہ الا کمک ولہ الحمد سبحی و بحسبیت و ہو حی لا یموت ابداً ابداً ذوالجلال و لا اکرام بیدہ الخیر و ہو علی کل شیء قدیر پڑھے پھر تسبیح اشہد ان محمد عبیدہ و رسولہ پڑھے اور تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

اللَّهُمَّ مَلِّ عَلَى الْحَيِّ مَا اخْتَلَفَ الْمُرَانِ وَتَعَاتَبَ الْعُصْرَانِ وَتَكَرَّرَ الْحَيِّ يَدَانِ وَاسْتَصْعَبَ الْقُرْآنُ  
وَالْقَهْمَانِ بَلِّغْ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ مِنِّي التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ ط اور تین مرتبہ پڑھے یا غنیرِ یز یا زلالِ دِلور  
تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم  
اور سہ بار استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ط اور تین مرتبہ سبحان اللہ محمدی سبحان  
اللہ العظیم و محمدی استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو ارحم الراحمین یا قیوم غفار الذی اتوب مسائر العیوب  
غلام العیوب کشف الکرب مقلب القلوب و اتوب الیہ و تین بار یا حی یا قیوم یا حنان یا منان  
یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بیدیع السموات و الارض یا دوا الجلال و الاکرام ط بِرَحْمَتِكَ یا ارحم  
الرحمین ط و تین مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یا قیوم یا دایم یا حی یا قیوم یا احد یا مناد

يَا حَلِيمُ يَا عَظِيمُ يَا عَلِيَّ يَا ذَا فَتْرٍ يَا ذَا بَاقِي يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ  
 وَاللّٰهُ أَجْمَعِينَ ط پڑھے بعد نماز کے نام حق تعالیٰ اور پھر نماز کے نام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 پڑھے کہ وہ یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مُحَمَّدًا أَحْمَدًا حَامِدًا مُحَمَّدًا قَاسِمًا عَائِشَةَ خَاتِمَةَ نَبِيِّنَا  
 حَيُّ مَا حَيُّ دَائِمًا سَلَامٌ مِّنْهُ لِنَبِيِّنَا هَادِي مَهْدِي رَسُولُ الرَّحْمَةِ نَبِيُّ طَاهِرِينَ مَرْمَلٍ  
 مَدِينَةٍ صَفِيٍّ خَلِيلٍ كَرِيمٍ حَبِيبٍ مُّجِيدٍ أَحْمَدٌ وَحَمِيدٌ قَيُّوْمٌ مَّقْتَدِرٌ رَّسُولٌ أَمَّا لِحَمْدِهِ  
 رَسُوْلُ الرَّاحَةِ كَامِلٌ رَّحِيْلٌ مُّصْطَفَىٰ مَرْفُوعٌ مُّتَقَرَّبٌ نَاصِرٌ قَائِمٌ حَاطِفٌ شَهِيدٌ عَادِلٌ حَكِيمٌ قَوِيٌّ  
 سَجْدَةٌ بَيِّنَاتٌ بَرَهَانٌ مُّؤْمِنٌ مُّطِيعٌ مُّذَكَّرٌ وَاعْظَمُ وَاحِدٌ أَمِينٌ صَادِقٌ نَاطِقٌ صَاحِبٌ مَسْكِيٍّ  
 مَدَنِيٍّ لَطِيفٌ بَرَزَنِيٌّ هَاشِمِيٌّ مَضَرِيٌّ أُمِّيٌّ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ  
 مَسْقِيٌّ إِمَامٌ يَارَاحَتِيٍّ مَدِينٌ أَوَّلُ الْخَيْرِ طَاهِرٌ بَاطِنٌ شَفِيعٌ حُرٌّ أَمْرٌ نَاهِيٌّ حَلِيمٌ شَهِيدٌ قَرِيبٌ  
 مَدِينٌ وَلِيٌّ عَيْنِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ كَرَامَتِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ آيَتِ اللّٰهِ وَسَلَامَتُهُ وَسَلَامَتُهُ كَثِيرًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
 اس کے بعد تین بار درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقَىٰ مِنْ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ وَارْحَمْهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ  
 حَتّٰى لَا يَبْقَىٰ مِنْ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقَىٰ مِنْ الْبَرَكَاتِ شَيْءٌ اس کے بعد ایک بار  
 آیتہ الکرسی پڑھے پھر تین بار یہ پڑھے قُلْ اَللّٰهُمَّ بِرَأْسِكَ الْمَلٰٓئِكَةُ تُوْتِي الْمَلٰٓئِكَةَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلٰٓئِكَةَ  
 مِنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِرَأْسِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور تین بار  
 قل هو الله احد پوری اور سات بار اِنْ تَوَلَّوْا فَلَاحُ الْاِسْلَامِ اِنَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ  
 الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط اور سہ بار یہ پڑھے رَبَّنَا لَا تُخَلِّفْ لَنَا مَانًا طَاقَةً لَّنَا بِهِ دَعَفْتُ عَنْهُ لَنَا دَمْرًا  
 اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ط بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط تین بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ  
 وَالْوَالِدَيْنِ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ  
 يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط تین بار یہ پڑھے سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْاَبَدِيِّ سُبْحَانَ الْبَاقِي الْمَعِيْدِ اَللّٰهُ اَقَمَّ وَلَهُ  
 يَلَدٌ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ ط تین مرتبہ یہ پڑھے اِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاِنَّ اللّٰهَ  
 قَدَّ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَدَدًا ط اَتُوْبُ تُوْبَةً عَبْدٌ طَالِمًا لِّمَلِكٍ لِّنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اَوْ لَا مَوْتًا

وَالْأَحْيَاءَ وَلَا تَشْوَءَاطِ بَہرِئِن بَارِیہ پڑھے اَللّٰهُمَّ یَا حَیُّ یَا اَللّٰہُ یَا اَلْاِیَّہُ الْاَلَا اَنْتَ اَسْأَلُکَ وَ اَنْ تُحْیِیَ تَظَلِّیَ  
 وَ تُوْزِرَ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ ط بَہرِئِن بَارِیہ مَسْئِبِ الْاَسْبَابِ یَا مُفْتِیْحُ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبُ  
 الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ یَا ذِی الْاَنْبِیَاءِ الْمُتَحَرِّئِنِ یَا عِبَادَ الْمُسْتَغْنِیْنَ اَعْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّ وَ اَوْتِ  
 اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَبِّ لَا تُخَوِّلْ وَلَا تُؤْخَرْ اِلَّا بِاَللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط مَا شَاءَ اَللّٰہُ وَ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یُکُنْ  
 لِحُجَّتِ رِزَاکَ تَعَبُدُ وَ اِیَّاکَ تَسْتَعِیْنُ ط پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ یَا مَنْ یَمْلِکُ  
 حَوَاجِجَ السَّالِئِیْنَ وَ یَعْلَمُ مَخِیْرَ اَصْدَاقِیْنَ فَ اِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ مَسْئَلَةٍ مِّنْکَ تَمَعًا حَاضِرًا اَوْ جَوَابًا عَنِیْ  
 وَ اِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ صَامِتٍ عَلِمًا یَا طَاقًا عَظِیْمًا مَوَاعِدِکَ اَصَادِقَہُ وَ اِیَّادِیْکَ اَشْأَمَہُ وَ رَحْمَہُ  
 اَوْ اَبْغَطَہُ وَ نَعْمَہُ اَسْأَلُکَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَیَّ بِرَحْمَہِ الرَّحِیْمِیْنَ ط بعد ازاں ایک بار یہ پڑھے -  
 یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا بُرْہَانَ یَا سُبْحَانَ یَا غَفَّارَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ط پھر سہ بار یہ پڑھے  
 اَللّٰهُمَّ اَمْلِجْ اُمِّتَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ ط اس کے بعد یہ پڑھے  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَسْمَائِکَ وَ اِسْمِکَ الْاَعْظَمِ اَنْ تُعْطِیْنِیْ مَا سَأَلْتُکَ بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ  
 الرَّحِیْمِیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی السَّمٰوَاتِ عَرْشِہُ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْقُبُورِ قَضَاؤُہُ وَ اَمْرُہُ لَا وَ اَلْحَمْدُ  
 لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْاَلْبَیْہِ وَ الْحِجْرِ سَبِیْلِہُ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا مَدَدَ وَ لَا مَلْجَاءَ اِلَّا اِلَیْہِ رَبِّ لَا تُزِیْرِ فِرْدَ اَنْتَ  
 خَبِیْرُ الْاَوَّارِئِیْنَ اس کے بعد ۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ مَلَاہُ الْمِیْزَانِ وَ الْمُنْقِی الْعِلْمِ وَ زِیَّاتِہُ الْعَرْشِ وَ مَبْلَغُ الْاُورْ  
 بِرَحْمَہِکَ یَا اَرْحَمَ الْوَحِیْمِیْنَ ط پھر یکبار یہ پڑھے رَحِیْمٌ یَا اَللّٰہُ رَبَّاکَ کَرِیْمًا وَ کَرِیْمًا نَبِیًّا وَ اِلَا سَلَامٌ  
 دِیْنًا وَ اِلَا قُرْآنَ اِیْمَانًا وَ بِالْکُفْبَةِ قِبْلَہً وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا ط تین بار یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ  
 بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِیْنَ وَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الْاَلِیِّ لَا یَصْرَعُ مَعَ اِسْمِہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَ هُوَ  
 اَسْمِیْعُ الْعِلْمِ ط اس کے بعد چند بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اَجِرْ نَا مِنْ الشَّارِ یَا مُخِیْرُ بعد اس کے دس بار یہ پڑھے  
 لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کے بعد ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ط پھر سہ بار اَشْہَدُ اَنْ اِلٰہَ اَحَدٌ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ  
 حَقٌّ وَ الْمَوْتُ حَقٌّ وَ السَّوَالُ حَقٌّ وَ الصِّرَاطُ حَقٌّ وَ شِفَاعَتُہُ حَقٌّ وَ کَرَامَتِ الْاَدِیَاءِ اللّٰہِ حَقٌّ وَ مُعْجَزَاتُ الْاَنْبِیَاءِ  
 حَقٌّ فِی دَاہِ الدُّنْیَا وَ اِنَّ السَّاعَۃَ لَآ تَرُوبُ فِیْہَا وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُورِ پڑھے یہاں ہاتھ پھیلا

اور دعا مانگے اَللّٰهُمَّ زِدْ نَوْرًا وَاَدْخِلْهُ خُصُوْرًا نَادٍ زِدْ مَعْفِرًا تَبَادُرْ طَاعَتَكَ زِدْ تَحَنُّنًا وَاَدْخِلْهُ حَقِيْقَةً زِدْ  
عَشْفًا وَاَدْخِلْهُ قَبُوْلًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اس کے بعد سبعت عشر سورہ یٰسین پڑھے  
بعد اس کے سورہ ملک اور سورہ جمعہ پڑھے جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز اشراق دس رکعت پانچ سلام  
کے ساتھ ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اذکار اربعہ ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار  
اور انا اعطینا ایک بار بعد ازاں دس بار درود شریف پڑھے بعد ازاں چاشت کے وقت تک تلاوت قرآن  
میں مشغول رہے پھر نماز چاشت کی بارہ رکعت چھ سلام کے ساتھ ادا کرے اول رکعت میں فاتحہ ایک  
بار سورہ داعیٰ ایک بار پڑھے بعد اس کے کلمہ سبحان اللہ پڑھے اور سو بار درود شریف پڑھے  
تلاوت قرآن میں اس وقت تک مشغول رہے جب تک دیوہا میں تیزی آجائے۔ اس کے بعد دس سویتیں آخر کی  
الم تر کیف سے قل آخوذ برب الناس تک بقیہ دس رکعت چاشت میں پڑھی جائیں پھر دس بار درود شریف  
پھر سورہ نوح پڑھے البتہ حضرت حفصہ علیہ السلام سے ملاقات ہوگی پھر ضروریات میں مصروف ہو وقت  
ظہر سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پھر سورہ فتح ایک بار اور سورہ ملک پانچ بار اور سورہ عاتیاں  
ایک بار اور دالنازعات ایک بار پڑھے ظہر کی سورتوں کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس بندہ  
کو قبر میں نہ رہنے دیگا پھر ذکر میں مشغول ہو فرمایا کہ شرح مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی سورہ دالنازعات  
پڑھے گا حق تعالیٰ اس کو قبر میں نہ چھوڑے گا پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب کی نماز کی سنتوں کے بعد دو رکعت  
نماز بہ نیت حفظ ایمان ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ قل ھو اللہ تین مرتبہ اور فلق ایک بار رکعت  
دوم میں الحمد ایک بار سورہ اخلاص تین مرتبہ اور دالنازعات ایک مرتبہ پھر ختم نماز مسجد میں رکھ کر  
یوں دعا مانگے یا سَمِیْعُ یا قَبُوْمُ رَبِّیْ عَلٰی لَا یُخَافُ اِسْمَیْ اس کے بعد صلوٰۃ الادابین کی چھ رکعت تین سلام کے ساتھ  
ادا کرے رکعت اول میں بعد فاتحہ اذکار اربعہ دس رکعت دوم میں بعد الحمد سورہ نکات اور رکعت سوم  
دچہارم میں سورہ واقعہ پڑھے پنجم و ششم میں اور سویتیں ملا کر پڑھے اور نماز پوری کرے اور چھ شاکا و تھت  
آجائے اس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ عَنِّیْ اِذْ کُوْنَتْ دُشْتُ لَکَ وَتَشْتَرِکَ عَلَیَّ بَعْدَ اَمْرِیْ کے نماز  
عشا کی وقت چار رکعت اس طرح پڑھے رکعت اول میں بعد الحمد آیتہ الکرسی تین بار اور سویتوں کی چھ سویتیں

قل پڑھے بعد سلام مطلب نیک طلب کرے پورا ہوگا۔ اس کے بعد چار رکعت نماز سعادت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا انزلنا تین بار سورۃ اخلاص پندرہ بار نماز سے فایغ ہو کر سرسجدہ میں رکھ کر کہے یا حی یا قیوم یا اے علی الایمان ط اس کے بعد بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرُكْعَةٍ فِی الْعَمْرَةِ وَالصَّحْتَةِ فِی الْمَعِیْشَةِ وَوَسْعَةٍ فِی الْمَرْزَقِ وَزِیَادَةٍ فِی الْعِلْمِ وَتَمِیْنَتِیْ اَعْلٰی الْاِیْمَانِ ط۔

رات کے تین حصہ کرے پہلے میں نماز عشاء دو سہرے میں تہجد ادا کرے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہے اور اُتت کے لئے بھی ضروری ہے لہذا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت پڑھے اور جو کچھ قرآن میں سے یاد ہو پڑھے اور تھوڑی دیر سو رہے پھر اٹھٹے تازہ وضو کرے صبح کا ذب تک ذکر شغل و مراقبہ میں مشغول رہے فرمایا کہ ایک بزرگ کی نماز تہجد ادا نہ ہو سکی تو وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں لٹ گیا مکان پر آئے اور سوچا کہ ایسا کیوں ہوا آواز آئی کہ نماز تہجد ادا نہیں کی پس اسی حالت میں نماز ادا کی اور پاؤں درست ہو گیا چنانچہ اسی طرح عمل روزانہ جاری رکھے اور لازم ہے کہ ذرہ برابر خلافت حکم مرشد کے تصور نہ کرے۔  
(دلیل العارفین)

**برائے حل مشکلات** { فرمایا کہ آثار طبقات مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ حاجت براری کے واسطے الحمد شریف زیادہ پڑھنی چاہیئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے وہ الحمد شریف اس طریق پر پڑھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم کو الحمد کے لام سے ملائے (تو لڑل) آواز دیکھا اور پوری الحمد شریف پڑھنے کے بعد تین مرتبہ آمین کہے حق سبحانہ تعالیٰ مشکلات حل فرمادے گا (دلیل العارفین)

حضور خواجہ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ لا علاج مرض کی شفا کے لئے بہ ترکیب مذکورہ بالا سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ چالیس روز پڑھے اور دم کرے۔ حق تعالیٰ شفا دیگا۔

حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز حضور رحمۃ اللعالمین روقت افروز تھے اور صحابہ کرام رحمہم اللہ اجمعین بھی حاضر دربار اقدس تھے کہ جبرائیل امین آئے اور عرض کیا حق سبحانہ تعالیٰ

بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو جو کتاب بھیجی اس میں سورہ فاتحہ ہے اگر تو ریت میں ہوتی تو موسیٰ کی اُمت میں چھو دن ہوتے اور اگر انجیل میں ہوتی تو اُمت عیسیٰ ترسانہ ہوتی اگر زبور میں ہوتی تو اُمت داؤد برگشتہ نہ ہوتی۔ پس یہ صورت قرآن مجید میں اس لئے بھیجی ہے کہ اس کی برکت سے آپ کی اُمت برکتیں حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا کہ وہ سورہ کوئی ہے جبریل علیہ السلام نے ذکر پیش کی اور بہت سے فضائل بیان کئے پس لازم ہے کہ ہر وہ انسان جس کو کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی پیش آئے یا بیماری ہو تو صبح کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد اکتالیس مرتبہ بطریق مذکور الصدر الحمد شریف پڑھے بعد ازاں نماز فریضہ ادا کرے حق سبحانہ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیروں کو یہ پانچ مرتبہ اس طرح دریا عبور کیا کہ الحمد شریف پڑھ کر پانی پر دم کی اور بہتے دریا سے پار ہو گئے۔

برائے کشف قبور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کامل بزرگ سے بیعت ہو کر روزانہ بعد نماز عشاء سونے سے قبل آیتہ الکرسی ایک مرتبہ اور چاروں قل شریف پڑھ کر سینہ پر دم کرے بعدہ دس بار سورہ فاتحہ شریف اور اسمائے پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اور اسمائے مبارک حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر دائیں بائیں پہلو پر دم کرے بعدہ درود شریف سو بار پڑھے اور سر کی جانب دم کرے اور سورہ الم نشرح پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ جس بزرگ کا خیال دل میں رکھ کر سوئے گا ان کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اکتالیس دن کے بعد جب سب بزرگوں کی زیارت کر لے گا تو پھر جس قبر کے پاس باد صمود وزانو بیٹھ کر مراقبہ کرے گا بحکم خدا صاحب قبر کی زیارت ہوگی اگر دل صاف ہے تو بات حیات کرنے کی توفیق بھی ہو جائے گی اور صاحب قبر سے فیض باطنی بھی ہوگا۔

(سواخ خواجہ غریب نواز)

برائے شرف زیارت رسول اللہ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو خواب میں شرف صلی اللہ علیہ وسلم زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہو تو جمعہ کی

میں دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے آیتہ الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص پندرہ بار نہایت خلوص دل سے پڑھے اور تبرکات پر سو جائے اور کسی سے بات چیت نہ کرے بحکم خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (از سوانح غریب نواز)

**برائے دردمند** { غریب نوازؒ نے فرمایا کہ پیٹ کے درد کے واسطے سات بار سورۃ الم نشرح پڑھ کر دم کر کے مرین کو پلا دے تو بالکل تندرست ہو جائیگا (از سوانح غریب نوازؒ)

**برائے دفعیہ دشمن** { حضرت غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دشمن زیادہ ہوں تو چاہیے کہ با وضو سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر دفعیہ دشمن کی دعا جناب باری میں بجز انکساری کے ساتھ کرے ایک ہفتہ کامل پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوں (از سوانح غریب نوازؒ)

**بوقت نزع** { حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ جس کو شدت سکرانہ موت ہو اس کے پاس بحالت نزع سورۃ یلین شریف با وضو بھنور قلب پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ سکرانہ کی سختی آسان ہو جائے گی بارہا آزمودہ ہے (از سوانح غریب نوازؒ)

**برائے معاش** { حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ملازمت نہ ملتی ہو اور ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیے کہ غرہ نواز سے سورۃ یلین شریف کو اس ترکیب سے پڑھے کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اکتالیس بار درود شریف پھر سورۃ یلین شریف تین در تین پڑھے لفظ تین پر بار نہ کرے آخر تک اس طرح سورۃ شریف ایک بار پڑھے بعد درود شریف ۴۱ بار پڑھے اور دعا مانگے خدا چاہے اول تو پہلے ہی چلے میں کامیاب ہوگا ورنہ دوسرا اور تیسرا چلے بھی کرے کامیاب ہوگا اور کوئی صورت معاش کی پیدا ہو جائے گی (از سوانح غریب نوازؒ)

**مرض لا دوا کا علاج** { حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو لا علاج مرض ہو تو چاہیے کہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر سے مغرب تک یا اللہ یا رحمن یا رحیم طیر مختار ہے انشاء اللہ تعالیٰ اکیس دن میں صحت ہوگی ناغہ نہ کرے اگر مرض موت ہے تو وہ پڑھ نہ سکیگا۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

**اداسے قرض کیواسطے** { حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اداسے قرض کے واسطے آیت ذیل ۴۱ دن تک

۵ بار ہر نماز میں روزانہ پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے بہت جلد نجات پائیگا آیت شریف یہ ہے  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ اَللّٰهُمَّ مِلَّاکَ الْمَلٰئِکَۃِ قُوْنِی الْمَلٰئِکَۃِ تاجِبُوْهُ حَسَاب ط (از سونخ غریب نواز)  
 آنکھ کا پھڑکننا { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی آنکھ بہت پھڑکتی ہو تو قرآن مجید کی کوئی آیت  
 اور یہ آیت پڑھ کر ادھنگلی پر لب لگا کر دم کیسے اور پھڑکنے والی آنکھ پر لے آنکھ پھڑکنا بند ہو جائیگا اَللّٰهُمَّ لَا تُخَفِّرْ  
 وَلَا تُطَيِّرْ وَلَا یُطِیْرُ عَلَیَّ وَلَا صَوْلَا صَرْفَا وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ ط (از سونخ غریب نواز)

برائے علاج حیات طفلان { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے  
 ہوں تو اس کو چاہیے دو شنبہ کے روز اجوائن اور کالی مچ پر سورہ دانش چالیس بار پڑھ کر دم کرے بلاناغہ بچہ  
 بحکم خدا بامراد ہو۔ (از سونخ غریب نواز)

برائے علاج لقوہ { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو لقوہ کی بیماری ہو جائے تو کسی بزرگ کامل  
 سے سورہ الزوال کو سوہبسم اللہ شریف پاک برتن پر لکھا کر ۲۱ دن تک بلاناغہ ہو کر پیارے افشار اللہ تعالیٰ آرام  
 ہو جائے گا (از سونخ غریب نواز)

دیوانے کتنے کے { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو دیوانہ لگا گئے تو چاہیے کہ اَللّٰهُمَّ یٰکَیْنُ  
 کَیْنُ دَکَیْنُ مَکَیْنُ اَجْمِلِ الْکَفْرِ نِیْنِ اَمْهَلْهُمْ رَدِیْدًا ط روٹی کے ۴۰ ٹکڑوں پر  
 لکھ کر ہر روز ایک ٹکڑا چالیس روز تک کھائے۔ (از سونخ غریب نواز)

برائے تسخیر خلائق { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ خواہش ہو کہ مخلوق میں میری عزت ہو تو  
 چاہیے کہ جب صبح کو سو بج ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت سو بج کی جانب منہ کر کے بجنور قلب سورہ  
 رحمن شریف پڑھنی شروع کرے اور قیائی اوسوں بکھا نکلیں بان کہتے وقت سو بج کی جانب انگلی سے  
 اشارہ کرے (ادل چالیس بار پڑھ کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے) طریقہ استعمال یہ ہے کہ جب کسی کے سامنے جائے  
 تو سورہ رحمن ایک مرتبہ پڑھ کر جائے اگر فرصت نہ ہو تو صرف آیت مذکورہ تین بار پڑھ کر جائے نہایت  
 مجرب ہے (از سونخ غریب نواز)

برائے قیہ حچیک { حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ چچیک کے موسم میں یا جب کسی کو چچیک پھلے ہو  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِکَیْنِ دَکَیْنِ مَکَیْنِ اَجْمِلِ الْکَفْرِ نِیْنِ اَمْهَلْهُمْ رَدِیْدًا ط سورہ رحمن ۲۱ دن ۳۸ اجوائن اور تین دن سیارہ مرجع کالی بھوں۔



تو سورہ رحمن کا گنڈا بنا کر گلے میں ڈالے۔ سورہ رحمن پڑھنا شروع کرے اور ہر آیتہ فبائی لاء ربکما تکذبان پر گرہ بنائے اور کھینچتے دقت دم کر کے گرہ مضبوط کر دے آخر تک ایسا ہی کرے اور گلے میں ڈال دے بہت جلد آرام ہو جائیگا (از سوانح غریب نواز)

## آپ کی کرامات عظیمہ

یہ سلسلہ ہے کہ راست عقل میں آنے سے ہالاقتر ہے۔ اس لئے اہل عقل کو بدلائل اس کا سمجھنا محال ہے مگر اہل عقل میں بھی دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ جو اس مسئلہ کو بدلائل عقلی سمجھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کو ہم نے بالمشاہدہ بدلائل عقلی سمجھانے کی آگے کوشش کی ہے۔ مگر دوسرا وہ گروہ ہے جس کا کتاب اللہ پر ایمان ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ثبوت کی کسوٹی پر ہر مرکوب رکھنا چاہتا ہے۔ اس گروہ کے لئے تو صرف اس آیتہ قرآنی کا معجزہ کے ثبوت میں پیش کرنا کافی ہو گا۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلیم)  
کو راتوں رات مسجد الحرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ  
(بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر وہیم نے برکت  
دی ہے لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں  
دکھائیں۔ بیشک وہ سنا دیکھتا ہے (سورہ بنی  
اسرائیل پارہ پندرہواں)

مُبْتَلٰی الَّذِیْ اٰمَرٰی بِحَبْدٍ ۙ کَلِیْلًا مِّنَ الْمُنِجِدِ  
الْحَرَامِ اِلٰی الْمُسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَوَّكُنَا مِنْهُ  
لَعَنَیْہِ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

مندرجہ بالا آیتہ مقدسہ سے سرور عالم کا ایک رات میں کعبہ سے بیت المقدس تشریف لے جانا معلوم  
ہوا بایں وہ نبی سے معجزہ کا ظہور قرآن سے ثابت ہے مگر اب دیکھنا ہے کہ انبیاء کے علاوہ بھی کسی سے  
اظہار کرامت کلام مجید سے ثابت ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ثابت  
کرتی ہیں کہ بی بی مریم اگرچہ نبی نہ تھیں مگر ان سے کرامت کا ظہور ہوا۔

پھر جننے کا درد اسے ایک کچھور کی جڑ کے پاس لے آیا

فَاٰجَاۤءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی حِجْزِ التَّحْلَلِۃِ ۚ وَ قَالَتْ

يَلْتَمِسُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ قَبْلَ هَذَا وَكَذَلِكَ فَسَيَأْمَنُهَا طَفَنَاهَا  
مِنْ تَحْتِهَا إِنَّهُ تَحْزَنُ فِي تَدْرِجٍ رَهْمَةٍ تَحْتَهُ مِثْقَالَ  
ذَرَّةٍ فِي إِلَيْكَ بِحُذُوعِ الْعَلَمَةِ فَتَسْقُطُ عَلَيْكَ رُبَا  
جَدِيًّا طَفَنُكَ وَاشْرَبِي دِقْسِي عَيْنًا

كَمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكِيًّا إِلِيمًا طَفَنَ عَيْنَهَا  
رَبًّا طَقَالَ بِمِثْقَالِ رُبَا طَقَالَ هَذَا طَقَالَ هُوَ يَوْمَ  
عَيْنِ اللَّهِ ط

بولی کاش کے میں اس سے پہلے مریچی ہوتی۔ اور  
اور بھولی بسری ہوتی پھر اس کے نیچے سے اسکو  
آواز آئی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے (تیرے  
قدموں کے نیچے) ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے  
اور تو اپنی طرف کھجور کا تناہلا تجھ پر پکی کھجوریں گرانیگی  
تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر سورہ مریم پارہ سوم  
جب کبھی ذکر یا اوس کے پاس ہجرہ میں آتا تو  
اس کے پاس کچھ کھانا (موجود) پاتا۔ ذکر لینے کہا  
اے مریم یہ کھانا کہاں سے تیرے پاس آیا۔ وہ  
بولی یہ اللہ کے پاس سے ہے

(سورہ آل عمران پارہ سوم)

اسی طرح ہندوستان کے امام لاولیا حضور خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس سے بزمانہ حیات  
ظاہری کرامتیں سرزد ہوئیں بلکہ بعد وفات بھی لافانی لادھانی قوت کے زیر اثر ہزاروں کرامتیں ظہور  
پذیر ہوئیں اور لاکھوں اہل غرض اہل حاجت دریائے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اور تاقیامت  
ہوتے رہیں گے۔

اس موقع پر ہم صرف آپ کی ان کرامات کا تذکرہ کریں گے جو ولایت خواجہ کے زیر اثر بزمانہ حیات  
ظاہری ظہور پذیر ہوئیں۔ حالانکہ ان کی تعداد ہزاروں بتائی جاتی ہے مگر ان میں سے چند تیرہ کا حسب  
ذیل ہیں۔

میسالی { ایک شخص کو حکومت دقت نے ہلا قصور پھانسی دی تھی۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ  
اُس کی ماں گریہ و زاری کرتی ہوئی آپ کے پاس آئی۔ اور اپنے بیٹے کی بے قصوری ظاہر کر کے کہنے لگی کہ  
”حاکم نے اُس کو ناحق پھانسی دی ہے۔ آپ پر اے خدا میرے فریاد رسی کیجئے“

پس آپ فی الفور عصا لیکر روانہ ہوئے۔ اور ایک جماعت صوفیوں خادموں اور مردان شہر کی آپ کے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقتول کے نزدیک تشریف لے گئے اور عصا سے اُس کی طرٹ اشارہ کر کے فرمایا کہ ”اے مظلوم اگر توبہ گناہ قتل کیا گیا ہے تو حق تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ اور دار سے نیچے اتر آ۔“ یہ فرمان سنکر مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اتر آیا۔ اور آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ گھر گیا۔

کرامت سلیمانی {خواجہ قطب صاحب فرماتے ہیں کہ غریب نواز ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر جب آپ کا کام بڑھا تو آپ ہر شب اجیر تشریف سے طوان کہہ کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے خاسلہاں موجود ہوتے تھے وہ آپ کو دیکھتے تھے۔ اور آپ کے خدام جانتے تھے کہ آپ حجرہ میں مشغول عبادت ہیں۔ آخر تحقیق ہوا کہ آپ ہر شب کہ منظمہ میں ہوتے ہیں۔ اور نماز فجر اپنے مقام پر آکر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ (از روایات سالکین دمسالک السالکین)

تاج بخش {ایک روز آپ اور شیخ ابدال الدین کرمانی اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز ایک جگہ آپس میں بیٹھے حق تعالیٰ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک لڑکا شمس الدین نامی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گذرا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ”میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ یہ لڑکا شاہ دہلی ہوگا۔“ پس ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ ہوا (از مسالک السالکین)

مظلوم نوازی {ایک روز آپ کے ایک مرید نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ”مجھ کو حاکم شہر نہایت تنگ کرتا ہے میں اُس کے ظلم و ستم سے سخت پریشان ہوں آپ نے فرمایا دیکھ وہ تو گھوڑے پر سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید باہر آیا تو میدان کی طرف شور و غل کی آواز سنی۔ معلوم ہوا کہ ابھی حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (از مسالک السالکین)

کرامت خلیلی {بغداد تشریف میں پانچ آدمی فرقہ مجوسی سے ریاضت و مجاہدہ میں نہایت مشہور تھے چھ چھ ہینے کے بعد صحن ایک لقمہ کھاتے تھے۔ اس لئے مخلوق ان کے کمال کی بہت معتقد تھی ایک

روزِ وہ حاضر خدمت ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی وہ ہیت کے مالہ سے بید کی طرح کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گرے۔ آپ نے فرمایا کہ آتش پرستی کیوں کرتے ہو کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پہنچتے کہ مقصدِ دلی کو پہنچو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم آتش پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو قیامت کے روز نہ ہلا دے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کی کیا مجال ہے کہ بغیر حق تعالیٰ کے حکم کے کچھ بھی کر سکے یہ فرما کر آپ نے اپنی لعین تشریف آگ میں ڈال دیں۔ جلتا تو درکنار دلِ غم تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدقِ دل سے ایمان لائے اور آپ کی خدمت بابرکت میں رہ کر کامل ہوئے (از مسالک السالکین)

گرامتِ عیسوی { ایک روز قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش ذرا شہرِ مرند کے ہاتھ میں ہاتھ دے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے۔ اور بہت سے امرا و اراکینِ سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکارہ نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحب کا محل حرام ہے یہ سُکر بادشاہ اور تمام حاضرین پر عالمِ سکے کا پیدا ہو گیا اور حضرت قطب صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرقِ عرق ہو گئے۔ اور اُسی حالت میں حضورِ غریب و از کی طرف رجوع ہوئے۔ آپ اسوقت اجمیر میں تشریف فرما تھے کہ یکایک۔ ہاں آپہنچے اور عورت کے تشکمِ ظنِ توجہ ہو کر فرمایا کہ اے بچہ تو ہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے بچہ ماں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ یہ بالکل جھوٹ و اہتمام ہے۔ حاسدوں اور مفسدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے یہ سُکر عورت بدکارہ نہایت نادوم و پشیمان ہوئی۔ (از مسالک السالکین)

زیارتِ کعبہ کرانا { آپ نے فرمایا کہ میں ایک وقت ہنگامِ مسافرتِ سمرقند میں تھا۔ قریب مکانِ ابلیثِ سمرقند کے ایک مسجدِ حقّی ایک دانشمند نے کہا کہ محرابِ اس مسجد کی اس طرف ہونا چاہئے حقّی کیوجہ سے سمتِ کعبہ کی اس طرف ہے میں نے کہا اُس طرف نہیں اُسی طرف ہے۔ مگر اُس نے میری بات نہ مانی اور اپنی بات پر اصرار کرتا رہا۔ ناچار میں نے اُس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھ کعبہ کس طرف ہے اُس نے دیکھا تو کعبہ اُسی طرف تھا جس طرف میں کتا تھا (از مسالک السالکین)

شانِ غریبِ نوازی { ایک شخص نے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

سُبَّارک میں حاضر ہو کر زمین خدمت چومی اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضور  
نواہر غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اُس وقت سے اس وقت تک  
کہ زمانہ ساٹھ سال کا ہوا مجھے وہ وظیفہ بلاناغہ پود پختا ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ ”وہ خواب نہ تھا  
حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تجھ پر مہربانی فرمائی۔ تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو۔  
(از مسالک السالکین)

آپ کی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ گزشتہ کرامات کا حال پڑھ کر ممکن ہے بعض اسباب و مادہ پرست  
حضرات نے زمانہ حال کی مروجہ روش کے مطابق تبسم فرمایا ہو گا اور یقین کا درجہ تو کجا بلکہ ایک افسانہ سمجھا ہو گا  
اور افسانوں میں بھی طلسم ہو شراب کے درجہ میں جگہ دی ہو گی۔ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت  
تو نام ہی اُس چیز کا ہے جو عقل میں تو نہ آئے مگر بالمشاہدہ سامنے آجائے۔ ہر چند کہ باسباب ظاہر اُس  
کے ہونے کا کوئی امکان نہ ہو مگر اُس کے درود سے مسبب کے فائدہ مطلق ہونے کا ثبوت ملے۔

آئیے اب ہم منکران کرامت کو انہیں کی مادی آنکھ سے غریب نواز کی ایسی کرامتوں کا بھی معائنہ کریں  
جو آج تک روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ذرا ٹھنڈے دل سے نظر غور کو تکلیف دے تو  
اُسے یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ بیشک یہ چیز قانون ظاہر کے خلاف ہے اور موجودہ مادی قوتوں سے بالاتر  
ضرور کوئی روحانی قوت ہے جو پس پردہ کار فرما ہے۔ جس سے دنیاوی قانون اور معمول کے خلاف ایسے  
عقل سے بالاتر امور عالم وجود میں ظاہر ہوئے ہیں جو آج تک اظہر من الشمس ہیں۔ (مولف)

کرامت اول بالمشاہدہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی بادشاہ اگرچہ اُس کے پاس فوج۔ خزانہ حکومت  
قوت۔ سامان جنگ اور دیگر معقول ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر وہ صرف ملک فتح کر لیتا ہے۔ اور اُس  
کی مخلوق پر اُسکی مرضی کے خلاف اپنی قوت اپنی فوج اپنی تلوار کے ذریعہ بطیب خاطر نہیں بلکہ بالجبر  
حکومت کرتا ہے۔ اور وہ حکومت صرف اُس کی مادی قوت اور زندگی تک محدود رہتی ہے۔ اُس کے  
مرنے کے بعد اس کی حکومت کا طلسم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی نہیں پوچھتا کون بادشاہ تھا اور  
کہہ دیتا۔ نہ وہ باقی رہتا ہے نہ اُس کی حکومت

جب ہم تاریخ ہند کی درق گردانی کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج سے سات سو برس قبل ہندوستان آتا ہے۔ نہ اس کے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ۔ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا ہے نہ حکمراں۔

بلکہ وہ پیوستہ لگے پکڑے پہناتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا۔ اس کے ساتھ صرف چالیس انڈیا کے روپے دئے بیچ کش۔ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ جن کے پاس نہ کوئی توب ہوتی ہو نہ تلوار البتہ اخلاق شفیقت محبت ہمدردی۔ حقانیت کے خزانہ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ ملک پر نہیں بلکہ صاحب ملک پر نفاذ پاتے ہیں اور شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں بلکہ سلاطین اور ان کے مجاہدین کے قلوب پر حکمرانی کرتے ہیں۔

روحانی سلطان الہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کر کے ممنون کر فلم آتا ہے تو کبھی شمس الدین التمش خلوص رواداری۔ حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پا کر خدا کے سامنے سجدہ شکر کرنا نظر آتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح اس زندگی میں تھیں۔

اکبر علیا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پایادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر سرور بادشاہ غلامی پہنکر خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاتا ہے۔ یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ ایسی گھٹی ہوئی کرامت نہیں جو آسانی سے سمجھ میں آ جاوے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچانے میں مدد دے سکے کہ دنیاوی بادشاہ سے زیادہ کوئی دنیاوی قوت نہیں ہے۔ مگر جو قوت دنیاوی حاکم تک کو مسخر کرے وہ ضرور کوئی ایسی قوت ہے جو دنیاوی قوتوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور وہ قوت ضرور روحانی قوت ہے (مولف)

کرامت دویم یا المشاہدہ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں۔ ایک لکھتی مر جانا ہے لکھ کا چھوڑتا ہے جو اس کے لفظ سے ہوتا ہے۔ باپ کے صدق میں لاکھ دوپیم یا مشقت اُسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت مند ہے تو باپ کا نیچہ۔ دسواں۔ چہلم کروا۔ قبر پر بگڑی۔ بعد ازاں وہ نہیں جانتا باپ کون تھا اور کون

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا شفق باپ بھی موجود ہے جس کی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ ہو گئے  
مگر آج بھی اُس کے منقلاہ اکرام اور مرتبہ انعام خدا معلوم کس قوت کے تحت میں ہیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم  
سالانہ ہفتہ دار۔ بلکہ روزانہ اُس کے روضہ پر حاضر ہوں سفر دور دراز کی صورت برداشت کریں۔ روپیہ  
خرچ کریں۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں مگر دربارِ خواجہ میں وقت پر پہنچ جائیں۔

کرامتِ سویم بالمشاہدہ کون تھیں جانتا کہ دنیا میں اہل دنیا کو دولت دنیا بڑی عزیز ہوتی ہے۔ ایک  
پیسہ کہیں کر مائے تلاش میں انسان سرگرداں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے  
پیسہ کو دھوکہ جیب میں رکھ لیتا۔

بادِ جو داس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی پوشیدہ قوت ہے جو ایسی عزیز چیز بھی دربارِ خواجہ  
میں بے دریغ خرچ کر دیتی ہے بادشاہ شاہجاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں سنگ مرمر کی مسجد تعمیر  
کراتا ہے اکبر بادشاہ اپنی طرف سے زرِ کثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالی شان مسجد بنواتا ہے۔ خرچِ سپر  
ہزاروں روپیہ کی آمدنی کے مواضعات وقف کر کے بطورِ زکوٰۃ گاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظام حیدر آباد کو  
بیش ہادہ تیار کر کے پیش کرتے ہیں۔ معین الدولہ زرِ کثیر خرچ کر کے سماع خانہ تیار کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ  
پس معلوم ہوا کہ ماہینِ خواجہ و مخلوق کوئی روحانی خفیہ شے اب بھی ہے جو زرِ جیسی عزیز ترین شے  
بھی خواجہ کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت یا کھلی کرامت نہ کہیے گا  
تو اور کیا فرمائیے گا۔

یقیناً ہی وہ غریب نواز کی کرامات جاری ہیں جو چشمِ بینا کو باسانی آج بھی نظر آ رہی ہیں اور ہمارے  
تزلزل اور وہم و خطراتِ اطل کا زبان حال سے جواب دے رہی ہیں۔ (مولف)

یہ چارم کرامتِ شہنشاہی بادشاہوں کے دروازہ پر سب اہل دنیا سر نیاز جھکا کر ہاتھ پھیلا کر آتے  
ہیں۔ مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں

کہ دربارِ خواجہ میں شاہانِ جلیل المقدرہ والو العزم عاجزانہ دنیا ز سندانہ طور پر جاہری بیعتے ہیں۔ اور ان  
پھیلائے نظر آتے ہیں۔

کبھی شہاب الدین غوری ممنون کرم نظر آتا ہے تو کسی موقع پر سلطان شمس الدین التمش سے نیاز و تحکیم نظر آتا ہے۔ اور قطب الدین ایبک بدریہ عرض اظہار لشکر کرتا ہے۔ اندر پھر مزید براں یہ کہ شاہوں کی جبین سائی صرف آپ کی حیات ظاہری میں ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے حسن معنوی کی بدستور کشش نظر آتی ہے۔ سینکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب اور صاحب حکومت و اربابان اور ہمارا جگان کی جھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بنکر آتا ہے جہاں گیارہ بادشاہ سرور بار اظہار غلامی کرتا ہے۔ جھولیاں بھرنے والے بادشاہوں کا آپ کے در پر بھیک مانگنا چشم بینا کے لئے بالمشاہدہ کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

ان ہی شاہانہ اکرام کی وجہ سے سلطان الہند۔ غریب نواز کے انقلابات سے آپ یاد کے جاتے ہیں بلکہ بالا اجمال کی تفصیلات آگے درج ہیں۔

پیچیم کرامت بالمشاہدہ { دنیاوی عیش و آرام۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت۔ عزیز و اقربا و دست احباب بطن و پرورش گاہ سب کو عزیز ہو کر رہتے ہیں کوئی کہیں بھی ہو مگر اسے وطن کی یاد احباب اقربا کی مفارقت وغیرہ ستاتی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس قدر عزیز چیزیں چھوڑ کر لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ اور وطن سے دور حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر فاقہ کشی اور غربت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وطن کے حامیوں کے مقابلہ میں یہاں بظاہر بے یار و مددگار نظر آنے پر بھی بہت مطمئن نظر آتے ہیں حضور غریب نواز کی اس افضل ترین جائز بیت اور اعلیٰ ترین کشش اور انتہائے کرامت کے ثبوت میں آج بھی سینکڑوں صاحب ثروت اہل دل اجمیر کی گلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور صاحب بصیرت ان سے سبق حاصل کر رہے ہیں۔

ششم کرامت بالمشاہدہ { انقلابات زمانہ سے عزیز و اقربا بچھڑ جاتے ہیں۔ دست و احباب دور ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعد مقامی و ربانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی تک نہیں سلاطین زمانہ برباد ہو کر کاسہ گدائی لئے نظر آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہی شان ہے جو آج سے سات سو سال پہلے تھی۔ بلکہ خوں تو ہر زمانہ بیشتر از پیشتر کے مصداق پہلے سے زیادہ لوازمات



شہنشاہی نظر آتے ہیں۔

خواجہ محمد الدین اور محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ داجمعیں نے جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا اسی طرح آج سات صدیوں کے بعد بھی ان حضرات کی اولاد سلسلہ بسلسلہ بلا کسی انقلاب زمانہ سے ٹھٹھا ٹھوٹے حضورِ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے روضہ مقدسہ کی خدمت کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

### (ج) بعض دورِ حاضرہ کی کرامات

اکرم علیچاں صاحب { غریب نواز کے عرس شریف کے دن ہیں میں اور والد مرحوم درگاہ شریف میں حاضر اکبر آبادی کا بیان { ہیں ایک گجرات کے درویش آتے ہیں اور آہ بھر کر میرے سینے کی طرف پھونک دیتے ہیں۔ اسی وقت مجھ پر استقدر وافرنگی طاری ہو جاتی ہے کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار درگاہ میں دوڑنا شروع کر دیتا ہوں۔ والد از حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ اپنے وکیل درگاہ کے قوسل سے مجھے اندر قہ شریف میں بھیجا جاتا ہے۔ جس وقت روضہ مبارکہ کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی جاتی ہے سینہ کی آگ ٹھنڈک سے بدل جاتی ہے۔ اور غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔

دیکھتا ہوں دربار غریب نواز میں حاضر ہوں آپ کے ہر دو جانب بزرگان دین اپنے اپنے مقامات پر خاموش استادہ ہیں درمیان میں غریب نواز تخت پر رونق افروز ہیں بندر یحییٰ جو بلد مجھ سے ریافت کیا گیا کہ یہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں میں نے چوہدرار سے کہا ”پہلی حالت چاہتا ہوں“ اتنے میں وکیل صاحب نے چادر ہٹا کر مجھے اٹھالیا اور وہ دار فنگی دور ہو گئی۔

سعیہ خاتون زوجہ مولف { ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوئی کئی دن کھائے کا بیان { گذر گئے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ پانی کا ایک قطرہ تک

بھی پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں درگاہ غریب نواز میں بحالت اضطراب دعا مانگنے لگی۔ جب درگاہ میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا

اَنَا شَدَّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس آیت کے سننے سے بچے سکین قلی ہو گئی چنانچہ جب ڈٹانگ کر مکان واپس آئی تو بچی کے مرض میں افادہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند دن میں بالکل شفا یاب ہو گئی۔

عبد الغفور صاحب { ایک دن ایک غریب الوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اُس غریب کو شام کے اجمیری کا بیان { دقت چارپینے کی عادت تھی مگر بے پیسہ چار کیسے آئے بالآخر چار رات کے باہر نچ گئے۔ میں اپنے گھر سو رہا تھا۔ سوتے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب الوطن) کے چوکتوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اسے دیکر آؤ۔ چنانچہ جب پیسے لیکر پہنچا تو مندرجہ بالا تمام ماجرا علم میں آیا۔

محسن اللہ خاں صاحب { میں ایک ریاست میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھا مگر وہاں سے ایک دم اپنی بجزوری کا بیان { کوٹھی اور سب سامان چھوڑ کر چلنا پڑا ناان شبینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک وفادار ماتحت چراسی کی مدد سے ہزار خرابی دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عہدہ بگہ تقرر ہو گیا۔

بیگم محسن اللہ خاں صاحب { میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق تجویز کی۔ یہ سنکر مجھے انتہائی صدمہ کا بیان { ہوا۔ اور تو کیا کر سکتی تھی مگر میں نے غریب نواز سے معاملہ کو رجوع کر کے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صحت یاب ہو جائے تو میں چادر شریف پیش کر دوں گی۔ چنانچہ جب ڈاکٹروں نے صحت یابی کا مزہ سنایا تو میں نے چادر شریف پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

آداب نظیر بیگم صاحبہ { ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہو گئی۔ علالت کے دوران میں دو عورتوں کے سہارے دھول پوری { سے درگاہ شریف میں حاضر ہوئی۔ جالیوں میں بیٹھی اپنی صحت کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی مجھے اپنے جسم سے مس ہوتی ہوئی معلوم ہوئی جوں جوں وہ مس ہوتی تھی مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور بلا کسی کے سہارے اپنے گھر آ گئی۔

نوار خجہ محمد خاں صاحب جو مہول پوری کے بیانات { ایک مرتبہ رانا صاحب دھول پور سے میری سرکشی

ہو گئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجمیر چلا آیا۔ دربار غریب نواز میں دعا لگی کہ صفائی ہو جائے۔ مگر جب تک رانا صاحب خود نہ ہلائیں گے نہ ہاؤں گا۔ سید احمد علی شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا فرمانے لگے غریب نواز کا حکم ہو گیا ہے کل تمہارے پاس ہلانے کا تارا جا بیگا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ میں روضہ منورہ کا طواف کر رہا تھا۔ خطرہ گذرا کہ غریب نواز کے وصال کو سات صدیاں گزریں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہو گا۔ جب میں بیگم الان کے سامنے آیا اور کٹھرے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ روئے مبارک مثل آفتاب درخشاں ہے۔ اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیال سے نادم ہوا اور تو بہ کی۔

اہلیہ کرم علی خاں صاحب { ایک مرتبہ اجمیر میں مجھے شدید ذات الجنب (نمونیا) ہوا۔ کئی دن تک حالت انکسار آبادی } خراب رہی آخر ایک دن بغض ساقط ہو گئیں۔ مستورات نے گریہ شروع کر دیا۔ اور دربار غریب نواز میں رجوع کیا آخر وہاں کے ایک غلام نے کہا یہ مردہ نہیں ہے غشی طاری ہے غریب نواز کے کرم سے اچھی ہو جائے گی چنانچہ یفصلہ تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آگیا۔ حالت بہل گئی۔ اب تک بقید حیات ہوں۔

مولف کا بیان { جون ۱۹۱۱ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجمیر حاضر ہو کر دربار غریب نواز میں دعا مانگی کہ مدینہ منورہ حاضری ہو جائے یا سیپ ظاہر مدینہ منورہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ طالب علمی کا زمانہ۔ سترہ سال کی عمر اس سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سرو سامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر غریب نواز کے اکرام نے دستگیری کی اور دو مہینہ بعد ہی زیارات حرمین شریفین کے لئے روانگی ہو گئی دسمبر میں واپسی ہوئی۔

ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو اسی قسم کے بیانات اور مولف سے بیان کئے گئے اگر کم و زیادہ جستجو کی جاتی تو شاید ہزاروں بلکہ لاکھوں تک نوبت ہو جتی اور ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب ہو جاتی مگر یہ نظر اختصار مندرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا گیا۔

## آپ کی بعض خصوصیات

### (الف) حلقہ صوفیا کی بعض مشہور روایات

حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب حضور خواجہ عثمان قدس سرہ غریب نواز کو اپنے ہمراہ کعبۃ اللہ لے گئے تو غلات کعبہ پکڑے آپ نے حب ذیل دعائیں مانگیں۔

”خداوند! معین الدین کو مجھ جیسا (نویا فی الشیخ) کر دے“ ”خدا یا معین الدین کو اپنے جیسا (نویا فی الشیخ) کر دے“ ”خدا یا میری قبر مراد سے مگر معین الدین کی قبر کو قیامت تک آباد رکھ“

فضل شاہ مراد آبادی کہتے تھے جب سلسلہ راز دنیا حضور خواجہ عثمان قدس سرہ مندرجہ تشریف لے جانے لگے تو صفاتی مریدین آپ سے برگشتہ ہو گئے مگر غریب نواز چونکہ ذات سے دوستی رکھتے تھے اس لئے آپ پر و مرشد کے ساتھ رہے اور فرمایا ”مجھے ہر حال میں پیر کا اتباع لازم ہے۔ میں کسی حال میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا“

پنجاچہ جب شب میں نور محمدی جلوہ گر ہوا تو آپ نے آواز دے دی ”کوئی ہے؟“ غریب نواز نے عرض کیا ”معین الدین حاضر ہے“ فرمایا ”آؤ۔ غریب نواز حاضر خدمت ہوئے تو نور محمدی کے طواف کیلئے فرمایا۔

نظام الدین شاہ صاحب دلیکبر آبادی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور خواجہ عثمان کا جبہ مبارک زیادہ دن تک ریب تن پر رہا تھا اس لئے آپ نے غریب نواز سے فرمایا کہ اسے دھو ڈالو۔ مگر دھون کا پانی کسی ایسی جگہ بہا نا جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ غریب نواز نے دھو کر سوچا مگر کوئی ایسا مقام سمجھ میں نہ آیا لہذا آپ نے وہ پانی خود پی لیا۔

مولانا عبد الشکور اکبر آبادی کہتے تھے ایک دن غریب نواز کے پیر و مرشد آپ سے بہت خوش ہوئے تو فرمایا ”معین الدین“

تقریباً وہ ہو جو ذات سے ہوتا ہے یعنی عین ذات میں فنایت حاصل ہو۔

فیاض الدین صاحب کہتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد چھوڑے تنا دل فرما رہے تھے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہ جو گھٹلیاں چھوڑے کھا کر پھینکتے تھے وہ غریب نواز اذٹھا کر تنا دل فرما لیتے تھے تاکہ پیر و مرشد کے نفس

کی بے ادبی ہو۔

### (ب) بعض عارفانہ تعبیرات

والد کے انتقال کے بعد آپ احوال عمر میں اپنے باغ کی آبپاشی کیا کرتے تھے بلکہ گلشن عالم بالمخصوص چمن ہندوستان کو سیراب فرما رہے تھے تیرسے آپ طیور کا شکار کیا کرتے تھے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے قلوب شکار کرتے تھے۔ آپ کے عرسِ شریف کے دوران میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ باوجود انتہائی کوشش و انتظام کے درگاہ شریف میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے آپ کی سید الشہداء سے گہری نسبت خیال کرتے ہیں۔

جس طرح حیات ظاہر میں آپ نے شمس الدین التمش شہاب الدین غوری کو تخت و تاج ہندوستان کا مالک بنایا اسی طرح آج بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے نصرت میں ہو۔ اسی وجہ سے آپ سلطان الہند کے مبارک لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بعض لوگ آپ کو سلطانِ چشت یا چشتیؒ دہلیا بھی کہتے ہیں۔ یہ حقیقتاً آپ کے پیر سلسلہ حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی قدس سرہ کی جانشینی ہے

علی (الف) جب خواجہ ابی اسحاق شامی اپنے مرشد خواجہ عطاء اللہ دیوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے آپ کا نام دریافت فرمایا عرض کیا ابی اسحاق شامیؒ فرمایا آج سے تجھ کو ابی اسحاق چشتی کہینگے۔ (تذکرۃ العابدین) (ب) جن حضرات نے غریب نواز کی سکونتِ چشت قرار دیکر آپ کو چشتی لکھا ہے غلطی کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (جو ساتویں واسطہ پر غریب نواز کے پیر سلسلہ ہیں) نے چشت میں قیام فرمایا اور وہاں تبلیغ و اشاعتِ حق میں مصروف رہنے کی وجہ سے چشتی کہلائے۔ بعد ازاں آپ کا سلسلہ عالیہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ (ذکر خواجہ)

حصہ سویم  
آپ کی درگاہ اور مراحم

## آپ کی درگاہ و زند و عقیدت

**درگاہ شریف** آپ کی درگاہ شریف شہر اجمیر کے گوشہ مغرب و جنوب میں لب جھارہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص زیارت گاہ اہل ہندوستان ہے۔ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دن رات درگاہ شریف کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے۔ ہر دینی و مقامی زائرین بہ تعداد کثیر آپ کی درگاہ شریف میں بیٹھتے۔ شربتی نقدی۔ پھولوں یا پارچہ کی پادریں۔ عطر۔ موم بتیاں۔ اگر بتیاں بطور نذر عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں صاحبانِ مقدرات عمارت اور بیش بہا تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ عمارت درگاہ شریف انہیں عقیدت مندان کی مقبول نذر و عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ جو زبانِ حال سے غریب نواز کی ہمہ گیر ہر دل عزیزی کا ثبوت دے رہی ہیں۔

درگاہ شریف کی عمارت ایک وسیع رقبہ میں تین احاطوں پر مشتمل ہے

(۱) احاطہ نقار خانہ۔ اس میں نقار خانے۔ خفا خانے۔ مزارات اکبری مسجد اور حجرے وغیرہ ہیں۔  
(۲) احاطہ صحن چبراغ۔ اس میں سماع خانہ۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ اور لنگر خانہ وغیرہ شامل ہیں۔ نیز خانقاہ شریف بھی اسی احاطہ سے ملتی ہے۔

(۳) احاطہ آستانہ شریف۔ اس احاطہ میں روضہ مقدسہ۔ شاہجہانی مسجد۔ صندلی مسجد۔ اولیا مسجد۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ قبور عقیدت مندان واقع ہیں۔ اور سولہ کھنبہ۔ چار یاری جھارہ شریف کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

**حدود و آراجم** درگاہ شریف کے شمال میں درگاہ بازار۔ جنوب میں جھارہ و آبادی و راستہ بالائے جھارہ۔ مشرق میں راستہ ترپولیہ و دروازہ و اندر کوٹ مغرب میں گلی لنگر خانہ و محلہ خادمان ہیں۔  
درگاہ شریف کے اکیس دروازہ ہیں جو شہر اور درگاہ کے احاطوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ نیز بڑے دروازوں کے پھاٹکوں میں تین کھڑکیاں بھی ہیں۔

## (الف) احاطہ اول

۱۳۱۲ھ مطابق ۱۹۰۰ء { بیرونی زائرین عموماً اس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ خدام صاحبان اس کی رہنمائی کے  
عثمانی دروازہ لئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس دروازہ کے متصل پھول۔ شیرینی اور عطریات کی دو کانات  
ہیں تاکہ زائرین حسب خواہش نذر و عقیدت بسہولیت پیش کر سکیں۔

درگاہ شریف کایہ فلک بوس دروازہ شمال روئے بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں صاحب  
شاہ دکن خلد اسد ملکہ نے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں حاضر دربار خواجہ ہو کر یہ شاہانہ دروازہ پیش کرنے کی سعادت  
حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ٹھیکہ پچاس ہزار روپیہ اس کی تیاری میں صرف  
یہ دروازہ ستر اے۔ میکاشن سرکاری انجینئر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ لای جیب اللہ  
صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ دلی نامی ٹھیکیدار نے دولت آصفیہ سے اس کے تیار کرانے کا شرف حاصل  
کیا۔ محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے۔ دروازہ کی بلندی تقریباً ستر فٹ اور چوڑائی معہ دروہہ والا نو فٹ ۶ فٹ ہے  
اسی دروازہ کے اوپر نقار خانہ بھی ہے۔ پنجو قسہ بیت عمیم شہنائی بجتی ہے۔ اور گھڑیاں ہر گھنٹہ پر گھنٹہ  
بجاتا ہے۔ منجانب شاہ دکن ایک متکلم۔ دو چہرہ اسی۔ دو گھڑیاں۔ چھ شہنائی نواز اور آٹھ نقارچی وغیرہ مامور ہیں۔  
اس عمل کا صرفہ پانچ سو روپیہ ماہوار ہے۔

۱۳۱۲ھ { عثمانی دروازہ سے گذر کر تنویر صحن طے کرنے کے بعد یہ دروازہ واقع ہے۔ اس دروازہ پر بھی  
کلمہ دروازہ { شاہان مغلیہ کے زمانہ سے نقار خانہ ہے۔ اس لئے اس کو نقار خانہ شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔  
شاہجہاں بادشاہ نے ۱۶۰۰ھ میں سنگ سرخ سے تعمیر کرا کر یہ دروازہ بطور نذر و عقیدت درگاہ غریب  
نواز میں پیش کیا۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر تخت علی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور اس کے  
ہر دو جانب آب زند سے یہ شعر مرقوم ہے۔

”بہد شاہجہاں بادشاہ دیں پردہ زود و ظلمت کفر آفتاب دین یکسر“  
اکبر بادشاہ نے رمضان شریف ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو نقارے تعمیر کرا کر بطور نذر و عقیدت پیش کئے  
تھے۔ جو اس دروازہ پر اب تک موجود ہیں۔ سنگ سرخ کی تعمیر آج کل چونہ میں رو پاشی ہے۔  
۱۳۱۲ھ { یہاں سے عمارت کی ترتیب ہمیں دی گئی ہے۔ بلکہ زائرین کی سہولت کے پیش نظر داخلہ کی ترتیب عمارت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔



دروازہ کے گیوار اکڑی کے ہیں۔ تقریباً تیس چالیس سال پیشتر بمبئی کے ایک تاجر نے ان گیواروں پر چاندی کے پتھر چڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ دروازہ کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ جو زائرین کی کثرت آمد و رفت سے گھس کر ناہموار ہو گیا ہے۔

اس دروازہ کے نقارخانہ میں اکبر کے نذر کردہ نقاروں کے علاوہ بھی نقارہ لٹکے ہیں اس دروازہ پر بھی منجانب درگاہ پنجوقتہ نسبت نفیری لکھی ہے۔

شفا خانہ درگاہ شریف { شاہجہانی دروازے سے آگے پہونچکر صحن میں گزرتے ہوئے داہنی جانب ایک سردری میں درگاہ شریف کا شفا خانہ ہے۔

شفا خانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا رافع الشان دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا اکبری مسجد { اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جھانگیر کی پیدائش کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کے لئے بمبہ شعبان ۹۷۷ء حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔

یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پچھکاری ہے۔ مسجد مع متعلقہ عمارات ۴۰ فٹ مربع ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے۔ محراب کے گوشوں پر مرمرین مینار ہیں۔ صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض ہے۔ مسجد کے بعض جنوبی اور مشرقی حصوں میں درگاہ شریف کے محافظ خانہ بنادئے گئے ہیں۔

سوا سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۳۳۲ء میں مسجد کی متعلقہ عمارات اور صحن کے فرش کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علیخان صاحب دانا پوری نے حاصل کی۔

بلند دروازہ { یہ دروازہ سنگ سرخ سے تیار کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سنگ سرخ چونہ کی سفیدی میں بو پوش ہے بلند ۵۶ فٹ ہے اس کے اندر سنگ مرمر اور سنگ موسی کا فرش ہے۔ محراب میں تین قیمتی طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں برنجیوں پر ڈھائی فٹ لائے نہری کلس لگے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے سامنے تین تین درجوں کی

۱۷ ماہتاب امیر کا بیان ہے کہ یہ دروازہ سلطان محمود غلجی نے ۱۱۷۷ء میں تعمیر کرایا تھا اگر احسن اسیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۸۵۹ء میں سلطان محمود غلجی نے بنوایا ہے۔ خطرات رسول میں بھی یہی روایت تاریخ نظامی ایسا ہی لکھا ہے۔

دو چھتریاں ہیں۔ اور اس کے عقب میں ہر دو جانب دو سادہ چھتریاں ہیں۔ اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ نیسے ہیں۔ چونکہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کے حصے میں بزمانہ عرس شریف پولیس کا قیام رہتا ہے۔ پیش دروازہ صحن میں بجانب مشرق چوتراہ پر مولانا شمس الدین المعروف بہ سید احمد بزرگ کامل کا مزار شریف ہے۔

### (ب) احاطہ دویم

دیگیں در صحن { بلند دروازہ سے ذرا آگے بڑھ کر ہر دو جانب دو بڑی دیگیں زمینہ دار بلند چوٹوں پر نصب ہیں شرقی دیک چھوٹی اور غربی بڑی ہے۔ ان دیگوں کے پکوانے میں بہت صرفہ ہوتا ہے۔

تاہم عقیدت مند حضرات پکواتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دوران سال میں کم از کم پندرہ بیس مرتبہ پکتی ہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ عرس شریف کے زمانہ میں پکواتے ہیں ان کا کھانا گرم گرم لٹا جاتا ہے۔ یہ منظر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے دنوں میں دیکھنے آتے ہیں۔

بڑی دیگ { یہ دیگ جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند نے ۹۷۶ھ میں پیش کی تھی بہت بڑگدہ کی چھتریاں کے وقت اس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پاپیادہ حاضر جمیر ہو کر ایک بڑی دیگ پیش کروں گا۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پاپیادہ جمیر روانہ ہوا۔ اور منزل بمنزل کو فتح کرتا ہوا بتایا کہ ہر رمضان المبارک ۹۷۶ھ بروز یکشنبہ جمیر پہونچا۔ اور آستانہ خواجہ پر حاضر ہو کر دیگ روٹن حضور غیب نواز کی نذر و نیاز کے لئے تیار کرانی اس کا محیط ۱۳ فٹ ہے اس میں تقریباً سو اسولہ من یا دل پک سکتے ہیں۔

امیر علاؤ الدولہ المتخلص بہ کافی نے دیگ کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے۔

شاہ دین پرور و جمشید سریر	خسر و عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چستوڑ	دیگ روشن تن از درپیکر
بہر تاریخ و لے از عالم غیب	دیگ جدید و بکشاں دیکر

**چھوٹی دیگ** ۲۲-۱۸۷ سلطان نور الدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی۔ حاضر دربار خواجہ ہو کر اس میں کھانا پکوا دیا۔ اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوا دیا۔ اس دیگ کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

”میر نیا با دو اتم نعمت دیگ جہانگیری“

۲۲ ۱۰ ۱۳

کثرت استعمال سے ہر دو دیگیں پورانی ہو گئیں تھیں۔ ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ لکھے چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی۔ اور دیگوں کے کناروں پر یہ تاریخ کنداں کرائی

”ملا مداری کرد در تعمیر دیگ بادناش در میاں روشن بخش آفتاب“

”بخت در ہمت لکے چندش نموده ہنام“

گفت ہانت تاریخش جہاں شد فہیاب“

۶۶ ۱۳ ۱۳

ایک مدت کے بعد پھر یہ دیگیں مرمت طلب ہو گئیں۔ چنانچہ ۱۳۷۷ء میں سراساق جاہ وزیر حیدر آباد گن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی۔ اور نواب علی دلدوز نواز جنگ امیر حیدر آباد نے چھوٹی دیگ از سر نو بنوائی۔

**صحن چراغ** بلند دروازہ سے گزرنے کے بعد ایک وسیع احاطہ آتا ہے اس احاطہ کے صحن میں پیش دروازہ ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت پھتری بنی ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑا چراغ ہے۔ مشہور ہے کہ یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔

**محفل خانہ** پہلے یہاں وسیع صحن تھا اور ایام عرس میں اس مقام پر شامیانے استادہ کر کے محافل سماع منعقد کی جاتی تھیں۔ ازاں بعد میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی درگاہ معنے نے چھ ہزار روپیہ کے صرفہ سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس دالان کے آگے دل بادی شامیانہ استادہ ہو کر عرس شریف کی محافل سماع ہونے لگیں۔

موجودہ شاندار۔ خوشنما اور وسیع سماع خانہ یا محفل خانہ نواب بشیر اللہ سراسمان جاہ مدار المہام دولت آصفیہ دامیر پانگاہ نے اپنے فرزند نواب معین اللہ کی تقریب ولادت پر تعمیر کرا کر نذر کی سعادت حاصل کی

موصوف نے دربار خواجہ میں فرزند کی دعا مانگی تھی۔ خدانے بوسیلہ غریب نوازؒ انھیں اتنی سال کی عمر میں پسر عطا کیا۔ اس خوشی میں بطور اظہار عقیدت و تشکر بصرہ اسی ہزار روپیہ یہ رفیع الشان مجلس خانہ تعمیر کرا کر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا اس کی تعمیر ۱۳۰۹ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

محل خانہ ۴۶ فٹ مربع ہے۔ یہ عمارت میر کاظم علی صاحب کنشز بلدہ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب دروغہ مکہ مسجد کے اہتمام سے تیار ہوئی۔ اس میں قیمتی جواہر فائوس آویزاں ہیں جن میں بجائے موم بتی آجکل برقی روشنی عرس شریف کے موقع پر ہوتی ہے۔ اس کے تمام مصارف لو اب صاحب مرحوم کی جاگیر سے اب تک جاری ہیں۔ غلام غریب نواز صاحب منجانب موصوف سماع خانہ کے منتظم ہیں یہاں دارالعلوم عثمانیہ منجانب شاہ دکن قائم ہے۔ ایام عرس دماہ رمضان میں دارالعلوم کی تعطیل ہو جاتی ہے۔ تاریخ تعمیر سماع خانہ حسب ذیل ہے۔

### محل خانہ آسماں جاہ دکن

۱۳۰۹ھ

خانقاہ { یہ عمارت محل خانہ کے غرب میں ہے۔ محل خانہ کی غریب دیوار میں یہاں جانے کے لئے دروازہ ہے۔ اس کی تعمیر کے متعلق علامہ ابوالفضل نے اکبر نامہ جلد دوم میں حسب ذیل تذکرہ کیا ہے۔  
”اکبر! نے ایک مسجد اور اس کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔“

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت محل سماع منعقد ہوتی ہے۔  
۱۱۹ھ محل خانہ کے سامنے منجانب مشرق ایک حوض ہے۔ عام طور پر یہ حوض خشک رہتا ہے۔  
حوض دھمال خانہ { مگر عرس شریف کے زمانہ میں بھرا جاتا ہے۔

اس حوض کی چھتری ملکہ میری (شہنشاہ جلیج پنجم کی اہلیہ) کی جانب سے تعمیر ہوئی ۱۱۹۰ھ میں ملکہ موصوف نے دربار غریب نوازؒ میں حاضری دی اور پانچو روپیہ اپنی طرف سے درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنے کے لئے نذر کرے۔ اس رقم میں کچھ رقم درگاہ نے ملا کر اس حوض پر سائبان بنادیا۔

سبیل { اس حوض کے قریب دروازہ سے متصل زائرین کے آرام کے لئے ایک سبیل ہے۔ عرس کے زمانہ

میں اس سبیل پر پانی کا معقول انتظام رہتا ہے۔  
**لنگر خانہ** { صحن چراغ کے شرق میں لنگر خانہ کا پھاٹک ہے۔ اس پھاٹک کے شرقی میں صحن اور ایک وسیع دالان ہے۔ دالان میں اس کا ایک بہت بڑا کڑھاؤ ہے جس میں روزانہ چوکا نمکین دلیا بنا بر عام تقسیم پکاتا ہے۔ یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غریب و مساکین کی آسائش کے لئے بنوایا تھا اور اس کے صرفہ کے لئے جاگیر بھی ہے شاہ دکن نے بھی اس کا رخیر میں حصہ لیا ہے۔  
 لنگر خانہ کے پھاٹک کے سامنے ٹین کا سا بان ہے۔ اس سا بان میں غریب و مساکین صبح شام لنگر لینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

**تاریخی چھتری** { صحن لنگر خانہ کے وسط میں پورانے زمانہ کی ایک خوبصورت چھتری ہے۔ یہ ادس واقعہ کی یادگار میں تعمیر کی گئی ہے جب اکبر بادشاہ فقیر نگر یہاں لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔  
**بجلی گھر ۱۹۲۰ء** { لنگر صحن خانہ میں درگاہ شریف کی مشرقی دیوار سے ملتی ایک شرف دیہ دالان ہے اس دالان سے بجانب شمال ایک وسیع احاطہ میں بجلی گھر کی عمارت ہے۔ یہاں درگاہ کی برقی روشنی کے لئے انجن لگے ہوئے ہیں۔ ان سے تمام درگاہ میں روشنی کی جاتی ہے۔

برقی روشنی بمبئی کے مشہور سیمٹ انجینئر سر کریم بھائی ابراہیم کی اراؤتمندی کا ثبوت ہے انہوں نے بتوسط صاحبزادہ حافظ سید مردان علی صاحب مرحوم ممبر درگاہ کمیٹی باہتمام مسٹر۔ آر۔ ایم۔ مارشل الکٹرک انجینئرنگ کمپنی بمبئی ماہ فروری ۱۹۲۰ء میں برق روشنی کا بندوبست کیا۔

### (ج) احاطہ سویم

**احاطہ چمپلی** { صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں ایک خوبصورت دروازہ ہے جس کے دونوں طرف خوبصورت چھتریاں ہیں۔ اس دروازہ سے نکل کر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں تو گنبد شریف بالکل سامنے نظر آتا ہے۔ بائیں ہاتھ کی جانب سنگ مرمر کی شاندار اولیا مسجد ہے اور دایہ ہاتھ کی طرف احاطہ چمپلی اور مسجد صندل خانہ۔ احاطہ چمپلی نگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے۔ جس میں چند تبرک مزارات ہیں

ایک چھوٹی سی کھڑکی تھوڑی دیر اندر جانے کے لئے ہے یہ کھڑکی عام طور پر بند رہتی ہے۔ ان مزارات پر چنبیلی کی بیل چھائی ہوئی ہے مشہور ہے کہ یہ مزارات حضور خواجہ غریب لوازی کی ازواج مطہرات کے ہیں۔ اس اماط کی جالیوں اور چنبیلی کی شاخوں میں جا بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دلاد کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اکثر مراد مند اپنا مقصد پاتے ہیں۔ ان چنبیلی کی بیلوں میں لوگ بھشتیوں سے پانی بھی ڈلاتے ہیں۔

**مسجد صندل خانہ** سلطان محمود غلجی المعروف بہ سلطان ماٹھو نے فتح اجمیر کے شکرانہ میں روضہ منورہ کے سرکارِ یتیمین در کی مسجد بنوائی۔ درگاہ شریف کی عمارتوں میں اس مسجد کے سرادیت کا سہرا ہے عہدِ جہانگیری میں یہ مسجد خستہ و شکستہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ”جواہرِ مجد دیہ“ کی ایک روایت سے ظاہر ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے چار دربار کا تعمیر نو کرائی۔ پھر سلطان محی الدین اور رنگ زیب شہنشاہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس مسجد کی مرمت و درستی میں نمایاں حصہ لیا۔ اسی لئے اس مسجد کو ان تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یعنی مسجد محمودی۔ جہانگیری و عالمگیری ان ناموں کے علاوہ اس مسجد کو مسجد صندل خانہ اور مسجد پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضور غریب فوار کے عرس شریف کے موقع پر ہر سال اس مسجد میں یکم رجب سے ۹ رجب شریف تک صندل سائی ہوتی ہے۔ اور وہ صندل حضور کے مزار مقدس پر نذر کیا جاتا ہے مسجد پھول خانہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ حضور کے مزار اقدس سے صبح و شام جو پھول اترتے ہیں وہ اسی مسجد کے ایک کمانچہ میں کچھ دیر رکھے جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں ملہ سر کے ایک کنویں میں ڈالے جاتے ہیں اس مسجد کی اصل شکل و صورت اور زیب و زینت بار بار چوڑنے کی تہہ چڑھ جانے سے روپوش ہو گئی تھی ۱۳۲۲ھ میں تواب محمد اسحاق خاں صاحب جہانگیر آبادی نے سید نثار احمد متولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادے سید زین العابدین صاحب اس کی مرمت کرائی۔

اور چونکہ کھٹائی پر سونے کے کام نے مسجد کو آئینہ روز نگار بنا دیا ہے۔

صاحبزادہ عبدالمعین صاحب معینی اجمیری کی کھی ہوئی تالیف ”بیرونی دروں پر آب“ سے کہی گئی ہے۔



دہوکا کھایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر تو نظام ستی کی ہے یہ سنکر شاہ موصوف نے فرمایا کہ ”چراغ پیش آفتاب پر تو نندارو“۔

**حمید یہ الاان** { روضہ منورہ اور بیگی الاان کے سامنے بجانب شرق ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا خوبصورت والاں ہے اس جگہ پہلے ٹین کی چادروں کا سا بنان تھا۔ لیکن وہ گرمیوں میں تپ جاتا تھا۔ سید عبد الحمید صاحب خادم خواجہ صاحب نے یہ والاں زائرین کے آرام و سہولت کے لئے بنایا ہے۔ عرس مبارک کے دنوں میں بہ تعداد کثیر زائرین اس میں آرام پاتے ہیں محفل پنجشنبہ کے موقع پر اس میں مستورات بیٹھتی ہیں۔ اس عمارت کی تیاری میں تقریباً پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ حسب ذیل تاریخ اس پر کندہ ہے۔

مسلا مہربانی غنی عجیب  
۱۳۴۱ھ

قطعہ تاریخ تعمیر الاان اندرون اعاطہ درگاہ شریف :-

دہ ہیں خادم خواجہ چشتیاں	انہیں لوگ کہتے ہیں عبد الحمید
یہ دیکھا کہ بارش میں اور دہوپ میں	غریبوں کو ہوتی ہے رحمت شدید
نظر آگئی راہ نیکی صحیح	کہ تیاری کی یہ عمارت جدید
کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں	کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید
لکھا سال تاریخ باسروین	وسیع عظیم لطیف عجیب

**کھرنی کا درخت** { حمید یہ والاں کے مغربی جانب مرمرین اعاطہ میں ایک کھرنی کا پورا نا درخت ہے روایت ہے یہ درخت حضرت جہانیاں جہاں گشت نے حاضر جمیر ہو کر لگایا تھا۔ مشہور ہے اس کی چھال اگر بانی میں پیسکر مار گزیدہ کو پلا میں تو اچھا ہو جاتا ہے۔

**۵۳۔** { گنبد شریف کے شرقی رویدہ دروازہ کے آگے ایگہ شاہانہ خوبصورت اور عالیشان والاں ہے۔ **بیگی الاان** { اس کے تین در شرقی رویدہ اور دو در دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ شرقی رویدہ درمیانی در کے سوا باقی سب دروں میں سنگ مرمر کی خوشنما جالیوں لگی ہوئی ہیں۔



یہ والان ۱۵۳ھ میں شہزادی جہاں آرا بنت شاہجہاں نے تعمیر کرایا۔ اس کی چھت۔ ستون۔ کٹھرے اور کنگریے سنگ مرمر کے ہیں۔ فرش والان افشاں ابری کا ہے۔ محراب وسطی پر سنگ مرمر میں عمدہ کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ والان کے اوپر کی سنہری کلیاں اور شاندار بلورین جھاڑ خانوس جو چھت میں آدیناں ہیں مختلف زائرین کے نذر کردہ ہیں۔ چھت اور دیوار پر سنہری کام نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست رامپور کی یادگار ہے۔ ۱۹۳۷ء میں چھت کی ایک بٹی چمک گئی تھی اس کے گرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۹۳۳ء میں نواب غلام کبریا رئیس علی پائی گوڑی (بنگال) نے اس بٹی کو بدلوا دیا۔

توشہ خانہ و صرافہ خواجہ عہد شاہجہانگیری میں نہ گنبد شریف پر تاج تھا نہ بیگی والان تھا بلکہ بیگی والان کی فخر الدین گردیزی } جسکے لکڑی کا کٹھیرہ تھا۔ اس پر شامیانہ تھا۔ روضہ منورہ اور بیگی والان کے درمیانی موجودہ ہر دو حجرے بھی اس وقت موجود نہ تھے۔ مگر بیگی والان کی تعمیر سے پہلے یہ تعمیر ہو چکی تھی۔ اس لئے غالب گمان ہے کہ یہ عہد شاہجہانی میں ختی دروازہ اور بیرونی احاطہ گنبد شریف کے ساتھ تعمیر ہوئے۔ بیگی والان سے گنبد شریف میں جاتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار دروازہ آتا ہے۔ اس کے کوارڈ

پر چاندی کے پتھر چڑھے ہوئے ہیں ذرا آگے ہر دو جانب دو حجرے ہیں۔ ان دونوں حجروں کے دروازے گنبد شریف کے حجرے میں ہیں ان میں روضہ منورہ کی ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔

شمالی توشہ خانہ میں روزانہ استعمال کی چادر میں اگر دانی۔ چوبیس اور دیگر سامان متعلقہ رہتا ہے جنوبی توشہ خانہ میں روضہ مقدسہ کے متعلق قیمتی اور شاہوں کا نذر کردہ سامان رہتا ہے۔ وقت درگاہ کے متعلق شاہجہاں کا فرمان بھی اسی میں ہے۔ اس میں سات تفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں تفلوں کی چابیاں خدام صاحبان کے سات حضرات کے پاس رہتی ہیں۔ جب تک یہ ساتوں حضرات کنیاں لیکر نہ آئیں اس حجرہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔ یہی حضرات مزار شریف اور گنبد شریف کے تمام سامان کے ذمہ دار تحویلدار اور کلید بردار ہیں۔ نیز صندل۔ عطر پیش کرنے غلاف بدلنے اور اندرون گنبد شریف جا رہب کشتی کی خدایات یہی خدام صاحبان سنبھالتے ہیں۔

حضرت خواجہ فخر الدین گردیزیؒ اور ان کی اولاد کے مزار اپنی توشہ خانوں میں ہے۔

روضہ مقدسہ سلطان الہند حضورؑ آپ کا مزار اقدس عرصہ تک کچا رہا۔ قدرتی مناظر لطیف زیارت سے مشروط  
خواجہ غریب نواز قدس سرہؒ ہوتے تھے۔ اور طیور خوش الحان اس چشتی دربار میں نغمہ سرائی کیا کرتے  
تھے۔ یوں تو اہل اللہ۔ درویش۔ اولیا اللہ ہر زمانہ میں حاضری دیتے رہے۔ اور اہل حاجت بھی اس مرکز مراد  
پہنچ ہوتے رہے۔ مگر جب آپ کے عالمگیر فیوض روحانی اور لافانی شہرت ترقی پذیر ہوئی تو عوام کیا بلکہ خواص  
اور بادشاہ تک حلقہ ارادت پہن کر حاضر دربار ہوئے اور منہ مائی مرادیں پائیں۔ خدام صاحبان کی تحریک سے بہت  
عقیدت زائریں نے عمارت درگاہ کا سلسلہ شروع کیا۔

آمدنی کے وسائل زیادہ ہوئے۔ اخراجات کی بذات قائم ہوئیں۔ دیوان اور متولی کے عہدے مقرر کئے گئے  
اور دن بدن ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

خواجہ حسین نمبرہ شیخ صفوی حمید الدین ناگوریؒ دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہا کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین  
آپ کو ازراہ عقیدت بلا یا کرتا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن سرور عالم کے موئے مبارک  
کی زیارت کی خاطر ہونچے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے۔ مگر آپ نے قبول نہ کئے لیکن آپ کے صاحبزادہ کے  
دل میں ان کے لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے اس مال سے  
خواجہ بزرگ اجمیریؒ اور اپنے جد صفوی حمید الدین ناگوریؒ کے روضوں کی تعمیر کرو۔ چنانچہ اس رقم سے کچے مزار پر گنبد  
عمارت روضہ شریف تیار کی گئی۔ گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بستہ ہے جس میں چوٹے سے تیغ بندی کی  
گئی ہے۔ بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونہ کا صندل ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے  
گنبد بچوانس میں ہے گرن تعمیر کے جاننے والے کہتے ہیں کہ بچوانس میں بھی کوئی دوسرا اس ڈول کا گنبد ہندوستان  
میں اس وقت موجود نہیں ہے۔ یہ گنبد اپنی نظیر آپ ہے اور خدا کی شان بے مثال سے فیض یافتہ و جسکین اہل محبت  
ہے اور عالم میں بمنزل قلب ہے۔

اندرون گنبد طلائی وزین نقش و نگار ہیں۔ نقش و نگار کی حسب ذیل تاریخ روضہ منورہ کی غربی جالی پر

ثبت ہے۔

از پے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین گفت ہالفت کو مغطو قبر عرش بریں

یہ نقش و نگار کچھ ماند ہو گئے تھے نواب صاحب رامپور نے لن کی دہتی کرائی ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا تاجدار کلس اور گوشوں میں سنہری کلیاں آویزاں ہیں یہ تلج نواب حیدر علی خاں صاحب برادر کلب علی خاں صاحب والی رامپور نے نذر کیا تھا۔ زبانی روایت ہے کہ اس سے پہلے عالم نامی بٹوارہ نے بھی سوا من سونے کا کلس گنبد شریف پر چڑھایا تھا۔ اس لئے غریب نواز کو سفید گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔

گنبد کے اندر دینی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے یہ نواب مشتاق علی خاں صاحب۔ والی ریاست رامپور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی تھل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اس میں طلالی زنجیروں سے منقحہ آویزاں ہیں۔ فی منقحہ پانچ ہزار روپیہ قیمت کا اندازہ ہے۔ ان کے علاوہ چاندی کے بہت سے منقحے بھی آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اندرونِ روضہ ہر چار جانب یہ اشعلہ زر سے مرقوم ہیں۔

خواجہ خاں جگان معین الدین	اشرف اولیائے روضے زمین
آفتاب سہ پہر کو ن و مکاں	بادشاہ سریر ملک یقین
در جہاں و کمال روحِ سخن	این مبین بود بحصین حصین
مطلع و لا صفات او گنقم	در عبادت بود چو در ثمین
لے درت قبلہ گاہ اہل یقین	بر درت ہر و ماہ سودہ جبین
روئے بر در گہت ہمیں سائند	صد ہزاراں ملک چو خسر و چین
خاودان درت ہمہ ر ضوال	در صفار و ضنات چو خلدیرین
ذرہ خاک او غیب بر شست	قطرہ آب او چو مار معین

جانشین معین خواجہ حسین  
کہ شود رنگ تازہ کہنہ بنو  
الہی تابود خود رشید و ماہی  
بہر لقا شیش بگفت چنین  
قبلہ خواجہ معین الدین  
چہراغ چشتیاں را روشانی

یالاے مزار مبارک چو بی مسہری پر سیپ کا کام تھا لیکن اب مملکت کے متوکل مبین سوداگر شکر  
 سیٹھ حاجی محمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس پر گنگا جمنی طلائی نقری پتھر چڑھوایا ہے اس  
 کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں معہ کلس کے ہیں۔ مسہری میں رنگین مٹل کی چھت گیری لگی رہتی ہے اور اس  
 کے گرد و دوزی غلی پر دسے ہیں جن کی قیمت تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہے۔ محی الملک والدین میر عثمان علی شاہ  
 شاہ دکن کے نذر کردہ ہیں۔ چھپرکھٹ کے اندر بیش قیمت سنگ مرمر کا مزار شریف ہے اس پر سنگ طلائی  
 فیروزہ۔ ابری۔ شہب اور ہسید وغیرہ کی خوشنما بچکاری ہے۔ مزار اقدس کے توذ میں یا قوت رمانی جڑا ہوا  
 ہے۔ مزار پر انوار ہمیشہ زربفت و کجواب وغیرہ کے قبر و شوش سے ڈھکا رہتا ہے۔ اور ان پر پھولوں کی چادر  
 بڑی رہتی ہے۔ چھپرکھٹ کے بیچ میں سنہرا کٹھیر نصب تھا۔ جوشہنشاہ جہانگیر نے بڑا کز نذر کیا تھا۔ شہنشاہ  
 جہانگیر نے اس کے متعلق ترک جہانگیری میں لکھا ہے کہ ۱۰۲۵ھ میں میں نے منت مانی کہ میری بعض مرادیں  
 بر آئیں تو مرقدا خواجہ بزرگ پر فخر طلائی جالی داز نذر کر دوں گا۔ یہ فخر ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ  
 کو تیار ہوا سینے حکم دیا کہ یہ لیا کر روضہ اقدس پر نصب کیا دیں اسے نصب کرنے میں دس ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے۔ مگر  
 کٹھیر اب موجود نہیں۔ اب دوسرا نقری فخر جہاں آرا بیگم کا نذر کردہ موجود ہے۔ اسکی مرمت راجہ  
 جے سنگہ دالئی جے پور نے باہتمام شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متولی آستانہ شریف کرائی تھی  
 اس کٹھیرے کا وزن بیالیس ہزار نو سو اکٹھ تولہ تین ماشہ یعنی تیرہ من سترہ سیر ایک تولہ تین ماشہ ہے۔  
 اندرون گنبد فرش میں سنگ مرمر کے ٹیڑے نہایت نفاست کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک گونہ  
 سنگ موسیٰ کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں۔ گنبد شریف کے مشرقی دروازہ کے آئیں بائیں جانب دو حجرے ہیں  
 ان کے کواڑوں پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا ہے ان حجروں کا تذکرہ تیجھے آچکا ہے۔ دونوں حجروں کے درمیان  
 ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی قلعہ چٹوڑ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ اس دروازے  
 کی دیوار پر ذیل کی نظم دیج ہے۔

بیا کہ کھیر اہل دل است خواجہ معینؒ طواف مرقداو میکند شاہ و گدا  
 زرہہ صدق در آرمقام خواجہ معینؒ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت المائے

۳۰۔ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ میں جوڑی چڑانی جس پر جب ذیل تاریخ کندہ ہے۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالی است  
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند  
ساخت دروازہ معین جاوید  
سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید  
۳۰ ۱۲ ۱۲۰۰

ایک بڑا عقیق قیمتی زرد رنگ کا اس دروازہ کے شمال رخ پر چڑا ہوا ہے۔  
روضہ کی مرمرین جالیوں پر زرین پردے پڑے رہتے ہیں۔ اور موسم گرما میں ان کی بجائے خس کے پرٹے ڈالے جاتے تھے۔

اندرون گنبد شریف اعلیٰ درجہ کے دوزر دوزی شامیانے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہر ہائمنس نواب کلب علی خاں والئی ریاست رامپور اور ایک ہر ہائمنس نواب ابراہیم خاں والئی ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے۔ مزار مبارک کے سینہ کے برابر مغرب کی جانب محراب میں زمانہ قدیم کا خوشخط ظلی کلام مجید سفید نقری صندوق میں نقری چوکی کے اوپر تقدیم بلندی پر رکھا رہتا ہے۔ اس کو زائرین بوسہ دیتے ہیں مگر عرس شریف کے ایام میں خلقت کی کثرت کے باعث یہاں سے اٹھالیا جاتا ہے۔

چاندی کا یہ صندوق اور چوکی موجودہ شاہ دکن کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید کے اوپر دیوار پر کعبہ شریف کا سیاہ مخمل پردہ لٹکا ہوا ہے۔ جس پر آیات قرآنی طلا سے لکھی ہوئی ہیں۔

حجرتی بی حافظہ جمال { روضہ منورہ کی جنوبی دیوار میں تین دروازہ ہیں۔ ادھر ادھر کے دونوں دروازہ تو خاص حالات و موافقہ پر کھولے جاتے ہیں درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازہ کے آگے

۱۔ جس طرح عام طور سے ہیرہ کارنگ سفید سمجھا جاتا ہے۔ مگر خواص اور جوہری جانتے ہیں کہ ہیرا زردی مائل، گلابی مائل، سیاہی مائل اور سبزی مائل بھی ہوتا ہے سیاہی مائل برہا کی طرت کا ہوتا ہے۔ اس کو اہل ہنر و متوسس خیال کرتے ہیں۔ سبزی مائل نادر الوجود ہے اسی طرح عام طور سے عقیق سرخ رنگ کا خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی ایک قسم زردی مائل بھی ہے۔  
۲۔ آپ کے شوہر شیخ زمری الدین کا مزار ناگور سے ایک کوس کنار حوض منڈھولہ واقع ہے۔

سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے اس کے شرق میں حضور خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہیں۔ غالباً یہ حجرِ روضہ شریف کے ساتھ تعمیر ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر سنگ مرمر کے تئوید میں ابری طلائی اُسنیدہ اور فیروزہ کی پچکاری ہے مزار کے پیش بہا قبر پوش پر پھولوں کی جا در رہتی ہے۔ حجر کا دروازہ کمافی دار بنا ہوا ہے اس کے سامنے دو چھوٹی چھوٹی قبریں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کی ہیں جو مغربی میں فوت ہو گئے تھے۔

**حجرِ حور النساء بنت شاہجہاں** { ۱۹ جمادی الاول ۱۰۲۵ھ بروز چہار شنبہ حور النساء نے انتقال کیا قبہ شریف کی مغربی دیوار کے سایہ میں دفن ہوئیں۔ قبر پر حجر تعمیر کیا گیا یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس کے کیوار بھی سنگ مرمر کے تھے۔ تئوید قبر پر کپہر لک کی ایک پیش بہا تختی لگی ہوئی ہے۔ تمام لوگ اس میں پیسے اور کوڑیاں پھینکتے تھے بائیں جانب روح کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے اب تیغ لگا دیا گیا ہے۔

**احاطہ نور** { قبہ مبارکہ کے جنوب و مغرب میں یہ سنگ مرمر کا احاطہ ہے۔ اس کے کچھ حصہ پر سقف بھی ہے اس احاطہ میں دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں (جو پائیں دروازہ کہلاتا ہے) دوسرا غرب میں ہے جو جنتی دروازہ کہلاتا ہے۔

**جنتی دروازہ** { اس دروازہ کو سکی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے کوڑوں پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا ہے۔ روایت ہے کہ اس دروازہ میں سے جو سات مرتبہ گزر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ دروازہ غریب نواز کے عرس میں پانچ رات سے ۶ رجب تک کھلا رہتا ہے اور عیدین دُعرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہ پر بھی کھلتا ہے لوگ جوق در جوق اس میں سے گزرتے ہیں۔

**چلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر** { یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی ہے سلطان محمود غلہ کی مسجد کے پیچھے واقع ہے اس چلہ میں دو رنگ تہہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خواجہ بزرگ کے خام مزار اقدس کا راستہ ہے۔

**جامع مسجد شاہجہانی** { یہ مسجد روضہ شریف کے مغرب میں ہے جب شاہجہاں بادشاہ فتح اودھ پور کے بعد اجمیر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال ہوا تھا۔ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ کئی سال میں یہ مسجد مکمل ہوئی۔

تیار ہوئی اسکا طول شرعی ۹ گز اور عرض ۲ گز ہے صحن میں پانچ دروازہ ہیں۔ تاریخ تعمیر مسجد حسب ذیل ہے  
”قبلہ اہل جہاں شد مسجد شاہ جہاں“

۱۰۴۶

عہد شاہ جہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم ہمدانی نے اس مصرع سے تاریخ نکالی ہے ۶  
”کعبہ حاجات دنیا مسجد شاہ جہاں“

۱۰۴۶

یہ مسجد نہایت نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ محراب وسطیٰ میں کلمہ طیبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے  
 اور بیرونی محرابوں پر قدامتے تعالیٰ کے نود و نونام ہیں۔ اور سب سے اوپر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

شہنشاہ دین پرورد دیں پناہ	کہ پیش جلوس اید اتصال
پناہ اتم صاحب تخت و تاج	فلک قدر شاہ جہاں یاد شاہ
پس از فتح رانا بصد عز و جہاہ	کہ دارد شریعت بعہدش ہوا ج
بطون مزار حقایق شیعاً	بدولت در اجمیر ز دبار گاہ
حقائق پناہ و معارف مآب	معین جہاں خواجہ روزگار
در آں روضہ پاک مسجد نبو د	کہ دادش فلک تطیب عالم خطاب
خداوند را بخدا شد قسار	دلش را تمنائے مسجد فرود
بسے بر نیامد ز دور فلک	کہ ماند از مسجد یا دگار
چو بنشت بر تخت شاہنشی	کہ آں قبلہ گاہ ملوک و ملک
کمر بست و چست و قدم بر کشاد	بلطف الہی بہ فرمان شہی
بر توفیق حق گشت کاوش تمام	نہ از راہ در رسم از رہ اعتقاد
زہ مسجد بادشاہ جہاں	بنا کرد این مسجد و شد تمام
	کہ دارد ز بیت المقدس نشان

خوشا قدر این خانه که احترام  
مقدس حسیم چو قدس غلیل  
شمارند با کعبه اش تو آماں  
کندر بسته مژگان خود آفتاب  
نمایاں در کعبه وقت نماز  
بفرشش گذاری چو روئے امید  
طلب کار عبادت دل بسته اش  
چو شاه جہاں در محل نماز  
ز توفیق محراب کرد از دو سو  
جہاں را دو چشم اندر و نشین  
نشسته بمسجد شہنشاہ دین  
اجابت ز نذر عبادت نیاز  
تواں کرد بر ممبرش جاں پسند  
بہ تکلیف مردم برائے نماز  
بود خطبہ شاہ قاد در خورش  
لب و شش از آب زمزم پرست  
زلالش ز ہر موہ بے دین  
ز سنگش چناں کار پرواز رنگ  
بفرمودہ سایہ گردگار  
نوشند تارخیش اہل یقین

بود ثانی اشنین بیت الحرام  
بوصفش زماں وقف ذکر جمیل  
کہ دیدست مسجد باین عزو شان  
کہ جاروب کش بایدا یجا خطاب  
ز محراب و در بر حرم کردہ باز  
شود نامہ چوں سنگ مرمر سفید  
بہار مناجات گلہ ستہ اش  
بحرا بش آوردہ روئے نماز  
بیک قبلہ پشت بیک قبلہ رو  
یکے خانہ کعبہ و دیگر این  
بود کعبہ پیوستہ مندر نشین  
خوش آن کس کہ آنجا گذارد نماز  
کراں نام شاہ جہاں شد بلند  
درش چوں در تو بہ پیوستہ باز  
زباں ملک مے سزد ممبرش  
ز محراب یا کعبہ در برد راست  
بقطع تعلق کشید است تیغ  
کہ گوئی نباشہ زیک پارہ رنگ  
چو کرد این بنا را قضا استوار  
بنائے شہنشاہ روئے زمین

۱۲۹۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لا کر اس مسجد میں رکھے گئے۔ اس وقت محراب مسجد سے



بانی رہنے لگا تھا۔ لوگوں نے اسے اشک نشانی سے تعبیر کیا۔

ناز کے وقت جمعہ کے دن چار وقفہ تو ہیں داعی مائی ہیں ماول لزمان کے وقت۔ دویم خطبہ کے وقت سویم اقامت کے وقت۔ چہارم سلام کے وقت۔

چہارم رات شاہجہانی جامع مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق ایک چھوٹا سا دروازہ حوض کے متصل ہے۔ اس دروازہ کے اندر ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس میں بڑے بڑے جلیل القدر اور ائمہ والے بزرگ علماء صلی۔ نقرار۔ صوفیا اولیاء اور خوش نصیب عقیدت مندان خواجہ علیہ الرحمۃ آرام فرما ہیں۔ ان میں سے چار مزار ان بزرگوں کے بھی ہیں جو غریب نواز کے ہمراہ شریف لائے تھے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد حسین صاحب الدہلوی۔ مولانا معین الدین۔ حافظ بشیر علی بیگ۔ حافظ مردان علی صاحب اور حاجی دیر علی صاحب خدایان درگاہ کے مزارات بھی اسی احاطہ میں ہیں۔ یہاں ۱۳۶۶ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب خدایان درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آسائش کے لئے پانچ ہزار کے صرف سے ایک دالان تیار کیا ہے۔

مزار خواجہ حسینؒ اجیریؒ شاہجہانی مسجد کے مغرب میں ایک مقبرہ بنا ہوا ہے اس میں خواجہ حسینؒ اجیریؒ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ گنبد کا انہرودی حصہ سنگ مرمر کا اور بیرونی حصہ چولے کا بنا ہوا ہے۔ یہ مقبرہ ۱۳۸۵ھ میں تعمیر ہوا۔ اس کا نقشہ غریب نواز کے روضہ منورہ سے ملتا جلتا ہے۔ مزار کے گرد سیپ کا نایاب چھپر کھڑا بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت عہد شاہجہانی میں باہتمام سید دلاور تیار ہوئی محراب و دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

”شہ از لہجہ ہادی و مرشد معین  
شہنشاہ دوسرا خواجہ معین الدین  
نہاے مقبرہ با صفا خواجہ حسینؒ  
بلطف مغز شدہ سال نامیت این“

سولہ کھنبرے سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دالان ہے اس کے سولہ ستون ہیں۔ ستونوں کے گرد جالیرا کٹھڑے فرش میں قسم قسم کے رنگین پتھروں کی بچکاری ہے۔

۱۵ جنرل اوصال مجلس سماع میں ہوا تھا۔

ایک بالشت کی چھتری { یہ چھتری سولہ کھنبہ کے متصل دروازہ پر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہے۔ گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ستون سنگی ہیں۔ گنبد کے نیچے آٹھ دس آدمی جو بیٹھ سکتے ہیں۔ دراصل یہ دروازہ خواجہ حسینؒ کے محوطہ کا تھا۔ اب اس احاطہ کا نشان نہیں ہے لیکن یہ دروازہ ابھی تک قائم ہے۔

جھالہ { یہ درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ درگاہ شریف کے استعمال کا تمام پانی جھالہ سے ہی آتا ہے۔ درگاہ شریف میں جامع مسجد کے پاس سے ایک وسیع زمین جھالہ میں اترتا ہے۔ جس سے بھٹی پانی بھر کر لاتے ہیں۔ ایک وسیع زمین ترپولہ بازار سے بھی جھالہ میں اترتا ہے۔ جس سے شہر کے ہندو مسلمان بلا لحاظ مذہب و ملت آکر پانی بھرتے ہیں۔ تیسرا زمینہ خادم محلہ کی جانب سے بھی ہے۔

جھالہ کی مضبوط چھار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ قبل ازیں بارش کے زمانہ میں گڑھی نامی نلے کا پانی اسی طرف سے ہوتا تھا۔ اور یہی نالہ آگے جا کر ندی کی صورت اختیار کر لیتا تھا اور اسی ندی کو ریوندی بھی کہتے ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے شہر اجیر کی فصیل بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیش درگاہ کی جانب کٹوا دیا۔ اور نند بنوا دیا تھا۔

شاہ قلی خاں صوبیدار اجیر نے دوسری طرف دہاتہ بندی پر اپنی زندگی میں ہی اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اب ہزاروں آدمی اس جھالہ کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے۔ زائرین اس کے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

حوض جامع مسجد { جامع مسجد کے متصل ایک خوش ناحوض ہے۔ جو پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے مگر اس کے چاروں طرف کنارہ پر مھوپ اور بارش سے بچاؤ کے لئے چھت ڈالی گئی ہے۔

جامع مسجد کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو اس حوض سے بہت آرام ہے۔ رات کو جب انہیں درگاہ کے لئے بجلی ہسٹا کرتا ہے تو وہ اس کی تالیوں کے ذریعہ حوض میں بھی پانی بھرا جاتا ہے۔

تاہم زائرین کے ہجوم اور کثرت استعمال کی وجہ سے پانی کی قلت رہتی ہے بھشتیوں کی موجودگی پورا کر دیتی ہے یہ ہر وقت مشکیں بھرے حوض کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈالتے رہتے ہیں

شاہی گھاٹ { لب جھارہ ارکاٹی دالان و حوض کے متصل صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے اس صحن کے اندر سنگ مرمر کی ایک چھتری (چوہدری رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل لے بنوائی ہے) میں غیب نواز کے صاحبزادہ حضرت خواجہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کا مزار ہے۔ اس کے قریب دوسری چھتری میں غیب نواز کے برادر نسبتی آسودہ ہیں۔

کرناٹکی دالان { سایہ گھاٹ کے متصل روضہ منورہ کے سامنے ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں تین درجہ بجا نب روضہ منورہ ہیں سنگ سفید کی خوبصورت عمارت ہے۔ یہ دالان نواب والا جاہ رئیس کرناٹک الخطابیہ امیر الہند نے بہادر شاہ عالم بادشاہ تعمیر کرایا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

در حضور خواجہ ہر دو سرا	آں معین الدین شہ شاہنشاہاں
چوں امیر الہند کان عدل و داد	بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت	نام والا جاہ عالی منزلت
کا مران ملک کرناٹک بود	بندہ خاص خدایے شک بود
از خلوص نیت و صدق غصیف	برہنہ سادہ کر سئی جائے لطیف
تا بیا سانبہ مردم اندرین	موجب یرکات باشد بالیقین
گفت چوں تمیمہ والا جاہی است	ہم نبایش موقف اللہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب	وجد در خود کرد دل و اگر دل
سال تارخیش بچو در این دعا	باد و آئیم قلم این فرخ بستا

از جلو س شاہ پنخ دی طلب

شد مرتب درمہ پاک رجب

**عبادت مستورا** کرنا کی دالان کے سامنے قیہ شریف کے جنوبی دروازہ کے متصل ہر دو جانب دو سنگ مرمر کے مختصر احاطے مستورات کے بیٹھنے کے لئے ہیں۔ ان کے ہر دو دروازوں پر پردے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے معین الدین خورد۔ بایزید۔ حضرت قیام الدین بابریاں اور شیخ بدہ کے مزارات ہیں۔

**دالان حاجی زیر علی صنا** } یہ دو دالان متصل ارکائی دالان وکیل حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ شریف مرحوم خادم درگاہ } نے بنوائے ہیں۔ ان پر مندرجہ ذیل کتبے آویزاں ہیں۔

(۱) کتبہ دالان متصل ارکائی دالان۔

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیدار قبیلہ حاجی حافظ سید مردان علی مرحوم منفقہ بصرہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

(۲) کتبہ دالان متصل سبیل“

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ بیدار قبیلہ و کعبہ سید حافظ نفع محمد صاحب و محترمہ مخدومہ عند اللہ صاحبہ بصرہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی بیع الاول ۱۳۵۷ھ میں تعمیر ہوئی۔

**مقبرہ علی قلی خاں** { جھالہ کے شمرتی کنارہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے یہ عالی شان سنگ مرمر کا شمال رویتین در کا مقبرہ ہے اس کی چھت لداؤ کی ہے جسے گنبد بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ اکبر بادشاہ کے صوبہ دار اجیر علی قلی خاں نے اپنے مدفن کے لئے بنوایا تھا۔ مگر یہاں دفن نہ ہو سکے اگرہ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اس گنبد میں غالباً شہباز خاں (جو اکبر کے منصب دار ہیں) کا مزار ہے۔

یہاں محمد کی ۲۷ تاریخ تعزیر رکھا جاتا ہے۔ اس پر شہر کی ہمدیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اسوجہ سے اب اس مقبرہ کو امام پاڑہ بھی کہتے ہیں۔

**سبیل خواجہ سبیل** } یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی ہے۔ اس پر حسب ذیل عبارت مرقوم ہے۔

”علی قلی خاں کا منصب ہمدگیری میں سہ ہزار و پچھتری تھا۔ اجیر شریف سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر مشرق و شمال میں اب تک ان کا ایک باغ بھی موجود ہے اس کو لوگ باغ میر شاہ علی بھی کہتے ہیں (دب) علی قلی خاں کو میر شاہ علی اور میر تقی بخش بھی کہتے ہیں۔

## بیادگار

برادر کرم حافظ سید عبدالعزیز صاحب و دختریم نوربختی عائشہ بی بی غفر اللہ لہا لہا بصرہ خاصہ خاں شہ  
آستانہ عالیہ حاجی سید ذریعلی ربیع الاول ۱۳۱۵ھ تعمیر ہوا۔

## عقیدہ تہذیب خدمت مرام درگاہ

آپ کی درگاہ کی خصوصیات میں یہ چیز عام طور سے مشہور ہے کہ وہاں کوئی کتنی ہی زیادہ پریشانی اور  
اضطراب کی حالت میں جہاں سے ملے سکون قلبی اور اطمینان خاطر حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ یوں تو آپ کے آستانہ  
میں علاوہ مقیم حضرات کے بیرونی اور مقامی عقیدتمندان کی ہمہ وقت آمد و رفت رہتی ہے مگر مخصوص ایام اور اوقات  
میں عام بارش فیضان سے مستفیض ہونیکے لئے بھی عقیدت کیش جوق در جوق جمع ہوتے ہیں اور ہمہ وقت کی عام  
برکات کے سوا ان مواقع پر مخصوص روحانی الوار اور دینی و دنیاوی انعامات سے مالا مال ہوتے ہیں جس کا  
مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(الف) مرام قدیم کے تحت میں معمولات درگاہ و تقاریب۔

دروازہ صبح { فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل اہل محبت عقیدت مند اور اہل حاجت روضہ منورہ کے شرقی دروازہ  
پر پہنچ جلی دان میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ وقت باب گنبد شریف کھلنے کا ہے۔ دروازہ کیا کھلتا ہے گویا در رحمت  
وا ہوتا ہے۔

دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم دروازہ کے دربر و استادہ ہو کر اذان دیتا ہے۔ اس کے بعد باری  
دار (کنجی برار) دروازہ کھولتا ہے اور خدام صاحبان اندر داخل ہو کر مورھیل سے تربت شریف و دیگر اندرونی

۱۔ گنبد شریف کے شرق میں یگی دالان کے سامنے ایک وسیع مرمرین فرش کا احاطہ ہے جس کے گرد پید پتھر کا کھڑا لگا ہوا ہے محافظ  
و چھ شریفین مزار عالم کے یوم وفات یوم نبوت یوم ولادت غریب نواز۔ یوم علی شوس حضور و چھ شریف کے مواقع پر اس احاطہ میں قرآن خوانی  
ہوتی ہے۔ محافل میلاد و سماع و محافل بزرگان دین میں اس احاطہ میں منعقد کی جاتی ہیں بعض لوگ اس کو بھی احاطہ نور کہتے ہیں۔

۲۔ آج کل یہ خدمت ظہور احسن صاحب عرف مولامیدان خادم درگاہ انجام دیتے ہیں۔

مقامات صاف کرتے ہیں۔ پھر پھول بد لکڑ تازہ پھول پیش کرتے ہیں۔ یوبان سلگاتے ہیں۔

یوم اذان جزائریں خصوصیت سے اس سالنے وقت حاضری کے لئے جمع ہوتے ہیں وہ گنبد شریف میں بسط خدا ان داخل ہو کر شرف زیارت اور سلام صبح پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کے بعد جو قلب کے ساتھ اپنی حاجات پیش کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے اس وقت اوپر زیادہ لوگ خواب سے فارغ ہو کر درگاہ میں آجاتے ہیں درگاہ کی مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں بعد نماز خوش الحانی کے ساتھ ہر مسجد میں نماز فجر ادا کی جاتی ہے فجر کی نماز کے بعد ہر ایک نیا گروہ اکہم قیہ ہمار کہ میں زیارت و سلام و عرض حاجات کے لئے حاضر ہوتا ہے غرض صبح سے لے کر عشاء کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد تک برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور خدام صاحبان اپنے اپنے زائرین کی روضہ مبارک میں حاضری کرتے رہتے ہیں۔

نماز فجر کے بعد شاہی تقارن خانہ میں (جو شاہجہانی دروازہ پر ہے) نوبت بجنے لگتی ہے اور روضہ مبارک کے پائیں میں قوالی شروع ہو جاتی ہے یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد جب دوکانات کھلنے کا وقت آجاتا ہے تو معتقد ہنود صاحبان اپنی دکانیں کھولنے سے پہلے اپنی اپنی دوکانات کی کنجیاں بہ نیت برکت درگاہ کے دروازہ کی سیڑھیوں سے مس کرتے ہیں پھر دکانیں کھولتے ہیں۔

دن کے نو بجے عثمانی دروازہ پر آدھے گھنٹہ تک پھر نوبت بجاتی ہے

ظہر کی نماز کے وقت بعد فراغت نماز پھر پائیں مبارک میں تین بجے سے آدھے گھنٹہ تک مغائب شاہد کن زیر نگرانی ناظم علم نظامی قوالی اور تقارن خانہ میں نوبت شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت پھر خدام صاحبان روضہ مبارک کی خدمت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور گل و صندل پیش کرتے ہیں۔

سفر ہے قبل روشنی کے وقت ڈنکا بجتا ہے اس موقع پر پھر زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں قیہ مبارک میں روشن کرنے کے لئے خدام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم بتیاں لپٹاتے ہیں لوگ لپٹے ہوئے میں نور کی روشنی پیدا کرنے کے خیال و حصول برکت کی نیت سے ان بتیوں کو اپنے اوپر رکھواتے ہیں۔ اس وقت

لے مزید سے تقریباً چارہ منٹ لیں۔

بجانب چمکے نظر ہوتا ہے بالآخر مومی اور برقی روشنی سے اکدم قبر مبارک اور تمام احاطہ درگاہ منور ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر خصوصیت سے لوگ مصروف دعا نظر آتے ہیں اور یہ شعر خصوصیت سے پڑھا جاتا ہے۔

الہی تابو وغور شہید و ماہی چراغ چشیاں رار و ثنائی

اُسی وقت دیوان والی قبر شریف میں جاتی ہے۔ اس کو بھی لوگ بلحاظ برکت و شفا کے مرض اپنے سردوں پر رکھاتے ہیں اور اُس کی خاک جسم سے ملتے ہیں اور دھواں جسم پر لیتے ہیں۔

**نماز عشا** کے بعد بیگم الاان کے سامنے شاہی چوکی تو الاان اور پائیں شریف کی جانب ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صابری چوکی تقریباً ایک گھنٹہ تک توالی کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ اس وقت بھی درگاہ شریف میں معمول سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ اس موقع پر فدام صاحبان تھوڑی تھوڑی دیر کے فاصل سے خدمت کر کے تین فرشتے بیکر گنہ شریف سے باہر آتے ہیں لوگ انہیں اپنے سردوں اور آنکھوں پر رکھواتے ہیں۔ نیز اس وقت بھی عقیدت کیش دیوان والی کے دھویں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ توالی کے بعد شاہی چوکی کھڑے ہو کر ڈھولک کے ساتھ گڑ کا پڑھتی ہے۔

اس کے بعد قبر شریف کا دروازہ معمور ہو جاتا ہے۔

موجودہ درگاہ کمیٹی کے تسلط سے قبل دروازہ معمور ہو جانیکے بعد سے صبح تک بیرونی اور مقامی تو الاان بطور نذر عقیدت توالی کیا کرتے تھے اوقات نماز ڈنکے سے مغرب تک۔ اور صبح دروازہ کھلنے کی اذان کے وقت کے علاوہ دیگر مقامی اوقات میں ہر شخص توالی کرنے کا مجاز تھا۔ مگر کمیٹی مذکور نے حال میں رات کے گیارہ بجے کے بعد سے صبح تک توالی کی ممانعت کر دی ہے۔ اور حق داران و صوفیائے کرام اور اکثر خواص و عوام کو اس باب میں درگاہ

۱۔ ہر چوکی اکرام حسین۔ تاجم حسین اور دایم حسین وغیرہ تو الاان پر مشتمل ہے۔  
۲۔ ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صابریہ کے مشہور درویش ہیں ان کا مزار کلیر شریف میں اندرون احاطہ درگاہ ہے۔  
۳۔ اس چوکی کے اجداد کو فدام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیر شریف سے (جمیر شریف) بھیجا تھا۔ اس کے موجودہ خاص خاص افراد غلام بھٹ نلام خواجہ فضل احمد یہ شہید احمد و کریم الدین وغیرہ ہیں۔

۴۔ فرشتہ ملاؤں کے بڑے اُس جھاڑو کو کہتے ہیں جو اندرون گنہ شریف کی خدمت میں کام آتی ہے۔

۵۔ گڑ کا ایک پورانا خاص قسم کا لہام ہے جس میں غریب و ناز کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔

۶۔ اس کمیٹی کے صدر سید الدین صاحب اور نائب صدر مرزا عبدالقادر بیگ ہیں۔

کیٹی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ اہتمام درگاہ کیٹی قدیمی شاری نقارخانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت منجانب شاہد کن فوٹ بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین قوالان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی دیرونی قوالان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں قوالی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شہابہائی جامع مسجد میں تفسیر لکھنؤ دارالافتاء بیان ہوتا ہے۔

امد قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل دہار پر قوالی اور بیٹہ باجر کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

**پنجشنبہ** { جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدت مند ان حاضری دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد بیگمی الاان کے درپردہ محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈیا ہوا فانوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فانوس بیگمی الاان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچتا ہے اور دیوان صاحب متولی صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے دراپچھے توٹنہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فانوس اور موسیقی کی دو لائٹیں اگر دانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

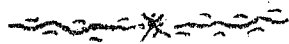
۱۔ عبدالرحمن صاحب موصی المعروف بہ عوب صاحب بھل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

۲۔ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

۳۔ آج کل رحمت الہی صاحب منجانب نواب مظفر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

۴۔ اس وقت توٹنہ شریف کے سجادہ حافظ سید الہی بن صاحب ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبداللہ صاحب مدظلہ پر بیٹھتے ہیں





ہر دو جانب چوبدار اور چیرسیان درگاہ کھڑے ہوتے ہیں شاہی زمانہ کے چار بجے محفل شروع ہو جاتی ہے پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم ہوتی ہے پھر سماع شروع ہوتا ہے۔ درگاہ کے ملازمان تو آلاں یہ خدمت انجام دیتے ہیں اگر کوئی باہر کا قوال آجاتا ہے تو اس کو بھی موقع دیا جاتا ہے اس دوران میں شاہی پانچ بجے روضہ مبارک کے اندر خدمت شروع ہو جاتی ہے تقریباً ایک گھنٹہ سماع ہونے کے بعد فاتحہ ہوتی ہے ازاں بعد مجلس برخواست ہو جاتی ہے حسب معمول شاہی چھ بجے کاکا پڑھنے کے بعد تہ تبرک معمر ہو جاتا ہے اس دن روزانہ کے معمولات مذکورہ کے علاوہ بارہ بجے دن کے بھی نوبت بختی ہے نیز اس دن بجائے تین بجے دن کے ڈھائی بجے سے نوبت اور ظہر بعد کی قوالی شروع ہو جاتی ہے۔

**چھٹی تقریب** چونکہ چھ تاریخ غریب لوانے صال کی چھ اس لئے ہر قمری مہینہ کی چھ تاریخ درگاہ میں حضرت کی فاتحہ ہو کر لی ہے۔ صبح کے وقت منجانب خدام صاحبان قرآن خوانی ہو کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب میں بخشینہ کی محفل کی طرح جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے محفل سماع منعقد ہوتی ہے جس میں پہلے فاتحہ خوان صاحبان فاتحہ پڑھتے ہیں پھر تقسیم شیرینی کے بعد قوالی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر محفل بخشینہ کی طرح چھٹی کی محفل کے بعد فاتحہ نہیں پڑھی جاتی البتہ جب جمعرات اور چھٹی ایک ہی دن ہوتی ہے تو دو مرتبہ فاتحہ دی جاتی ہے اور دونوں مواقعہ کی شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

چھٹی کی محفل میں صرف متولی صاحب آتے ہیں اور دیوان صاحب محفل میں اپنی دشا بھیجتے ہیں۔ نیز چوبداران جمعرات کی محفل کی طرح اس محفل میں سونکی چوبیس لیکہ نہیں کھڑے ہوتے بلکہ کڑی کی چوبیس لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

**عرس شریف** عرس تو فخر اور درویش اور دوکاندار عرس سے تقریباً ایک ماہ قبل اجمیر شریف آجاتے ہیں یعنی اولیٰ جمادی الثانی سے برابر لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ درگاہ اور مکانات میں پھیدیاں ہوتی گئی ہیں جمادی الثانی کی ۲۵ تاریخ سے تمام صاحبان مزار شریف کو روزانہ شب میں غسل دینا بھی شروع کر دیتے ہیں چوبدار کی خدمت حضرت نور اور عبد الغنی انجام دیتے ہیں ۵ بجے رات سے پختہ درخت یہ حضرات پہلے آتے ہیں فاتحہ اور قبل سماع میلاد بھی پڑھتے ہیں تمام علی صاحب نیاز ہی اس گروہ کے ایک خوش الحان فرد ہیں۔ ۷ بجے رات کی محفل بخشینہ سماعی آلاں میں ہوتی ہے اور آدھ رات اور ۱۲ جمادی الثانی لغایت ۹ رجب تک درمیان چوبخشینہ کی محفل سماع خانہ میں ہوتی ہے۔ نیز کہ لغایت ۱۱ رجب بخشینہ اور چھٹی کی محفل نہیں ہوتی بلکہ عرس کی محفل میں ضم بھی جاتی ہے۔

ہیں مگر مراسم عرس رجب کا چاند دیکھنے کے بعد شروع ہوتے ہیں یعنی چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بچتے ہیں اور سات سلامیاں توپ (توپ نا ایک نال ہے) کی دیجاتی ہیں شہر جمیر بالخصوص درگاہ اور خادم محلہ میں ایک شور مچ جاتا ہے ہزاروں باہر سے آئے ہوئے زائرین چاند دیکھنے کے بعد درگاہ میں سلام کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں مقررہ مقامات پر درگاہ میں خدام صاحبان کی گدیوں پر بچھ جاتی ہیں اور زائرین اپنے اپنے خادم وکیل کے پاس اپنی طرف سے نیتیں پڑھانے اور چادریں شیرینی نذرانے وغیرہ پیش کرنے کیلئے بہ تعداد کثیر ایام عرس میں جمع رہتے ہیں غنئی دروازہ کھل جاتا ہے

سماع خانہ کے اندرونی حصہ میں فرش بچھا ہے اور صدر مقام پر گدی بچھایا جاتا ہے اس پر نفرتی چوڑوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے تمام جھاڑ کھول دے جاتے ہیں اور ان میں بجلی کی روشنی کیجاتی ہے نیز داروغہ سماع خانہ سماع خانہ کی دیگر متعلقہ خدمات انجام دیتے ہیں اور تقریباً رات کے گیارہ بجے مشعل و چوہداران کے ساتھ متولی صاحب اور مشعل اور نائوس کے ساتھ دیوان صاحب آجاتے ہیں اور صوفی درویش و مشایخ فقیر امیر غریب بٹو کثیر حاضر مجلس ہوتے ہیں۔ فاتحہ ہوتی ہے پھر سماع شروع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام جمیدہ قبائلان چھری بٹے ہیں ایک بچے کے قریب دیوان صاحب مراسم غسل ادا کرنے کیلئے گنبد شریف میں آجاتے ہیں اور مخصوص خدام اور دیوان و متولی ملکر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں اس عرصہ میں سماع خانہ میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے بعد غسل دیوان صاحب و متولی صاحب پھر محفل سماع میں آجاتے ہیں اور چائے نوشی کا دور شروع ہو جاتا ہے درگاہ کے قدیمی مقررہ لوگ چائے بناتے ہیں اور محفل میں پلاتے ہیں تین چار بجے کے قریب بعد فاتحہ محفل برسات ہوتی ہے اس موقع پر رکابداران بیٹھے صندل شربت کے آبخور بطور تبرک تقسیم کتے ہیں دوران محفل سماع خانہ میں کسی عورت کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی نہ کوئی اس موقع پر جوتائے کہ داخل سماع خانہ ہو سکتا ہے

۱۔ توپ جلانے والے عذر شاہ کی اولاد میں ہیں۔ غوث پاک کے چلہ کی ہاڑی پر توپ چلائی جاتی ہے۔

۲۔ منجانب پانچا معین الاولہ سماع خانہ کے انتظام کیلئے ایک داروغہ ہوتا ہے اگلے بیخداست غلام غریب نواز انجام دیتے ہیں۔

۳۔ آج کل یہ خدمت محمد بخش وغیرہ انجام دیتے ہیں۔

۴۔ عرس کی پہلی دو شبوں میں سینٹھ اسحاق صاحب کی طرف سے چائے پینے کی ہے تیسری چوتھی یا پانچویں شب میں محی لاؤ تاج معین گدڑی شاہی کیش چائے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے چھٹی شب میں عبدالرحمن صاحب کے صاحبزادہ چائے پیش کرتے ہیں۔

۵۔ رکابداران کی خدمت بشیر خاں اور علی محمد خاں انجام دیتے ہیں۔

درگاہ کے چار اسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور و دور از کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقع پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اندرون رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ یہ آسانی کسی کا گذر ناممکن ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھرنے لگتا ہے پلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جائیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے بیویوں وادریں کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اثر دھام رہتا ہے بیرونی دکاندار بھی قسم قسم کی اشیاء کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمائش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ، دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیو۔ حیدر آباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے کمر بند۔ مراد آباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ میرٹھا راجپور کے سہوٹے مچھلے کنگے اور بٹن کلک کا چاندی کا سامان دینارسی کپڑے اور ساڑیاں دہلی اور گجرات کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور ٹھکانوں کے گاہوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بیحد ازدحام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم جب سے درگاہ بازار میں موٹر دن تا نگوں وغیرہ کا گزرنا مکملاً بند کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پر سخت رہتی ہے۔

**محفل قل** یوں تو بیچ خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے ہیں گرتا یخ اور جب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس نو گیارہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتا ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نور کا نام مبارک آتا ہے تو چوہدریوں اور بچوں کیلئے ہیں حجاج بجا شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور مچا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کہتے ہیں بعد قش سے بیرونی حضرات واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

**غسل شریف** بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیڑا دھوا گیا اب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خرید کر خود بڑی بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تراشہ میں جھاڑویں لئے اس مقدس آستانہ کی جار و جب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہو گئے ہیں صوفی صاحبان اس دن گولہم توحید کہتے ہیں یعنی جی طرح جج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس معہ محفل سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدا رسیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ بعزت درگاہ بوجہ رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنہوں نے وطن سے ہجرت کر کے اپنی زندگی غریب نواز کے قدموں میں گذاری ان حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کر دئے جاتے ہیں ماسوا اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد عشاء محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی اہلیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رکن الدین (شوہر بی حافظ جمال) کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اک میں ۵۰ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے

## (الف) اعراس بہ ماہ محرم

۱۔ مولانا عبدالباق بتاریخ ۲ محرم بعزت ۵ سالانہ ۲۔ حضرت فرید ۴ محرم بعزت ۵ سالانہ

۳۔ بابا فرید گنج شکر بتایا ۵ محرم بصرہ ۱۰ سالانہ (۴) فرید میاں احمد آبادی ۲۵ محرم بصرہ ۱۰ سالانہ

## (ب) اعاس بماء صفر

- (۱) حضرت شاہ ڈارث علی بتایا ۱۰ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۲) حضرت سلیمان بتایا ۱۰ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۳) حضرت سید ابوالعلا اکبر آبادی ۱۰ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۴) حضرت مولانا شمس الدین بتایا ۱۰ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۵) حضرت کالے میاں ۱۴ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۶) حضرت عبدالرزاق لکھنوی ۲۴ صفر بصرہ ۱۰ سالانہ

## (ج) اعاس بماء بیع الاول

- (۱) حضرت معشوق علی بتایا ۱۰ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۲) حضرت محمد بخش بتایا ۱۰ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۳) حضرت مولانا قادری سلیمان بتایا ۱۰ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۴) حضرت مخدوم علاؤ الدین بیکلیری ۱۳ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۵) حضرت شیخ حکیم شہ جہاں آبادی ۲۴ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۶) حضرت شاہ محی الدین ۲۴ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۷) حضرت حیدر بتایا ۲۹ بیع الاول بصرہ ۱۰ سالانہ

## (د) اعاس بماء بیع الثانی

- (۱) حضرت غلام فرید بتایا ۶ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۲) حضرت سلطان الدین بتایا ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۳) حضرت صوفی حمید الدین ناگوری ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۴) حضرت لدرا علی عتہ مذاق میاں ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۵) حضرت دیوان شمس الدین علیخان ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۶) حضرت پیران پیر شکر بخش عبد القادر حلوانی ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۷) حضرت خواجہ محمود میاں بتایا ۱۳ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۸) حضرت محبوب الہی سلطان نظام الدین اولیاء ۱۳ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۹) حضرت محمد مراد بتایا ۱۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۱۰) حضرت حاجی قدرت اللہ ۲۰ بیع الثانی بصرہ ۱۰ سالانہ

## (ه) اعاس بماء جمادی الاول

- (۱) حضرت شاہ مضاف بتایا جمادی الاول بصرہ ۱۰ سالانہ  
(۲) حضرت احمد علی عتہ بابا بتایا جمادی الاول بصرہ ۱۰ سالانہ

- (۳) حضرت غلام فخر الدینؒ شاہ شاہ جہاںی الاولیٰ بصرہ سالانہ  
(۴) حضرت سلطان الدینؒ بتایخ ۹ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ  
(۵) حضرت شاہ مرادؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ  
(۶) حضرت یونان غیاث الدینؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ  
(۷) حضرت پیر بیٹاؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ  
(۸) حضرت نعلیؒ لے میان بتایخ ۱۲ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ  
(۹) حضرت خواجہ انسؒ بتایخ ۲۹ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ

### (۱۰) اعراس ماہ جمادی الثانی

- (۱) حضرت شاہ نیاز احمدؒ بتایخ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۲) حضرت پیر یکھرؒ بتایخ ۹ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۳) حضرت ابراہیم علی خانؒ بتایخ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۴) حضرت معصوم علی باباؒ بتایخ ۱۱ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۵) حضرت مولانا امجد الدینؒ بتایخ ۱۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۶) حضرت یونان امام الدینؒ بتایخ ۱۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۷) حضرت شاہ محمدؒ بتایخ ۱۸ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۸) حضرت محمد حسینؒ بتایخ ۲۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۰) حضرت خواجہ فخر الدینؒ ۲۶ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۱) حضرت مولوی فخر الدینؒ ۲۹ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ

### (۱۱) اعراس رجب المرجب

- (۱) حضرت الی بخشؒ بتایخ ۴ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۲) حضرت فیروز شہیدؒ بتایخ ۴ رجب بصرہ ۱۲ سالانہ  
(۳) حضرت بابا صاحبؒ بتایخ ۷ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۴) حضرت جلال الرحمنؒ بتایخ ۷ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۵) حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۶) حضرت خواجہ عاقل محمدؒ بتایخ ۸ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۷) حضرت سائیں سنگھؒ سوانہ بتایخ ۹ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۸) حضرت قطب الدینؒ بتایخ ۱۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۹) حضرت علی حسینؒ کچھو شریف بتایخ ۱۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۰) حضرت خواجہ حسام الدینؒ بتایخ ۱۴ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۱) حضرت پیر بھٹی صاحبؒ بتایخ ۱۶ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۲) حضرت مولانا امیرؒ بتایخ ۱۹ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۳) حضرت میراں سید حسینؒ فنگ حواری ۱۸ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۴) حضرت پیر نوازؒ بتایخ ۲۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۵) حضرت خواجہ یادگار محمدؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۶) حضرت کمال الدینؒ بتایخ ۲۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۷) حضرت خواجہ فخر الدینؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۸) حضرت مامونؒ بمبئی بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ  
(۱۹) حضرت خواجہ فخر الدینؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ

- (۲۱) حضرت عبداللہ سعید بتاریخ ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۲) فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۲ رجب بسلطہ جی شریف  
(۲۳) حضرت چندن شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدین بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ  
(۲۵) حضرت مدو شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۶) حضرت سکین شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ  
(۲۷) حضرت مولانا عبدالہاری لکھنوی ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۸) حضرت سید سلالہ مسعود خاڑی ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ

### (ج) اعراس ماہ شعبان

- (۱) حضرت جلال الدین بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت محمد سعید بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ  
(۳) حضرت صوفی جی بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد سعید بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ  
(۵) حضرت چندن شہید بتاریخ ۱۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت سعید احمد بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ  
(۷) حضرت چندن شہید لاکھن کوٹھی بتاریخ ۱۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۸) حضرت چندن شہید درگاہ شریف، ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ

### (ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

- (۱) حضرت شاہ نظام الدین بتاریخ یکم رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدین ناگوری ۱۰ رمضان بصرہ  
(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گڈری شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ  
(۴) حضرت نعل شاہ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخش بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ  
(۶) حضرت شرف الدین بتاریخ ۱۳ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چیاغ دہلوی ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ  
(۸) حضرت مولانا علی مسکانشیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ  
(۹) حضرت پیام الدین اخلاق بتاریخ ۲۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ

### (ی) اعراس ماہ شوال

- (۱) حضرت مولانا رفیق علی بتاریخ ۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گڈری شاہ بابا شوال بصرہ ۷ سالانہ  
(۳) حضرت شاہ جمال بتاریخ ۸ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد الحسن جیپوری بتاریخ ۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ  
(۵) حضرت امیر خضر بتاریخ ۱۱ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت نظام الدین بتاریخ ۲۱ شوال بصرہ ۷ سالانہ

## (ک) اعراس ماہ ذیقعدہ

- (۱) حضرت خاموش شاہ بتایں ۴ ذیقعدہ بفرعہ سالانہ (۲) حضرت سجاد حسین بتایں ۱۴ ذیقعدہ بفرعہ سالانہ  
(۳) حضرت مولانا محرم علی بتایں ۱ ذیقعدہ بفرعہ سالانہ (۴) حضرت مولانا ضیاء الدین بتایں ۲۵ ذیقعدہ بفرعہ سالانہ

## (ل) اعراس ماہ ذالحجہ

- (۱) حضرت حاجی نور محمد بتایں ۴ ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۲) حضرت خٹک سوار بتایں ۴ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۳) حضرت شاہ نصیر میاں سیلی بھیت شیر محمد ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۴) حضرت حبیب علی بتایں ۵ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۵) حضرت ناواں شاہ بتایں ۱۲ ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۶) حضرت ابوسعید بتایں ۱۲ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۷) حضرت موسیٰ صاحب بتایں ۱۵ ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۸) حضرت محمد رمضان بتایں ۱۵ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۹) حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتایں ۱۵ ذالحجہ بفرعہ سالانہ

- (۱۰) حضرت خواجہ جامی میاں ۲۳ ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۱۱) حضرت فخر الدین بتایں ۲۶ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۱۲) حضرت خواجہ حسین بتایں ۲۹ ذالحجہ بفرعہ سالانہ (۱۳) حضرت خواجہ فخر الدین بتایں ۲۹ ذالحجہ بفرعہ سالانہ  
(۱۴) حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتایں ۲۶ ذالحجہ بفرعہ سالانہ

منجانب انجمن فخریہ چشتیہ خدام { خدام صاحبان کی یہ انجمن درگاہ شریف میں تازیہ رکھتی ہے اور یکم محرم سے ۱۰ محرم تک خواجہ سیدنا وکان اجمیر شریف چٹوڑی مراسم تعزیه داری شاندار طریقہ سے ادا کرتی ہے محرم شریف کے زمانہ میں مجلس سوز خوانی و تحت خوانی و وعظ بھی منعقد ہوتی ہیں اس موقع پر ہر دہائی کا انتظام بہت خاص طور پر کیا جاتا ہے بتایں ۲۵، ۲۶ رجب حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی و حضرت یادگار محمد سبزواری کے مراسم عرس و فاتحہ اعلاہ نور میں بجا آئے جاتے ہیں۔

بتایں ۲۶ رجب اعلاہ نور میں شب کی وقت محفل میلاد ہوتی ہے اور ۲۷ تا ۲۸ دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ شریف کے مراسم منعقد آدا ہوتے ہیں۔

بتایں ۳ شعبان المعظم نہایت شاندار طریقہ پر درگاہ شریف سے سمر ڈھ شریف چادر پہنچائی جاتی ہے۔

۱۵ اس انجمن کے موجودہ صدر قان بہادر عبد الوحید صاحب۔ سکریٹری ظہور الحسن صاحب عرف مولامیاں اجمیری اور جاسٹ سکریٹری سید غلام محمد نبی صاحب ہیں۔



دن کے تین بجے کے قریب یہ جلوس بیگنی الان سے قوالی کے ساتھ مدد ہو کر تقریباً ایک گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہنچتا ہے یہاں قوالی ختم کر دی جاتی ہے مختلف باجوں کے ساتھ یہ اہتمام نیک ایوسی ایشن خدائمان یہ جلوس اسٹیشن روانہ ہو جاتا ہے۔

منجانب نئی الاوقات معینی گڈری شاہی } یہ انجمن درگاہ شریف میں حسب ذیل مراسم عقیدت خادمی و خدمت  
انجمن اجمیر شریف جسٹرو } مراد آباد کی آمدنی سے سالانہ ادا کرتی ہے۔

(۱) فاتحہ سالانہ حضرت خدا علی خفی (جد و اقص) بتاریخ ۱۲ محرم بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ

(۲) فاتحہ سالانہ حضرت شاہ ابوالعلا اکبر آبادی بتاریخ ۹ صفر المظفر بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ

(۳) فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلسلسلہ فتح خیر بتاریخ ۲۱ صفر المظفر بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ

(۴) مراسم فاتحہ حضرت امام حسن علیہ السلام بتاریخ ۲۸ صفر

(۵) مراسم فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلسلسلہ یوم وفات شریف بتاریخ وفات یکم ربیع الاول احاطہ نور میں

معدہ قرآن خوانی۔ مجلس وعظ و محفل سماع ادا کرتی بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ۔

(۶) مجلس وعظ و میلاد شریف بلسلسلہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۸ ربیع الاول بمقام احاطہ نور گیارہ شب سے صبح تک۔

(۷) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم معدہ قرآن خوانی مجلس وعظ و میلاد شریف و سماع بلسلسلہ یوم نبوت شریف بمقام احاطہ نور بتاریخ ۹ ربیع الاول بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ۔

(۸) فاتحہ بی بی باہ نور رحمۃ اللہ علیہا (والدہ غریب نوازی) بتاریخ ۲۱ ربیع الاول بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ

(۹) فاتحہ حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب کتب مراد آبادی بتاریخ ۲۲ ربیع الاول بصرہ ۱۲۸۰ سالانہ

سلسلہ نئی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن خادمی و نفقہ سے متعلقہ تقاریب اور اہلیہ مولفہ کی نفقہ کردہ عمارت برائے عثمانیہ خانقاہ و دیگر انتظام کرتی ہے اس انجمن کا دفتر بالاسٹیشن ہمارہ اجمیر شریف میں ہے اور بعض موجودہ اراکین منتخب ذیل ہیں۔

(۱) نفقہ ڈاکٹر عشرت حسن مسلمی۔ ایچ۔ ڈی۔ صدد (ب) ممتاز محمد سکرپٹری (ج) نظیر بخش مسلمہ مراد گار سکرپٹری (د) ڈاکٹر سید امتیاز علی صاحب بھٹری رکن (۴) مکی شاہ خزانچی (۵) محمد المعبود مسلمہ رکن۔

(۶) شاکت حسین صاحب رکن (۷) سید محمود علی صاحب رکن (۸) محمد بخش صاحب رکن۔

ان خادمی و نفقہ کے انتظام کے لئے مراد آباد میں خادمی و نفقہ کمیٹی قائم ہے جس کے موجودہ کارکن حسب ذیل ہیں۔

(۱) محمد (ب) ظہور الحسن مسلمہ کیل سکرپٹری (ج) عشرت حسن مسلمہ سکرپٹری (د) نعمت حسن مسلمہ رکن (۴) حکیم مقبول حسن صاحب رکن

(۱۰) فاتحہ حضرت زبیر ابن العوام (صحابی و جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مع محفل سلع بتاریخ ۱۰ جمادی الاول  
بصورت نمبر سالانہ

(۱۱) فاتحہ سالانہ حضرت مخدوم ساء الدین سہروردی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۰ جمادی الاول بصورت نمبر سالانہ  
(۱۲) فاتحہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ ولادت شریف بتاریخ ۱۰ جمادی الثانی مع قرآن خوانی محفل و غلط  
و میلاد شریف و سلع بمقام احاطہ نور بصورت نمبر سالانہ

(۱۳) بتاریخ ۲۴ رجب (یا پانچویں شب میں) بموقعہ عرس شریف حضرت خواجہ غریب نواز صواع خانہ میں سبائے  
وقت چائے پیش کیجاتی ہے اور بتاریخ ہر ۳۰ رجب منہائے توابع زادہ حاجی کرم علیخان صاحب اکبر آبادی  
و دختر موصوف - و حاجی بہاقت حسین صاحب مولاد آبادی - و طفیل احمد صاحب فریدی - و آغا پاشا حیدر آبادی  
انجمن موصوف چائے پیش کرتی ہے۔

(۱۴) فاتحہ سردر عالم علی اللہ علیہ وسلم بموقعہ رجب شریف بتاریخ ۲۶ رجب مع محفل و غلط بمقام احاطہ نور۔

(۱۵) فاتحہ منظر حسن نشیندی مراد آبادی (پدر و آفت بتاریخ ۲۲ رجب المرجب

(۱۶) فاتحہ سالانہ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ (پدر غریب نواز) بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم

(۱۷) فاتحہ قتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع محفل سلع بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک تقریباً بارہ بجے دن سے ڈیڑھ بجے

(۱۸) مراسم فاتحہ خواجہ غیاث الدین حضرت خواجہ عثمان اردنی مکی قدس سرہ بتاریخ ۱۵ شوال مع قرآن خوانی محفل و غلط

محفل سلع و میلاد شریف ردیو بیگی دالان و جلوس چادر شریف دچا سلع خانہ بصورت نمبر سالانہ۔

(۱۹) مشاعرہ منقبت حضور خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۶ شوال بمقام سلع خانہ درگاہ سلعی۔

(۲۰) چائے بودقہ محفل عرس حضور خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۲ رجب الحجہ بوقت شب بصورت نمبر سالانہ

منجانب پشاری صاحبان { باہتمام عبدالستار پاشا بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سید اسرار احمد صاحب

سابق متوفی درگاہ کے مکان سے جھنڈا جلوس و توالی کے ساتھ ماہین عصر و مغرب لاکر درگاہ شریف میں شاہی جلوس

درازہ پر نصب کیا جاتا ہے یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا ہوتی ہے بہت مجمع ساتھ ہوتا ہے جھنڈا نصب

ہوتے ہی توپوں (۱۱) دالی توپ) کی سلامی ہوتی ہے۔

منجانب قوالان درگاہ { باہتمام اکرام حسین قوال ماہ کے ہدینہ میں قمری ۵ تاریخ موصوف کے مکان سے اشراق و چاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا (جس میں سرسوں کے پھول وغیرہ ہوتے ہیں) قوالی کے ساتھ لاکھوش کیا جاتا ہے اس موقع پر متولی درگاہ صوفیائے کرام اور بکثرت عقیدتمندان شامل ہوتے ہیں قوالی میں بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب سید اسرار احمد صاحب { سلسلہ فاتحہ سرور عالم بتایخ اربع الاول (بارہویں شب) رات کو تقریباً سید شہار احمد صاحب مرحوم متولی درگاہ علی { دو بجے سے صراط نور میں محفل وعظ شروع ہوتی ہے آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتش بازی کے گولے چلائے جاتے ہیں بڑے خاص اہتمام سے یہ محفل منعقد ہوتی ہے۔ موصوف کے دالدریز گوار سید شہار احمد صاحب کی یادگار ہے اس موقع پر بکثرت لوگ شرکت کرتے ہیں لوگوں کے اژدہام اور جاگنے کی وجہ سے درگاہ میں دن سا ماحول ہوتا ہے قبۃ شریف کا دروازہ کھلنے پر سلام بدرگاہ رسول انام علیہ السلام پیش کیا جاتا ہے یہ منظر بہت ہی نیکیت ہوتا ہے دعا پر اختتام مجلس ہوتا ہے بعد مجلس شیری تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب مولانا علی ہارسی صاحب { بتایخ اربع الاول (بارہویں شب) قبۃ شریف کا دروازہ معمور ہوئیے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوتا ہے اس مشاعرہ میں صرف ان چیدہ حضرات کو غزل پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے جنہیں دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں یہ اپنی طرز کا ایک خاص مشاعرہ ہے۔

## رج (مرام قدیم کے تحت میں الفاضل حضرت

درگاہ کیٹی { جو نذر عقیدت شکل جاگیرات و عمارات درگاہ میں ہوتی ہیں ان کا انتظام پہلے بذریعہ متولی ہوتا کرتا تھا۔

گرب ۱۸۶۶ء میں بہ تحریک کشنر صاحب اجمیر اوقات درگاہ کے انتظام کے لئے ایک انجمن از نام درگاہ کیٹی بنائی گئی اس میں ایک صدر اور چار اراکین تھے لیکن ۱۹۰۶ء میں بنفاد موجودہ درگاہ ایکٹ یہ انجمن پچیس اراکین پر مشتمل ہوئی کیٹی مذکور متولی بہتم دفتر منظم درگاہ۔ پیشکار۔ واصل باقی نویس۔ بیابا نویس اہل پیمشی۔ محافظ دفتر خزانچی۔ کلرک و انس پرسیدینٹ۔ مختار۔ گرد اور۔ نائب گرد اور۔ اسٹور کیپر۔ دروغہ نائب دروغہ آٹھ چہر اسیان

متعلق دفتر کیٹی دس چہرے سیان متعلق عملہ انتظامی درگاہ۔ حوالدار۔ آٹھ امین کے ذریعہ سے انتظامات کرتی ہے  
**دیوان صاحب** درگاہ شریف کے دیوان کا غریب نوازی کی اولاد میں سے ہونا لازمی ہے تمام سائن دیوان  
 آپ کی اولاد جوئے کی بنیاد پر اس عہدہ پر مہمور ہونے پہلے آئے ہیں۔

دیوان کے عہدہ کے ساتھ ایک جاگیر بھی ملتی ہے۔ جس کی آمدنی سے دیوان اور اس کے متعلقین بخوبی  
 گذر بسر کرتے ہیں۔

محافل پختہ عہدہ شریف۔ اور عرس شوال میں دیوان کے پہونچنے پر فاتحہ شریف ہوا کرتی ہے بعد ازاں  
 سماع شروع ہوتا ہے یہ محافل میں نذر لینے کے حقدار ہیں۔

**متولی صاحب** دفتر متعلقہ کی نگرانی کرتے ہیں اور انتظام درگاہ کی خدمات بذریعہ عملہ درگاہ انجام دیتے  
 ہیں محافل کے مواقع پر اکثر انعقاد محافل کرتے ہیں ان کے پہونچنے پر دیوان صاحب کے آتے سے پہلے کلمہ  
 خوانی و میلاد خوانی شروع ہوا کرتی ہے متولی صاحب محفل میں دیوان صاحب کے برابر بیٹھتے ہیں اور محفل کے  
 تمام انتظامات متعلقہ انجام دیتے ہیں چوبداران وغیرہ کے ذریعہ سے احکام صادر کرتے ہیں۔

برسم قدیم متولی صاحب بھی محافل میں نذرین لیتے ہیں اور چوبدار کے ذریعہ سے قوالان کو پہونچواتے ہیں۔  
 محافل میں قوالان کی چوکی بدلنا انہیں وقت دینا عامیاد کلام پڑھنے سے روکنا ان کے خرافات میں ہے۔

علاوہ ازیں اگر کسی صاحب حال کو کسی شعر پر کیفیت ہوتا ہے تو وہی شعر پڑھواتے ہیں اور اس درمیان میں  
 اگر چوکی بدلی جاتی ہے تو آئندہ چوکی سے وہی شعر پڑھایا جاتا ہے جس پر کیفیت ہوتا ہے۔

جس سماع میں اگر بحالت کیفیت کوئی کھڑا ہو جاتا ہے تو متولی بذریعہ چوبدار بہ آواز بلند اعلان کرتا ہے  
 کہ تمام حاضرین کھڑے ہو جائیں۔

فاتحہ خواں۔ درگاہداران۔ چوبداران۔ جفت برداران۔ کھڑیالی۔ نوبتی۔ سگزن۔ وار و قمر درگاہ۔ قوالان۔  
 قرآن شان۔ سیدی مشعلی بردار۔ چہرے سیان۔ عملہ ہتھم برقی روشنی۔ روشن کنندہ موم بتی۔ روشن کنندہ فانوس۔  
 ڈیہر وغیرہ۔ مؤذن۔ اٹھ۔ مراجعہ۔ چاروب کش۔ نقار چیان۔ نوپچی نال وغیرہ متولی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔  
**خدام صاحبان** جس طرح کہ معظمہ شریف اور مدینہ منورہ شریف میں زیارت اور اراکین حج ادا کرانے والے

معلین ہیں اسی طرح اجیر میں خدام صاحبان غریب اور رکتہ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کی زیارت اور سلام کو آتے ہیں یہاں یہ حضرات وکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر بیرونی اور مقامی عقیدت مند کا ایک وکیل ہوتا ہے۔ اُس کے ذریعہ سے یہ قبۃ مبارک میں حاضری دیتا ہے پھول و عطر و لبان و اگر بتی و موم بھی اور نذرانہ پیش کرتا ہے صاحب مقدرت حضرات اپنے وکیل کے ذریعہ سے مساکین میں نقدی یا کھانا اور کھیل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری و اکبری دیگ پہناتے ہیں محافل میلاد شہریت اور چادریں پیش کرتے ہیں برقی و عمومی روشنی کراتے ہیں سبیل و جوسن میں پانی پھرتا ہے۔ درگاہ میں تعمیرات اور کوئی بیش بہا چیز پیش کرتے ہیں۔ ہر دینی عقیدت مند کو یہ حضرات بہت آرام پہنچاتے ہیں ان کے طعام و قیام اور دوسری ضروریات کا معقول انتظام کرتے ہیں غرض سب چیز گھر کی طرح سے ہوتا کھیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ان حضرات کو رنگی اُس کے تہہ پر چوری ہو جاتی ہے یا حجب کٹ جاتی (خدام صاحبان بطور قرض حسنہ سفر خرچ بھی دیتے ہیں۔

### (۷) مراسم قدیم کے تحت میں آداب آستانہ

آپ کی درگاہ شریفین میں حاضری کے آداب مقرر ہیں جن کی پابندی ہر زائر کو لازم ہوتی ہے مختصر تشریحات حسبِ ذیل ہیں۔  
**آداب اندرون درگاہ میں داخل ہونے سے پہلے جو تہا اور دیا جاتا ہے کوئی شخص جو تہہ پہنکر درگاہ میں داخل درگاہ شریفین نہیں ہو سکتا البتہ انگریزوں کو جو تہہ پر ہاتھ پہنا دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص چترئی لگا کر یا پھول پہنکر لائین لیکر درگاہ میں داخل ہونے کا حجاز نہیں ہے درگاہ کے کسی حصہ میں بیڑی سگریٹ یا حقہ پینا یا ہشاک لگانا غلط چکانا یا کسی ادنیٰ جگہ پاؤں لٹکانا بیٹھنا ممنوع ہے۔**

**آداب احاطہ نور:** احاطہ نور میں کسی کو جو تہہ لٹک جانے کی اجازت نہیں۔

**آداب اندرون قبۃ مبارک میں کوئی شخص تنگے سر یا ایسا لباس پہنکر جس میں گھٹنوں کے اوپر کا حصہ منظر قبۃ مبارک آئے داخل نہیں ہو سکتا۔** اندرون قبۃ باتیں کرنا خرافات کہنا زور سے بات کرنا کسی قسم کا جھگڑا یا تکرار کرنا ممنوع ہے نیز نغہ کی حالت میں کسی شخص کو اندرون داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

**قبۃ شریف کے احاطہ مبارکہ میں انگریزوں کی ممانعت ہے البتہ بادشاہ وقت داخل ہو سکتا ہے۔**

ستورات کو ایسا لباس پہن کر گتہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جس میں اون کے سینہ کا حصہ  
بیاپاؤں کے ٹخنے سے اوپر کا حصہ نظر آئے بلکہ برقعہ کی حالت میں ستورات کی حاضری سخن خیال کی جاتی ہے۔  
آداب محفل سماع { سماع کی محفل میں ننگے سر یا نشہ یا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ نظر آنے کی حالت میں داخل  
ہونا ممنوع ہے محفل میں دوزخوں یا پالتی کی نشست سے بیٹھا لازمی ہے محفل میں ہٹایا پانی پینا ممنوع ہے  
ماذہبن درگاہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ محفل سماع میں دستار باند نہ جائیں۔ اور متولی صاحب اور  
دیوان صاحب کو دستار باندہ کر اور چھ پہنکر محفل میں آنا لازمی ہے نیز ان دونوں کو چھ کے اوپر ایک  
گیرے رنگ کی چادر اوڑھنا بھی ضروری ہے۔

محفل میں کسی کو اپنی طرف سے یا کسی کی پیش کردہ نذر براہ راست قرآن کو دینا ممنوع ہے بلکہ متولی  
یا دیوان کی نذر کرنا چاہیئے وہ بندہ ربیعہ چو باران قرآن کو پہنچاتے ہیں۔  
البتہ عرس شریف کی محافل میں جب دیوان اور متولی مزار شریف کو غسل دیتے چلے جاتے ہیں تو انکی  
غیر موجودگی میں حسب رواج قدیم اگر کوئی نذر قبول کرے بندہ ربیعہ چو باران قرآن کو پہنچائے تو مصلحت نہیں  
اگر محفل سماع برخواست ہو نیک وقت اجاتا ہے اور کوئی صاحب مال کیفیت میں ہوتا۔ ہے تو ملکہ بنا کر محفل  
سماع برقرار رکھی جاتی ہے اور دوسری جانب متولی اور دیوان کی موجودگی میں مراسم فاتحہ ادا کر لے جاتے ہیں۔

### درگاہ میں عقیدت مند نہ مفید عام یا دیگر میں

چونکہ اہل اللہ کا مقصد خالق کی مخلوق کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے اس لئے حیات بعد وصال یہی لوگ ان  
سے دینی و دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت غریب نواز رح کی ذات گرامی اور تفرقات باطنی کے زیر اثر آٹھ سو سال سے جہاں طرح طرح  
کے دریاے فیوض جاری ہیں۔ وہاں لوگوں کی شکم سیری۔ تعلیم قلوب۔ و دوائے امراض وغیرہ کے فوائد بھی  
آج تک لوگ حاصل کر رہے جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ عثمانیہ معینیہ { سلسلہ عقیدت یہ مدرسہ متجانب میر عثمان علیاں صاحب شاہ دکن دینی تعلیم کیلئے مقرر

درگاہ میں قائم ہے تقریباً دو سو بچے اس میں تعلیم پلتے ہیں۔  
یہاں قاعدہ بخداوی سے لے کر فارغ التحصیل ہونے تک تعلیم دی جاتی ہے سالانہ جلسہ و ستار بناری بموقعہ  
عس غریب نواز ہوتا ہے۔ اب تک سیکڑوں عالم فاضل ہو چکے ہیں تعلیم کا خاص انتظام ہے۔  
مولانا عبدالبیاری صاحب معنی متجانب میر عثمان علیخان صاحب شاہ دکن مدرسہ کے نگراں ہیں  
خواجہ کالنگر لنگر خانہ میں (جن کا تذکرہ عمارت میں ہے) جو کا دلیا تیار ہوتا ہے اور عام طور پر تقسیم کیا جاتا ہے  
سیکڑوں غریب معذور پلتے ہیں اور یہ منبت کسی کے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ چنانچہ اجمیر میں عام طور پر یہ زبان  
زد ہے کہ کچھ بھی ہو گا تو غریب نواز رح کا دلیا تو موجود ہے بے چاروں کے لئے یہ گویا شفا بخش دوا ہے اجمیر کے حکما اکثر  
خطرناک بیماریوں کے موقعہ پر مریضوں کو غذا میں یہی بتاتے ہیں۔ الغرض یہ غذا کی غذا اور دوا کی دوا ہے مریضوں  
در خواجہ کاتیرک جس کو پیران عظام اپنے مریدوں کو بزمانہ مجاہدہ قلب کی صفائی کے لئے بھی دیتے ہیں۔  
شہنشاہ اکبر نے اس ہی دئے کیلئے گداؤں اختیار کی تھی۔  
صبح کا لنگر درگاہ کی طرف سے ہوتا ہے اور شام کا شاہ دکن کجانب سے عقیدت مندانہ طور پر کیا جاتا ہے  
غریب نواز رح کے دوبارہ میں یہ بڑی غریب پرور نعمت ہے۔  
اکھارے صحت جملہ درست رکھنے کے لئے یہ جناب شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی یادگار ازراہ عقیدت  
چار باری میں عرصہ سے قائم ہے موجودہ زمانہ میں بابو فخر الدین صاحب خادم درگاہ اسکی نگرانی کرتے ہیں۔  
شفا خانے و احاطہ درگاہ میں دو شفا خانہ نے ہیں ایک متجانب درگاہ ہے جس میں دو طبیب مریضوں کو دیتے  
دوا خانے ہیں۔ یہاں مفت دوا تقسیم کی جاتی ہے۔  
دوسرا شفا خانہ حیدر آبادی ہے ان ہر دو شفا خانوں سے زائرین اور غریب اہل شہر کو بہت آرام ہے  
تیسرا حصہ درگاہ اور مرآہ تم شد

# حصّہ چہارم حلقۃ الارادت



## آپ کا دائرہ عقیدت

کون نہیں جانتا کہ ہندوستان کے لاکھوں افراد اعلیٰ سلسلہ ہیں اور غریب توڑ سے رشتہ اراوت و محبت رکھتے ہیں مگر ان کے علاوہ بھی بکثرت افراد آپ سے رشتہ عقیدت رکھتے ہیں جن کی تعداد سلسلہ شریعی سے بھی کہیں زیادہ ہے آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانان ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ انسانی بھی آپ پر ہندوؤں پر تک چشتیوں پر شمار ہیں اہل عراق آپ کی بڑی عظمت کرتے ہیں عرب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں خراسان میں آپ کی تعظیم سے فیض جاری ہے شام میں آپ کی بزرگی کا چرچا ہے نیز آپ کے سلسلہ کی رباط قدیدی موجود ہے۔ مصر میں ہندوستانی مسلمانوں نے آپ کا نظام پونہ بچایا ہے چین میں آپ کے سلسلہ کی ڈیرہ سو خاتما ہیں موجود ہیں۔

آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانوں کے کسی گروہ یا خاص فرقہ تک محدود نہیں بلکہ اولیاء نظام دشاختین کرام و صوفیائے اہل العزم کے علاوہ علماء و فضلاء اہل سنت دیوبندی حضرات شیعہ سنی۔ انگریزی دان و جوانان و عوام الناس سب آپ کے حلقہ اراوت میں نظر آتے ہیں اور آپ کی بزرگی کے معترف اور آپ کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

آپ اپنے عقیدت کا سلسلہ صرف مسلمانوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ جہت مسلمانان بہتوئے مختلف آپ کے عقیدت کیس ہیں اسی طرح اہل ہندو عیسائی پارسی بھی آپ کے عقیدت مندوں میں ہیں جہاں جہاں مختلف مذاہب کے لوگ اختلافات سے گزر کر ذات باری تعالیٰ کے ملنے میں سب متفق ہیں اسی طرح مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد بلکہ اختلافات آپ کے ساتھ عقیدت رکھنے میں متفق نظر آتے ہیں اور ہر مذہب و ملت و نسل آپ کے روحانی شفقت و کرام سے فلاح و بہبودی حاصل کرتا ہے۔

ہمارے مذہب و بالا بیان کا ثبوت کج سات مہینوں کے بعد بھی آپ کی درگاہ مقدسہ میں نمایاں نظر آتا ہے اور اہل ایمان مناظر سے روزانہ لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اہل بصیرت ان مناظر سے حقیقت حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ درگاہ میں کسی وقت بیرونی مسلمانوں کا گروہ

آستانہ بوسی کر رہا ہے تو کسی وقت متعدد پارسی عورت مرد حجاز کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں تھوڑی دیر بعد نظر آتا ہے کہ درگاہ کے ایک جانب ہندو صاحبان آپ کے درِ فیض پر ہاتھ جوڑ کر اپنی حاجتیں پیش کر رہے ہیں دوسری طرف عیسائی لوگ اپنا ٹوپ اتر کر آپ کے روضہ کو سلام کر رہے ہیں پھر لطف یہ کہ اس حلقہ عقیدت میں امیر غریب فقیر بادشاہ سب یکساں نظر آتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہیں گویا غریب نواز کی روحانی ہمہ گیری اور محیط عالم ہونیکا آنکھوں ہی آنکھوں میں اقرار کرتے نظر آتے ہیں۔

عقیدت مندانہ حاضریاں اور تدور

۵۵۸ (الف) بعض اراکِ سلطین -  
شہزادہ بہادر شاہ غوری (ابجد فتح کوٹیکہ) بد غریب ازبک خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوا تفسیل اس واقعہ کے حصہ میں ہے (۵۵۸)  
سلطان محمد بن اتمش (یہ نیک دل بادشاہ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور آپ سے تعلیم معرفت بھی حاصل کی جبکہ مفصل تذکرہ کافی میں درج ہے) (کنیل اسرار)

۵۵۹ بعد فتح اجمیر سلطان محمود غلی شاہ مالوہ برائے اظہار تشکر و نیاز دوبار غریب نواز میں حاضر سلطان محمود علی المعروف بہ شاہ ماتھو ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا فاتحہ پڑھی اور اس خوشی میں خدیان درگاہ کو مال مال کر دیا۔ اور دو ہفتہ مبارک کے سہ ماہی نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس کا مفصل حال عمارت درگاہ کے سلسلہ میں ہے (فرشتہ)

۵۶۰ شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن (اس عقیدت مند بادشاہ نے ۹۳۱ھ میں اجمیر آکر دوبار غریب نواز میں حاضری سلطان محمود شاہ بیکہ بھرائی) دینے کا شرف حاصل کیا (فرشتہ)

۵۶۱ ایک دن اکبر آگرہ سے فتح پور سیکری جانے والے راستہ سے گندہا تھا۔ موضع ٹڈا کر نہیں تو اٹلان اکبر بادشاہ (بیتقرب عرس غریب نواز کی منقبت خواہی کر رہے تھے۔ حضرت کا اسم مبارک نکرا اکبر کو شوقی قدم بوسی ہوا۔ اور ۹۵۹ھ میں حاضر آستانہ ہو کر فیوضِ دیرکات حاصل کئے۔

دوبارہ چٹوڑ فتح کر کے ۹۶۰ھ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اس حاضری کے موقع پر بڑی دیگ

نند کی اور اس میں کھانا بکوا کر غیا اور مساکین کو تقسیم کیا۔ بڑا چمراغ پیش کیا اور گلش دروازہ دروضہ کا موجودہ مشرقی دروازہ نصب کیا۔ چونکہ شہزادہ سلیم تبصرات غریب نواز پیدا ہوا تھا اس لئے سہ بارہا جہانگیر کی ولادت کے بعد ۹۷۷ھ میں حاضری دی اور اس موقع پر اکبری مسجد تعمیر کرائی۔ بار چہارم اکبر ۹۷۸ھ میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں ۹۷۹ھ میں حاضری دی۔ پھر فتح بنگال کے بعد ۹۸۲ھ میں حاضر دربار خواجہ ہو کر دو نقارے پیش کئے۔ جواب تک نقار خانہ میں موجود ہیں۔ یہ نقارے بنگال کے بادشاہ داؤد کے تھے۔ اس لئے انھیں داؤدی کہتے ہیں۔ اکبر نے پایادہ سفر کے لیے بھی حاضری دی۔ اور شہر شاہ بھی تعمیر کرائی جس کا تذکرہ آثار جمیر میں ہے۔

**شہباز خاں** اکبر کی بیوی میں آپ آدھے پور کی ٹھم سرکر کے جمیر آئے۔ اور ۹۸۵ھ میں بمقام جمیر انتقال کیا۔ چونکہ آپ کو غریب نواز سے عقیدت تھی اس لئے درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی۔ چونکہ خدام و مصلحتی نہ ہوئے اس لئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نواز نے غنطیں کو عالم رویا میں تاکید فرمائی کہ شہباز خاں ہمارا دوست ہے اس کو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہ دو صبح صبا لٹھ منت و ساجت انکی نعش قبر سے نکال کر اس جگہ دفن کی گئی جہاں کے لئے ارشاد کیا گیا تھا۔

جب جہانگیر جمیر حاضر ہوا تو مرزا محمد علی بیگ نے بھی حاضر ہو کر مزار خواجہ کی زیارت کی۔ ان کو شہباز خاں کے ساتھ بڑی محبت تھی قبر دیکھ کر بکناں تپاک اس سے لپٹ گئے۔ اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست ہے۔ اسی وقت ان کی جان نکل گئی۔ اور مرزا محمد علی بیگ کو بھی وہیں دفن کیا گیا۔ مثل دوست بد دوست پیوست صادق آئی۔

**جہانگیر ۱۰۰۲ھ** جہانگیر کو بھی غریب نواز سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے شہزادگی اور شہنشاہی دونوں حالتوں میں دربار غریب نواز میں حاضری دی۔ تنک جہانگیری میں روانگی جمیر کے متعلق حسب ذیل بیان ہے۔

اس قصد سے دو چیزیں منظور غاظر تھیں۔ اول زیارت روضہ منورہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن کی روح پر فتوح کی برکتوں سے اس خاندان عالی شان کو بہت فائدے پہونچے تخت پر بیٹھنے کے بعد روضہ بزرگوار کی زیارت نصیب نہیں ہوتی تھی۔

بالآخر جہانگیر جمیر روانہ ہوا جب جمیر ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچا تو سوادی سے اتر کر پایادہ روانہ ہوا اور وہیں سے نیرات کرتا ہوا آستانہ خواجہ پر حاضر ہوا۔ بعد آستانہ بوسی دفا تمہ خوانی قیام گاہ پر آیا۔

۱۰۲۲ء میں حاضر دربار ہو کر ۱۲۳۳ء میں سخت علیل ہو گیا جب مرض لاعلاج کے قریب ہوا تو بحالت علالت دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر صحتیابی کی دعا مانگی۔ اور صحت یاب ہوا چنانچہ اس واقع کے متعلق ترکہا نگیر میں لکھا ہے۔

”علامت کے زمانہ میں میرے دل میں اتنا تھا کہ جس طرح میں باطن میں خواجہ بزرگ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں ہوں اور جانتا ہوں کہ میری ہستی انھیں کا طفیل ہے۔ اسی طرح علامت بھی صحت یاب ہو کر اپنے کان چھد کر ایک ایک ایذا روتی ہر کان میں ڈالوں گا“

چنانچہ اس نے سر دربار ایسا ہی کیا اور اس کے اتباع میں اہل دربار نے بھی انعام کے ساتھ خزانہ شاهی کے عطا کردہ موتی اپنے کانوں میں ڈالے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی

جہانگیر کا اجمیر میں تقریباً تین سال قیام رہا۔ اس عرصہ میں نومرتبہ حاضر آستانہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاکھ کا طلائی کھڑہ بڑا کر مزار شریف کے گرد نصب کرایا۔ نیز چھوٹی دیگ پیش کی (یہیں کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے)

شہزادی خوراکشاں ۱۰۲۵ء یہ عہد جہانگیری میں حاضر آستانہ ہوئی۔ بروز چار شنبہ وفات پائی۔ جہانگیر کو یہ پوتی بہت عزیز تھی اس کی محبت کی وجہ سے وہ اس کے یوم وفات یعنی چار شنبہ کو کم شنبہ کہا کرتا تھا۔ اس کی قبر کے مفصل حالات پیچھے درج ہو چکے ہیں۔

۱۰۵۳ء یہ دیندار بادشاہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتا تھا شہزادی کے شاہ جہاں زمانہ میں حاضر دربار خواجہ ہوا۔ اور بادشاہ ہونے کے بعد بھی حاضری دیتا رہا۔ کسی مرتبہ پایاں اجمیر حاضر ہو کر زیارتِ روضہ سے مشرف ہوا۔ ہر مرتبہ نذر دنیا ز پیش کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اور خیرات سے مستحقین کو مال مال کیا۔ اجمیر میں لب آنا ساگر عارات بھی بنوائیں نیز درگاہ شریف میں شاہجہانی مسجد قبة شریف کا بیرونی احاطہ مہ جنتی دروازہ وغیرہ (جو پائیں میں ہے) تعمیر کرایا مفصل حالات پیچھے آچکے ہیں۔

۱۰۵۳ء یہ شہزادی شاہجہاں کی بڑی لڑکی تھی عالم فاضل۔ دیندار اور ذہین تھی۔ غریب نواز شہزادی جہاں آرا بیگم سے بہت عقیدت رکھتی تھی۔ اس نے خواجگانِ حشت کے حالات میں کتاب

نوش الارواح بھی لکھی ہے اس کتاب کے آخر میں اپنے سفرِ حجیر کے حسب ذیل حالات لکھے ہیں

”بتاریخ ۸ شعبان المبارکۃ الدیروز گوار (شاہجاں) کے ہمراہ اگرہ سے اجیر روانہ ہوئی اور بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ وہاں پہنچی اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورہ یسین اور سورہ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فوج کی نذر کرتی رہی کچھ دنوں تک تالاب انا ساگر کی عمارت میں قیام رہا اس عرصہ میں یہاں ادب و تعظیم بھی پانگپ پر نہیں ہوئی اور دو ضمرہ متورہ کی جانب بھی پشت پانچاؤں نہیں کئے۔ جب سے اس سرزمین پاک پر قدم رکھا ہے تصور والا کی برکات و فیوض سے دل میں ایک عجیب ذوق پیدا ہو گیا ہے۔“

”جمعرات کے دن بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک کو حضرت پیر دستگیر (خواجہ غریب نوازؒ) کے مرقد متورہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ایک پہر دن باقی رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہ سعادت چہا ہوئی۔ سات مرتبہ دروایا مبارک کا طواف کیا اس کے بعد اپنی پلوں سے تہاڑ دو دی۔ مزار مبارک کی خاک پاک کو سر شمشیر بنایا اس وقت دل پر جو ذوق و شوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ بیان نہیں کر سکتی نہ وہ تحریر میں آسکتی ہے نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا کہ کیا کر اور نہ خیال میں آتا تھا کہ کیا کہوں کچھ دیر تک یہی حالت طاری رہی اس کے بعد مجبور ہو کر نذر مبارک پر اپنے ہاتھ سے غرض شہولی اور پھولوں کی چادر جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی قبر نورانی پر چڑھائی پھر والد ماجد کی سنگ مرمر سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد (جس پر ڈھائی لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا) میں نماز عصر ادا کی اور گنبد میں داخل ہو کر سورہ یسین اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور مغرب کے وقت تک وہیں مقیم رہی جہاں کے پانی سے اوزہ انظار کیا۔“

”اس مقام منبر کہ اور مخزن فیوض سے کسی طرح ہٹنے کو ہی نہ چاہتا تھا لگے عجور تھی اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اس منبرِ عافیت میں بادلِ ناز تمام عمر رہتی مگر ایسا نہ کر سکی اور بادلِ بریاں و گریباں درگاہ سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر ایس آئی تمام راستہ پتھر آدمی میں کٹ گئی صبح کو جمعہ کا دن تھا والد بزرگوار کے ساتھ اگرہ کی طرف کوچ کیا۔“

”زارِ مبارک کا تقریبی مہر اور خوشنکی دالان جہاں آرا بیکم کا تعمیر کرایا ہوا ہے جو اس کے حسن عقیدت کی تہنیت یادگار ہے درگاہ شریف کے محلہ حلقہ خطیب۔ مولود خوان فراش۔ باذریچی جو بدار اور جیلہ شاکر و پیشہ اسی شہر کے معترفہ کردہ ملازمین کی اولاد ہیں جو سلاسلِ اہل بیتؑ اپنے کام پر مامور چلے آتے ہیں۔“

اورنگ زیب عالمگیر { سلطان محمد علی الدین اورنگ زیب نے جی کئی مرتبہ بار بار دربار خواجہ میں حاضری دیکر اپنے  
باب داد کے رشتہ حقیقت کو قائم رکھا۔

یہ بادشاہ عالم فاضل اور دیندار تھا کہتے ہیں جب حاضر و بار بار ہوا تو بادشاہ نے سلام علیکم کہا۔ جواب میں  
آواز آئی و علیکم السلام۔ اُس نے سید صندل خانہ (تسمیہ کردہ سلطان محمد علی) کی مرثیت کرائی ایک مرتبہ ۲۹ شعبان  
۱۰۹۰ھ میں حاضر و بار بار ہو کر پانچ ہزار روپیہ کی نذر گزاری۔

امیر حبیب اللہ شاہ صاحب { نے ۱۰۹۰ھ میں دربار خواجہ میں حاضری دی۔ آپ درگاہ غریب نواز میں مع  
شاہ افغانستان { حیف کشن دیگر حکامان سلطنت برطانیہ حاضر ہوئے۔ متولی درگاہ شریف دیوان  
صاحب اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کسی سے متوجہ نہیں ہوئے۔ بلکہ پہلے سیدھے قہر شریف  
میں حاضر ہوئے۔ قہر شریف کے دروازے بند کر دئے گئے۔ اور سب کو اندر آنے سے روک دیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً  
ڈیڑ گھنٹہ تک حاضر رہے بعد ازاں باہر آکر متولی صاحب دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور حکام کے  
نواب حامد علی خان صاحب { آپ نے اپنی سسرال جاوہر جاتے ہوئے امیر شریف اسٹیشن پر اپنی اپنی ٹھکانے  
دالئی رامپور { رات کے وقت دربار خواجہ میں حاضری دی جو وقت آپ درگاہ شریف میں پہنچے قہر

شریف کا دروازہ بھورا ہو چکا تھا۔ آپ بگئی دالان میں دروازہ کے سامنے بہت دیر سر جھکائے روتے رہے  
اُس وقت بگئی دالان میں آنے سے سب کو روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ حاضر رہے۔ آپ نے خدام  
صاحبان و ذمہ دار کارکنان سے کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے قہر شریف کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ میں تھوڑی سی چل  
کروں سب نے مجبوری ظاہر کی کہ خلافت وقت ہم دروازہ کھولنے سے قاصر ہیں۔

اس موقع پر نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیر دار ریاست دھولپور ساتھ تھے۔ نواب صاحب راہبر  
اُن سے بار بار کہتے تھے کہ اگر یہاں نہ آتا تو بڑا جہمت تھا۔ یہ تو بڑا پر کیف نوری مقام ہے۔  
۱۳۳۱ھ مطابق ۱۲۱۹ھ { حضرت میر عثمان علی خاں شاہ دکن و برار تہ پنج ۱۶ اکتوبر ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۳۳۱ھ  
میر عثمان علی خاں شاہ دکن { دربار خواجہ صاحب میں حاضر ہوئے۔ خواب و مساکین کو کہا کہ آج بھلا آیا یہ سب کا عام

لَا الْمَكَانَ أَحْلَاهُ - سَكَنُوا فَهُوَ مَعَهُمْ  
مطبوعہ میرٹھ

جس کا جی چاہتا کہ تاج ہزار ہا روپیہ خیرات کئے اور خادموں کی بھولیاں بھر دیں ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ دوبارہ شاہ دکن ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ میں سلطان الہند غریب نواز کی تدبیر سے لے حاضر ہوئے اس وقت دروازہ زیر تعمیر تھا جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندر دینی حصہ کی مرمت کرائی نیز سنگ مرمر کی اگر دانی اور دو مرمرین چراغدانوں کی تعمیر ہوئی۔ اور دونوں جھالوں کو ایک کر دیا گیا دھنچہ مبارک میں مزار شریف کے پائوں میں چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا قطعہ شہر یار دکن کا نذر کر دیا۔  
روضہ منورہ کے اندر ہر ایک شمع دان میں ایک ایک موم بتی روزانہ آپ کی طرف سے روشن ہوتی ہے اور روزانہ ایک وقت کا لنگر اور عرس کے دنوں میں دو دگیں آپ کی طرف سے بکوائی جاتی ہیں علاوہ ازیں دارالعلوم عثمانیہ (جہاں عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے) کے اخراجات بھی شہر یار دکن ہی ادا کرتے ہیں اس مدرسہ دینیہ میں غریب و لائق طلباء کو وظائف بھی دے جاتے ہیں اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں کہتے ہیں کہ دیوان صاحب کی جو بی کسی مہاجن کے پاس رہن تھی جس کا قرضہ و سود در سوڑ بڑ بھٹا رہا اور دیوان صاحب ادا نہ کر سکے بالآخر یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ مہاجن نیلام کر کے اپنے نام کی بولی بول کر خرید لے گا۔ اور وہاں مندر بنادیا گیا چنانچہ حضور نظام نے مراحم خسروانہ سے اس جو بی کو خرید کر کے وقف کر دیا اس طرح اجمیر فتنہ و فساد کی آگ سب بج گیا۔ ۱۹۱۲ء

ہمارے گورنر سنگ صاحب } بحالت معزولی آپ بریلی و افریقہ کا سفر کر کے اجمیر شریف پہنچے اس زمانہ میں آپ بہت رنجیدہ رہتے تھے یہاں آخر جمہور کے دن آپ معید معصوم والی ریاست تیا

صاحب دیوان خواجہ محمد خاں صاحب و اکرم علی خاں صاحب حاضر دیوار ہوئے عطر سے بسی ہوئی پھولوں کی چادر شریف اپنے سر پر رکھ کر روضہ اقدس پر پیش کی اور اپنی بھالی کی دعا مانگی۔ آخر مراد کو پہنچے۔

۱۹۲۴ء } آپ دولت آصفیہ حیدر آباد دکن کے صدر اعظم تھے۔ بتاریخ ۲۳ صفر ۱۳۴۳ھ مطابق ہمارے سرکشن پرشاد } ۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء معہ اہل و عیال ڈبار غریب نواز میں حاضر ہوئے اور مورچھل جھیل کی خدمت بجا لاکر سرفرازی حاصل کی۔ آپ شاعر بھی تھے شاد و تخلص کرتے تھے۔ اس موقع سے متعلق آپ نے غریب نواز کی منقبت میں ذیل کے قطعات بھی کہے ہیں۔

### قطعات

بھٹکتے ہیں شاہوں کے سرخواب کی ہر کار ہے      ہیں ملک بران شاہ چشت کا دربار ہے  
شاہ گیا پرواہ ہو بال ہما کی تجلیاب      خواجہ اجیر کا نور پھل بردار ہے

مور پھل جھلنے کی خدمت مل گئی      شاد کو دنیا کی عزت مل گئی  
بارگاہِ خواجہ اجیر سے      کلیدِ گنج قسمت مل گئی

ہند کے سلطان تم ہو مصطفیٰ کا واسطہ      بیخ تن کا واسطہ آلِ خبا کا واسطہ  
شاد اس در کا ہے سائل دیکھو کلی مر      یا معین الدین اجیری خدا کا واسطہ  
مندرجہ بالا امراء و سلاطین کے علاوہ شہزادہ داراشکوہ شہزادہ شجاع و شہزادہ فرخ سیر و غیرہ و دیگر  
امراء بھی حضورِ غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔  
زمانہ حال میں حافظ ابراہیم علی خاں صاحب سابق دائی ٹونک۔ نواب افتخار علی خاں صاحب موجود  
دائی جاوہرہ۔ نواب سرور علی خاں دائی کوردالی۔ اور دیگر دالیان ریاست بھی غریب نوازؒ سے عقیدت  
رکھتے ہیں۔ اور حاضر دربار خواجہ ہوئے ہیں۔

(ب) مشاہیر کی عقیدت مندرجہ حاضریاں۔  
۱۹۲۸ء ہندوستان کے مصلح اعظم قائد ملت حضرت محمد علی جوہر مراد آبادی نے راولپنڈی  
مولانا محمد علی جوہر کانسفرنس میں لندن جانے سے قبل اجیر اگر ہندوستان کے روحانی تاجدار  
اہل ہند کے نمکسار حضورِ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربارِ عالی میں ماضی کا شرف پایا۔  
بعد نمازِ عشا نیکی دان کے روبرو قوالی سنی اور نصحت ہوئے۔ لندن میں اپنے قول و فعل پر قائم ہے  
ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹلے۔  
۱۹۲۳ء جہاں تاجا گاندھی آزاد ہی ہندوستان کے کامیاب رکن اعظم تمام مذاہب اور بانیان مذاہب کو دعوت کی



نظر سے دیکھنے والے گیانی اور بلا تفریق مذہب ہندو اہل ہندوستان ہما تاکا مذہبی احمد آبادی نے دریا  
خواہ میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقع پر حاضری دی۔ آپ نے اس موقع پر روشنی منورہ میں پھولوں کی پانچ  
بھی چینی کیا۔ مشہور ہے درگاہ کی طرف سے آپ کو تلوار دی گئی مگر آپ نے تلوار لینے سے انکار کیا۔  
۱۹۳۶ء { آزاد کی ہند کے حامی مسلمانوں کے بھی خواہ۔ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما  
عبدالرب نشتہ { عبدالرب نشتہ ۱۹۳۶ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

۱۹۳۵ء { ہندوستان کے سچے ہمدرد وہی خواہ۔ مذہبی تعصبات و تنگ خیالی کو آزادی  
پنڈت جواہر لال نہرو { اور ملکی مفاد کی راہ میں سد راہ سمجھنے والے عالی ہمت لیڈر جناب پنڈت جواہر لال نہرو  
خلعت پنڈت موتی لال ہندو الہ آبادی نے ۱۹۳۵ء میں حضور غریب نواز کے دربار میں حاضری دی دن کے  
تین بجے کے قریب غلام حسین خوف طوطی نوال سے درگاہ میں توالی تھی۔

۱۹۳۳ء { حضرت محمد علی جوہر کے دست راست اور حکیم اجل خاں صاحب مرحوم کی  
قاضی محمد لغفار مراد آبادی { فوت باز و قاضی عبدالغفار خلعت قاضی ابرار احمد صاحب مرحوم مراد آبادی  
۱۹۳۵ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ یہ حاضری آپ کی پہلی حاضری تھی۔

۱۹۳۳ء { آپ آل انڈیا فقہیہ مشاعرہ کے موقع پر حاضر دربار خواجہ ہوئے اور مشاعرہ  
علی گڑھ گرامر آبادی { میں نقیب غزل پڑھی۔

۱۹۳۰ء { آپ دیرائے ہند رہنے کے زمانہ میں حاضر دربار غریب نواز ہوئے حضور غریب نواز کی عالمگیر  
لارڈ کرزن { مقبولیت اور بلا تفریق مذہب اہل ہند کو حاضر دربار خواجہ دیکھ کر آپ نے غریب نواز کے روح  
مقدس کے لئے لکھا ہے کہ ہندوستان میں میں نے ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا۔

۱۹۳۹ء { ہندوستان اور مسلمانوں کے سیاست وہاں ہمدرد مولوی محمد یعقوب مرحوم  
سید محمد یعقوب مراد آبادی { خلعت حافظ محمد اسماعیل صاحب وکیل شاہ جہاں پوری ۱۹۳۹ء میں حاضر دربار

۱۰ آپ کے خاندان سے بولنے کے خاندان کے پورے تعلقات چلے آتے ہیں۔  
۱۱ آپ سے موصوت کا پورا تعلق تھا آخر زمانہ میں آپ جید آبادہ دکن میں نمبر کونسل ہو گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ مزار خلع  
موجود ہے۔

خواجہ ہوئے۔ آپ مراد آباد میں وکالت کرتے تھے۔ فقیر دوست مخیر انسان تھے

## آپ کے نام سے عقیدت مند نامہ منسوب مقامات و محافل

ہندوستان میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں تلمیذی لجاما سے غریب نواز کا شریف لپکانا ثابت نہیں ہے۔ مگر محبت کی کرشمہ سازیوں نے اہل محبت کو مجبور کیا کہ وہ تسکین خاطر کے لئے اپنے اپنے مقامات پر بھی آپ کے نام سے منسوب چلہ وغیرہ قائم کریں۔ یا آپ کی محافل فاتحہ کا انعقاد کریں یوں تو ہندوستان کے ہر شہر ایک قصبات تک میں آپ کی سالانہ فاتحہ شریف گھر گھر ہوتی ہے۔ اور تقریباً ہر گھر فاتحہ گاہ ہو مگر ہم ان میں سے صرف بعض ایسے مقامات کے تذکرہ پر اکتفا کریں گے جو آپ کے نام سے عقیدت مند یا بوجہ قیام منسوب کئے گئے ہیں یا جہاں آپ کی فاتحہ شریف کے سلسلہ میں مجالس سماع یا بندی سے منعقد ہوتی ہیں۔

حیدر آباد دکن (یہاں حضور غریب نوازؒ کے نام نامی سے منسوب ایک چلہ ہے یہ وسیع عمارت ہے۔ نیاں مقام پر غریب نوازؒ کے چلہ سے منسوب ایک جگہ ہے۔ یہاں دیوان سلگتا رہتا ہے۔ اور اہل محبت اجیر شریف نہ پہنچنے کی صورت میں اس مقام کی زیارت سے تسکین قلبی اور بواسطہ نسبت فیض روحانی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں بھی غریب نوازؒ کا عرس شریف ہوتا ہے اور دولت آصفیہ کی طرٹ سے یہاں کے مصارف کے لئے جایگہ ہے متعلقہ علمہ یہاں کی مقررہ خدایات بجالاتا ہے بعض اوقات شاہ دکن بھی تقریب عرس میں شامل ہو کر اظہار عقیدت مندی کرتے ہیں۔

ریاست جاوہر (یہاں حیدر شاہ مولائی کے تکیہ کے اندر ایک دریا ایک مقام تقریباً تین گز مربع ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ جو حضور غریب نوازؒ کے چلہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس کے احاطہ میں ایک مسجد اور مسافر خانہ ہے۔ یہاں اکثر قذالی بھی ہوتی ہے لوگ اس چلہ کے اندر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ دیوان اور بدھشی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لوگ اس مقام کی زیارت کیلئے اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

علاوہ انہیں ازراہ عقیدت فواب محمد افتخار علی خاں صاحب دہلی ریاست جاوہر دریا ہال میں چائیل سے ہر جب تک اجیر کی طرح محافل سماع منعقد کرتے ہیں۔ دور دور سے نامی قوالان بلاتے ہیں۔ شاہانہ آواز

کے ساتھ خدات محافل ادا کی جاتی ہیں۔ بتایا جھوڑ جب صفحہ قرآن خوانی ہوتی ہے ازاں بعد محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی ہے بعد ازاں محفل سماع ہو کر فاتحہ قل شریف ہوتی ہے۔

بیکانہ آبادی سے باہر تھوڑی دُورنگل میں ایک کنواں غریب نواز کے نام سے منسوب ہے مسلمانان اس کنوئیں کی توقیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے۔ اجیر جانے والے حضرات یہاں قیام کرتے ہیں۔

اگرہ یہاں اہل محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی معینی کمیٹی قائم کر لی ہے یہ انجمن عثمانیہ خانقاہ میں ہر جمعرات کو آپ کی فاتحہ شریف کی خدات انجام دیتی ہے۔

ضروریات کے پیش نظر نواب خواجہ محمد خان صاحب مرحوم جاگیر دار ریاست دھولپور کی اہلیہ نواب فیضیہ صاحبہ مرحومہ نے ایک مکان بھی واقع محلہ بساؤن گلی وقف کیا ہے۔ اور اُس کا انتظام بھی کمیٹی مذکور کے ہاتھ میں ہے۔

چودھری رحیم بخش صاحب جنتی صابری ماہانہ اپنے مکان پر سماع کے ساتھ غریب نواز کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔

لاہور ہندوستان آتے وقت آپ شیخ علی بھویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں متکف رہے تھے جیسا کہ پیچھے مذکور ہو چکا ہے یہاں آپ کی جاہ قیام اب تک محفوظ ہے جو آپ کے چلے کے نام سے مشہور ہے۔

بھوپال یہاں سید انوار میاں سالانہ بموقع عرس حضور غریب نواز کی فاتحہ شریف کی خدات اپنے مکان پر بجالاتے ہیں نیز سید عبدالجید شاہ صاحب عرف مجرمیاں قاضی ہفتہ دار بروز پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔

مندسور غلام نبی صاحب یہاں ہفتہ دار بروز پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔

ریاست جھڑپور کے علاقہ میں ایک پلائی بستی ہے یہاں خدات بکثرت ہیں اور شاہان اسلام کے نمائندہ کی بڑی سیع مسجد اور مینار بھی ہے۔

۱۵۰۰ عتانی مہینہ یعنی ۱۹۳۳ میں بمقام اگرہ قائم ہوئی یہ کمیٹی ہفتہ وار پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سالانہ عرس شریف بتاریخ ۱۱ رمضان کو ہے نیز غریب نواز کے پیر محمد حضور خواجہ عثمان مکی ہرنی قدس سرہ العزیز کے مراسم عرس بھی ۱۴ شوال سے ۱۷ شوال تک ۳ محافل سلع میلاد۔ قرآن خوانی اور جلوس صندل شریف کیساتھ خانقاہ عثمانیہ میں کیا کرتی ہے اس موقع پر باہر کے ہمالان بھی شرکت کرتے ہیں عزیز نواب حاجی کرم علی قاسم کے صدر ہیں اور عزیز میاں جیس مراد آبادی سلمہ اُس کے ناظم ہیں۔ و عزیزان زمین محمد سلمہ علیہ السلام سلمہ مرتضیٰ علی بیگ سلم مولانا اخلاق احمد سلمہ مجید خاں صاحب سلمہ اور ضیاء الدین سلمہ حافظہ نواز محمد سلمہ وغیرہ برآمدہ اندائیں ہیں۔

فلاوجہ یہاں کی جامع مسجد میں غریب نواز آزاد آپ کے پیر و مرشد متکلف رہے ہیں۔ ابھی تک مقام اتمکات زیارت گاہ غلامی ہے۔

## آپ کے اذکار و مناقب

سردر عالم کے اس ارشاد کے مطابق جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ بہت سے اہل قلم نے مختلف طور پر حضور غریب نواز کا تذکرہ کر کے اپنے جذباتِ محبت کا ثبوت دیا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے قلم سے غریب نواز کی محبت بکھل نکلتی ہے یا مناقب ظاہر ہوئی اور نصیب والے ہیں وہ حضرات جنہوں نے بافتل محبت آپ کے اسم گرامی کو اپنا وظیفہ بنایا اور بڑے نیک بخت وہ ملنگ فقرا ہیں جو ہمہ وقت یا خواجہ کالوہ لگا کر ثبوت محبت پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں پہلے ہم بعض اہل تذکرہ کا ذکر کریں گے جو بطور تحفہ محبت دربار غریب نواز میں پیش کئے گئے ہیں (الف) غریب نواز کے تاریخی تذکرے۔

دلیل العارفین { حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب نواز کے ارشادات و بعض حالات سب سے پہلے شکل رسالہ دلیل العارفین مرتب کر کے کثرت حاصل کیا۔ یہ ملفوظات غریب نواز کی حیاتِ ظاہری میں مرتب کئے گئے اس رسالہ میں ۸۳۲ھ سے لے کر ۱۰۳۳ھ تک کے حالات مجالس غریب نواز درج ہیں سیر العارفین { حضرت مخدوم سہار الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ حامد عوف مولانا جامی ابن شیخ فضل اللہ نے دسویں صدی ہجری کے شروع میں بیحد ہمایوں بادشاہ بربان فارسی یہ کتاب مرتب کی۔

سیر الاقطاب { یہ کتاب مولانا ابراہیم بن عبد الرحیم نے عہد شاہجہانی میں بربان فارسی مرتب کی۔

۱۵ بغداد شریف سے منظرِ عالم سے ہوئے دوسری منزل پر لب فرات ایک نصیب ہے۔  
۱۶ حضرت مخدوم سہار الدین سہروردی رحمۃ اللہ کا دھال مشہور میں ہوا۔ آپ کا خزانہ مبارک تالاب شمس کے مقفل ہونے کی تریف میں ہے  
۱۷ حضرت شیخ حامد المروفتی بہ مولانا جامی کے ہم عصر ہیں۔ آپ کا دھال مشہور میں ہوا۔ نزار مروی میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیرِ انتظام ہے۔

مونس الارواح { یہ رسالہ شہزادی بہاؤ اللہ بنت شاہجہاں نے بربان فارسی مرتب کیا ہے اس میں بڑے بڑے علماء و حضرات کے زیر اثر غریب نوازؒ کے حالات و نظم و نثر کے گئے ہیں  
اقتباس الانوار { یہ کتاب بربان فارسی مولانا اکرام کی مرتبہ ہے اس میں اولیائے اکرام کے سلسلہ میں غریب نوازؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اخبار الاخبار { یہ کتاب فارسی زبان میں شیخ الحدیث شاہ عبدالجلی محدث دہلوی کی مرتبہ ہے۔  
خزینۃ الاصفیاء { یہ کتاب غلام سرور صاحب لاہوری کی مرتبہ ہے فارسی زبان میں ہے۔  
وقائع شاہ معین الدین { یہ رسالہ ششی بالوال صاحب الہ آبادی نے بربان فارسی بڑی عقیدت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

احسن السیر { یہ کتاب اکبر خاں صاحب تخلص بہشت گشت کی مرتبہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۸۵ھ میں بربان اردو دس میں تاریخ انجیر اور غریب نوازؒ کے مختصر حالات لکھے ہیں۔  
معین الاولیاء { یہ رسالہ دیوان امام علی خاں صاحب مرحوم کا مرتبہ ہے۔  
ذکر خواجہ { یہ فریب نوازؒ کا مختصر تذکرہ بربان اردو قبول احمد صاحب نظامی سید لاہوری کا مرتبہ ہے۔  
تاریخ سلف { یہ رسالہ اردو میں مولانا عبدالباری صاحب معینی انجیری کا مرتبہ ہے۔ اس میں غریب نوازؒ کے بعض تذکروں پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔

ماہتاب الہیم { یہ رسالہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی گویا مودی کا مرتبہ ہے۔  
عطائے رسول { یہ رسالہ مولانا عبدالرحمن صاحب المحدث بہ عرب صاحب کا مرتبہ ہے۔  
کامل سولنج عمری غریب نوازؒ { یہ رسالہ اردو زبان میں ملک بشیر احمد صاحب چشتی لاہوری کا مرتبہ ہے۔  
ان کے علاوہ اور بہت سے رسالے آپ کے حالات میں موجود ہیں جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ہنوز جاری ہے۔ ہر سال عرس شریف میں غریب نوازؒ کے تذکرہ کے دو چار نئے رسالے نظر آجاتے ہیں۔

(ب) مناقب غریب نوازؒ

جس طرح سرور عالم کی شان میں قصائد کہہ کر حضرت حسان بن ثابتؓ نے مقبولیت اور پسندیدگی کا شرف پایا اسی طرح حسب ذیل حضرات نے غریب نوازؒ کی منقبت گوئی کی حدیث انجام دیکر نہ صرف غریب نوازؒ کی خوشنوازی حاصل کی بلکہ خدا و رسول (صلعم) کے دربار سے بھی اس سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔

اب تک جو تاریخی معلومات بہم پہنچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے غریب نوازؒ کی منقبت میں قصیدہ ۹۳۹ء میں لکھا گیا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شرف اولیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ مکمل قصیدہ عمارت کے سلسلہ میں درج ہے۔ مگر قصیدہ کا پہلا ہی شعر غریب نوازؒ کے ساتھ شاعر کے گہرے عقیدہ و محبت کا ثبوت ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین اشرف اولیائے روئے زمین  
شاہ نیاز احمد بریلویؒ {عرصہ کے بود پر یہ خدمت مبارکہ نظا یہ سلسلہ کے آفتاب اور فخر یہ شاخ کے ہاتھ اب حضرت  
شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ بریلویؒ نے ادا کی اور غزل کے طور پر ستاق غریب نوازؒ لکھے۔ ذیل کی غزل آپ کے حسن  
عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین	فخر کون و مکان معین الدین
سرخ را بیاں معین الدین	بے نشان را نشان معین الدین
منظر و جلوہ گاہ نور قدم	آفتاب جہاں معین الدین
مرشد و رہنمائے اہل عفا	ہادی الش و جہاں معین الدین
خواجہ لامکان و قدس مکان	آساں آستان معین الدین
عاشقان و ادبیل و اہل یقین	سدا و اہل گساں معین الدین

قرب حق لے نیاز اگر خواہی

ساز و در و دیوار معین الدین

داغ دہلویؒ {اود میں غریب نوازؒ کی منقبت لکھنے کا کثرت اولیت شاید داغ نے حاصل کیا یہ جب تباہ حال ہو کر حیرت  
پہنچے تو ذیل کی منقبت آئینہ تھار و منورہ کے سامنے خود پیش کی۔ اس کے بعد ہی نظام حیدر آباد دکن کے

یہاں باریاب ہو کر نہال ہو گئے۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ آج کل لوگ مشکل کے وقت انہیں بطور وظیفہ پڑھتے ہیں

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نے اُ  
لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس کی تم  
منہ عیش و طرب نے پھیر لیا دمرات کے غم نے گھیر لیا  
فریاد تم ہی سے ہر میری تکلیف سہی کیسی کیسی  
یاد آتی ہے راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نے اُ  
آیا ہوں پیے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نے اُ  
سب دور ہوں میرے سچ دلی سلطان الہند غریب نے اُ  
ہو اد طلب کی اور سی سلطان الہند غریب نے اُ

یہ دل کا تنک سچ ہے تم سے نہ کہے تو کس کے

تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نے اُ

مولانا معنی احمدی { اس سلسلہ میں مولانا معنی احمدی کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں

دہاں حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی خدا کے دونوں گھروں میں ہے بائے عثمانی  
بناد یا میرے خواجہ کو رحمتہ الہم یہ ہیں عطائے رزل اور عطائے عثمانی

بیدم شاہ ارثی { بیدم شاہ صاحب نے اپنے عقیدت مند جذبہات اس طرح پیش کئے ہیں۔

خواجہ تیری خاک آستانہ ہے طرہ تاج خرد دانہ

سید محمد علی شاہ صابنائی اکیبر آبادی { حضرت سیکش نے جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں۔

سلام آپ کے ظاہر پر یا شہنشاہ ہند سجدہ آپ کے باطن کو یا غریب نواز

حبیب ذات الہی انیس روح نبی مجلس محفل ناز و امیر بزم نیاز

ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے شمشیر مٹا ہے آپ سے کفر خیال شرک سخا

بغیر آپ کے بے آئینہ تھا حسن ازل یغیر آپ کے بے مدعا تھا عشق مجاز

ہوئے ہیں آپ کی ہستی میں جمع یا خواجہ خدا کا ناز۔ نبی کا نیاز غسلی کا راز

رہی نہ شاہی اکبر نہ ملک عالمگیر رہی ہمیشہ شہنشاہی غریب نواز

جہاں میں ہے یہی چرچا کہ آپ کا میکش

خدا ب صحتاں ہے اسیر زلف مجاز

مولف نے خیال تھا کہ اپنا کلام یہاں نہ لکھوں مگر غریبی مولانا عبد الشکور کے اصرار نے مجبور کیا۔ ناچیز کی دہرا  
خواجہ میں حقیر نذر عقیدت حسب ذیل ہے۔

قبیلہ عاشقان معین الدین	کعبہ عارفان معین الدین
حامی بے کساں معین الدین	چارہ ساز جہاں معین الدین
درہمہ صنوفشان معین الدین	نور بخش جہاں معین الدین
بر فلک نور و یر زمین قدم	زمینت دو جہاں معین الدین
عالم علم ظاہر و باطن	مثل پیغمبران معین الدین
قرب خواجہ یروز حشر نگر	غبطہ مرسلان معین الدین
باب مصطفیٰ دریں کشور	رشک پیغمبران معین الدین

بہر تکین روح اے خادِم  
از دل و جاں بخواں معین الدین

تمہارے حُسن کی وہ شان خواجہ	دو عالم جہاں قربان خواجہ
تمہاری زلف میرا دین و ایمان	تمہارا رخ میرا قرآن خواجہ
تمہارے نقش پا کی اک جھلک پر	مشاع دو جہاں قربان خواجہ
ہر اک شے اور لاشے کہہ رہی ہے	میں تجھ پر تا ابد قربان خواجہ
جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے	عطا ہو صدقہ عثمان خواجہ

نگاہ لطف ہو خادِم پہ اپنے

بحق حضرت عثمان خواجہ

سر در خواں فرازا کیر آبادی آپ نے غریب نواز کی منقبت میں بہت کچھ کہا ہے۔ تو ان ان اکثر آپ کے کلمے  
ہوئے مناقب پڑھتے ہیں۔ آپ کی اگر وہیں عطر کی دوکان تھی تقریباً تین سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا  
مولف سے بڑا قلوب رکھتے تھے۔ آپ کا کلام مناقب حسب ذیل ہے۔



میرے خانہ دل میں آ میرے خواہ  
میرا ہوا گمراہ میرے خواہ  
میرا دل عالم میں کوئی نہیں ہے  
میرا دل ہی لپٹا میرے خواہ  
میرا دل تھکے در تھکے میرے خواہ  
میرا دل غم میں غم میرے خواہ  
میرا دل در تھکے میرے خواہ  
میرا دل گناہ سر تپا میرے خواہ  
میرا دل شکستہ میرے خواہ  
میرا دل تو آخر تیرا میرے خواہ

حکیم بقصود الحسنی فانی چشتی { آپ عرصہ تک اجیر حاضر رہے آج کل بھی اکثر دربار خواہ میں حاضر  
فادری متخلص در داکیر آبادی { رہتے ہیں۔ حضرت عرفان علی شاہ کے مریدین مولف سے خلوص  
رکھتے ہیں۔ اگر کے خاندانی حکیم ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں ذیل کا شعر آپ کے حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔

دعا یہ ہے کہ م نزع آئے حبیبی  
زباں پہ جاری ہو نام آپ کا غریب نواز  
عزیزی عشرت حسن سلمہ انور ایم لے { آپ نے چھین جاتے وقت دربار غریب نواز میں رو بہ رو بیگی دالان  
پلی۔ ایچ۔ ڈی۔ مراد آبادی { مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کیا۔

میں عقل و فراست کے جمیڑوں سے گذر کر  
اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشید فلک کا  
ہر دمہ و اختہ پہ لفظ سیم جھکے ہیں  
دل کو ہے میرے حوصلہ رفعت پرویں  
بدلے ہوئے انداز ہیں کچھ دروہر مگر کے  
بے چین سے جذبات جو ہیں دل میں روتے  
امید کرم پتیری آتے ہیں مساندر  
اسرار حقیقت میری آنکھوں پہ ہوں روشن  
کیوں اپنی جبین کو نہ جھکاؤں تیرے در پر  
خاک در خواہ بڑھ چکی ہے جسمیں پر  
گردن کو جھکایا ہے جو میں نے تیرے در پر  
آنکھوں کو زیارت ہے تیری جب سے سیر  
بے چین نظر آتے ہیں کچھ عشق کے تیور  
کس طرح سے لاؤں انہیں میں بر منظر  
دامن میں میرے پھینک دھرومہ و اختر  
افراد و عالم ہوں میرے دل کو بستر

انسان کی فطرت میں ہے تاریکی عسلیاں  
 گرمیری طرف ایک تبسم کی لٹس ہو  
 ہمت کو عطا ہو میری اک ذوق پلندی  
 مجھ کو ہے تمنا کہ پئے خدمت انساں  
 ”تی احسن تقویٰ“ کے معنی کے مطابق  
 تم خوب سمجھتے ہو میرے دل کی کہانی  
 اشار میں میرے حیات دم عیسیٰ  
 اب کس کو نہ ہو حرأت آداب گدائی  
 یہ شرم بھری میرے لئے نیم نگاہی  
 اس درجہ خوشی ہے تیرے انداز نظر سے  
 مدحت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپ سے مانگوں  
 دامن کو میرے گنج تمنا کی ہوس ہے  
 مولوی منظر جلیل صا { آپ مراد ہا کے لیکہ معزز خاندان کے فرد ہیں مسلم اسکول مراد آباد میں ہیڈ مولوی ہیں  
 شوق مراد آبادی { علی مذاق رکھتے ہیں شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست  
 ہیں۔ منقبت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مدد ہو بہر خد اعم میں یا غریب نواز  
 نہیں ہے اتو سکت ہم میں یا غریب نواز  
 بھوم یاس ہے بیہ چارگی ہی بے حالی  
 بدل دو حال رام میں یا غریب نواز  
 عیوب پر جو ہمارے ہوا اک کرم کی نظر  
 ہو ایک ایک ہمارے ہم میں یا غریب نواز

پلائے مے الفت کا جام یا خواجہؒ      رہے غلام نہ اب تشنہ کام یا خواجہؒ  
یہ آستان ہی ہمیں بام طور ہو جائے      قبول ہو جو ہمارا سلام یا خواجہؒ  
جہاں فیض کا ہر ذرہ جس سے روشن ہے      تمہارا فیض ہے وہ فیض عام یا خواجہؒ  
یہ ہی جو قلب سیہ آج کچھ ظلمت ہے      ترے کرم سے ہوا ہر تہام یا خواجہؒ  
برائے غوث ہے محتاج یک نگاہ کرم      یہ شوق آپ کے در کا غلام یا خواجہؒ

عزیزی **طہور الحسن صاحب** مولف کے بھائی منشی نور الحسن صاحب کی مایہ ناز اولاد میں سے ہیں ولادت  
**مراد آبادی** ۹ جنوری ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ بڑے ہوئے تو ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی  
کا امتحان پاس کیا۔ ایڈوکیٹ ہوئے۔ ڈائریکٹر اور ٹیلی رورل ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور ایس اینڈ ٹیٹرس  
فیلوٹ رائل اکیڈمک سوسائٹی لندن۔ فیلو رائل اسٹیٹ اسٹیکل سوسائٹی لندن اور ممبر رائل ایشیائی  
سوسائٹی بنگال ہوئے۔ علمی ذوق اور ولولہ تصانیف نے انگریزی میں دوسرے گورنمنٹ ان دی یونیورسٹی  
پرائیمری پبلیس آف پنچائت ریسرچ انڈیا۔ انڈین دلچ ان ٹرانزیشن۔ یا انگریزی اینڈ سینکس آف  
ہولی سینکس۔ انگلش ٹرانسلیشن آف رباعیات سہروردی لینٹن آف ٹاؤن ایریا کمیسر ان  
دی یونیورسٹی پرائیمری۔ اور اردو میں تذکرہ حضرت زبیر ابن العوامؓ کا تصانیف کیا غریب نواز میں عرصہ تک فاضل  
دی۔ فیوض برکات خواجہ سے استفادہ حاصل کیا۔ شعر گوئی میں عشق تخلص پر حسب ذیل منقبت نتیجہ فکر ہے

کتاب عشق کا عنوان خواجہؒ      ظہور حسن کا سامان خواجہؒ  
تمہاری دید کا ارمان خواجہؒ      ہماری زلیبت کا ارمان خواجہؒ  
ہوئے ہو ہند کے سلطان خواجہؒ      یہ ہے فیض شہ عثمان خواجہؒ  
جہاں جھکے ہیں سر شاہ و گدا کے      وہ تیرا در وہ تیری شان خواجہؒ

تمہیں بے پردہ دیکھے دیدہ عشق  
یہ دل میں ایک ہے ارمان خواجہؒ

خجسته  
آپ کے درباری

## بعض متقدمین درباری

رومانی طور پر تمام اہل سلسلہ اصفیا اور ادلیا کے ہند نے دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر فیوض وصال حاصل کئے ہیں۔ گویا یہ ہم صورت بعض اُن حضرات کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے بظاہر بھی دربار خواجہ میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔

مولانا فخر الدین زراوی قدس سرہ {آپ حضرت نظام الدین محبوب الہی قدس سرہ کے خلفا تھے و مصاحبان مخصوصہ دیاران و فاداران میں سے تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور فقہ و حدیث و تفسیر میں مفتی وقت تھے نیز صاحب زہد و تقویٰ۔ ذوق و شوق۔ عشق و محبت۔ وجد و سماع تھے۔ آپ شعر گوئی میں ہمساز زمانہ تھے۔ حضور محبوب الہی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور غیاث پور میں رہنے لگے۔ آپ کئی مرتبہ حضور غریب نواز کے دربار عالی میں حاضر ہوئے آپ زیارت ہرمین کر کے بغداد و شریف آئے وہاں سے ہندوستان آئے ہوئے کشتی ڈوب جانے سے شمشیر میں غرق ہوئے۔ (خزینۃ المصنفین)

شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندی پانی پتی {آپ سلسلہ چشتیہ کے ادلیا سے تبارک و تعالیٰ باذیالہ و مشایخ کبار میں سے ہیں۔ ادب اہل میں آپ تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ مگر جب جذب و سکر پڑا تو آپ نے کتابیں دریا میں ڈال دیں اور خاندانِ جنت سے ارادت کا شرف حاصل کیا، سیر الاقطاب میں آپ کا شجرہ بیت اس طرح ہے۔

شیخ بوعلی شاہ قلندر مرید و خلیفہ عاشق خدا۔ مرید شیخ امام الدین ابدال مرید۔ شیخ بدر الدین غزنوی مرید حضرت خواجہ قلیب الدین بختیار کاکی

آپ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہم عصر ہیں۔

مشہور ہے جو آپ دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے میں اُس وقت خواجہ بزرگ کا مزار شریف کچا تھا آپ نے دوفہ کے خادم سے فرمایا کہ اس مزار کی خدمت کر دے کہ تو تمہاری ادلا دہست پھلے پھول لگی آپ کا دھال شمشیر میں ہوا۔ مزار شریف پانی پت کرناں میں ہے۔ (خزینۃ المصنفین وغیرہ)

حضرت خواجہ قلیب الدین بختیار کاکی چشتی ادشی مہر لوی {یوں تو آپ کے تمام خلفا آپ کی حیات ظاہری میں حاضر

دربار ہے۔ مگر حضرت قطب الاقطاب کو یہ سعادت زیادہ تر میسر رہی۔ آپ اکثر سفر و حضر میں غریب نواز کے ہمراہ رہے۔ ہندوستان بھی آپ کے ہمراہ آئے آپ اکثر دہلی سے اجیر حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کیا کرتے تھے آپ کی آخری حاضری ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ جس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے مختصر حالات حصہ سوانح میں ہیں۔ مفصل حالات مسالک السالکین وغیرہ میں موجود ہیں۔ (ماخوذ از دلیل العارفین وغیرہ)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی کے متعلق بڑا ذمہ و قابل معین الدین آپ کا حسب ذیل بیان ہے۔

اجودھن (پاک پٹن)

ایک دن میں بمقام اجیر خدمت خواجہ غریب نواز میں حاضر تھا۔ اس زمانہ میں پتھورازندہ تھا ایک شخص آیا اور حضرت سے عرض کیا پتھور اکہتا ہے کہ اگر یہ شیخ (غریب نواز) ہماری عملداری سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ ہم نے اسے لشکر اسلام سے زندہ گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ماؤز ارد قانع خواجہ معین الدین)

آپ کا مفصل حال مسالک السالکین میں ہے (موت)

حضرت شیخ سلیم چشتی آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ سے فتح پور سیکری میں حاصل کی بعد ازاں سرہند جا کر شیخ مجدد الدین سے علوم حاصل کئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ براہ خشکی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تیس سال تک مالک اسلامیہ عرب۔ عراق۔ روم۔ شام و مصر کی سیاحت کی اس عرصہ میں چودہ حج کئے ۹۷۲ھ میں فتح پور سیکری تشریف لائے ۹۷۲ھ میں پھر حج کے لئے براہ دریا سورت سے روانہ ہوئے ۹۷۷ھ میں واپس ہندوستان آکر فتح پور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی شیر شاہ سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی۔

مشہور ہے ایک دن جب آپ اور اکبر دربار غریب نواز میں حاضر تھے۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا حضرت خواجہ کی کیا شان ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے حاضر دربار ہیں مگر ابھی تک ہاریا بی نصیب نہیں۔

آپ کی دعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم کی عمر کے ساتھ ولادت ہوئی۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ رمضان

۱۹۹۰ء میں ہوا۔ مزار شریف فتح پور سیکری میں ہے۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔  
 شیخ بدیع الدین شاہ مدار مکین پور { آپ ہندوستان کے مشہور مشائخین اور اولیائے کبار میں سے  
 ہیں بارہ سال تک مقام صہبت میں رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پیتا بالکل ترک رہا۔ جب آپ ہندوستان  
 تشریف لائے تو اول دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ وہاں چند روز مقیم رہے۔ آپ کا چلہ کوکلا پہاڑی  
 پر زیارتگاہ خلایق ہے جن کا ذکر چلوں کے ذیل میں درج ہے۔ یہاں سے اجازت حاصل کر کے کاہلی تشریف  
 لے گئے۔ آپ کی وفات ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار مکین پور میں ہے۔ (تذکرۃ العابدین)

۱۰۰۰ھ - ۱۰۰۱ھ { آپ کی ولادت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی  
 حضرت مجدد الف ثانی { سرہند { ذیلوی۔ نادر پور میں شاہ اسکن بکھنٹی۔ صابریہ چشتیہ اور سرہند و دیہ میں حضرت  
 عبداللہ سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ روایت ہے جیسا آپ دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں اس وقت  
 درگاہ کی صندلی مسجد شکتہ حالت میں قریب مہدم ہونے کے تھی۔ یہاں لکیر نے مرمت کرائی جیسا کہ سنارات کے  
 سلسلہ میں مذکور ہے۔

آپ کے اہل سلسلہ کی تعداد کثیر ہے۔ وصال ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ مزار سرہند میں زیارتگاہ ہے۔

(خرینتہ الاسفیا وجواہر حمیدویہ)

۱۰۶۱ھ - ۱۰۶۲ھ { آپ کی ولادت ۱۰۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے عم بزرگوار امیر عبداللہ علیہ الرحمۃ  
 سیدنا امیر ابوالعلا نقشبندی سے بیعت ہیں۔ دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر مخصوص فوض دبرکات سے  
 احرامی اکبر آبادی { مشرف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ از نام سلسلہ ابوالعلا یہ ہندوستان کے مختلف

مقامات پر پھیلا ہوا ہے۔ بنگال اور حیدرآباد دکن میں آپ کے سلسلہ کے زیادہ افراد ہیں وصال بتاریخ  
 ۹ صفر المظفر ۱۰۶۱ھ میں ہوا۔ مزار مقدس متصل محلہ وزیر پورہ آگرہ میں ہے۔ آپ کا سالانہ

عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ مفصل حالات نجات قاسم میں ہیں (احسن السیر)

۱۱۹۹ھ - ۱۱۹۹ھ { آپ نظامی خاندان کے درخشاں آفتاب ہیں۔ تولدوی اور نیازی  
 حضرت محمد فیض الدین { المعروف بہ { شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت  
 مولانا فتح محمد دہلوی

مولانا نظام الدین اورنگ آبادی سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی کر کے خلافت پانی حیدر آباد دکن سے  
اجمیر شریف آئے اور قدوة الاولیاء صلیبن حضرت خواجہ غریب نواز کے دربار اقدس میں کچھ دن حاضر رہے  
بعد ازاں غریب نواز کے باطنی حکم سے دہلی تشریف لائے آپ کے فیوض باطنی و ظاہری سے یہ تعداد  
کثیر اشخاص فیضیاب ہوئے بعد ۳۷ سال بتاریخ ۲۷ جمادی الآخر ۹۹۹ھ آپ کا وصال ہوا آپ کا  
مزار باب درگاہ حضرت خواجہ قطب الانطاب کے متصل ہے (احسن السیر)

سید حاجی شاہ محمد سجاد { آپ کی ولادت بمقام داناپور بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی مگر  
ابوالعلائی - داناپوری } سال کی عمر میں اپنے سید رکن الدین عشق سے شرف بیعت حاصل کیا۔ چالیس  
ساگی عمر میں آپ تارک دنیا ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں دو برس قیام کیا وہاں سے  
باشاہ باطنی سرور عالم اجمیر شریف حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہ کر دو حاکم  
عطیات غریب نواز سے بہرہ اندوز ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ وصال سے چند لمحہ قبل  
فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوالاعلا اور حضور خواجہ غریب نواز (باطنی طور پر) تشریف لائے ہیں (احسن السیر)  
سید غلام علی شاہ { آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ میں بمقام مرشد آباد ہوئی۔ آپ کے والد امیر کبیر تھے  
مرشد آبادی } تاریخ التحصیل ہو چکے بعد آپ کو عملیات کی طرف رغبت رہی پھر حج کے لئے پہلے  
گئے واپس ہو کر اجمیر شریف حاضر ہوئے بعد ازاں آپ شاہ محمد جمال سے مرید ہوئے اور مراتب  
عالیہ پر پہنچے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۷ھ میں ہوا۔ مزار شریفیت سل پہانی  
میں ہے (تذکرۃ العابدین)

شاہ سید امام ابدال { آپ حضرت شاہ ہدایت اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مدراس کے  
رہنے والے ہیں آپ بیچ عظیم المرتبت ہیں۔ بعد حصول خلافت انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجمیر  
شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

اجمیر شریف سے تین کوس پر چھپر ڈالکر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی  
کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجمیر کے مشاعروں میں بد لباس سپاہیانہ بہت متنبہ دیکھا ہے۔ آپ



کو شرگوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا۔ اجمیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑگاؤں چلے گئے وہاں سے حج کے لئے بمبئی پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے مکہ معظمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ آپ کی وفات بتایں ۱۲ ربيع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار جنت البقیع میں ہے آپ کے خلیفہ حاجی محمد عابد ہیں (تذکرۃ العابدین)

سید مظفر علی شاہ جعفری آپ کی ولادت بتایں ۲۱ جمادی الاول ۱۲۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ اگرہ قادری اکبر آبادی کے ممتاز متلیخ ہیں سے ہیں۔ امجد علی شاہ کے نمبرہ ہیں۔ بیس سال تک ایک تنگ سچرہ میں بحالت تجرید بسر کی پایادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر فیوض و برکات غیب نواز حاصل کئے۔ آپ کا وصال بتایں ۱۲ ربيع الاول ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مدرسہ پنچہ شاہی میں ہے آپ کے بہت سے مریدین تھے۔ سالانہ عرس باہتمام محمد علی شاہ صاحب میکش ہوتا ہے (ماہتاب اجمیر) حافظ حاجی وارث علی آپ کی ولادت یکم رمضان ۱۲۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے برادر سبقتی حاجی شاہ دبیہ شریف خادم علی شاہ کے مرید و خلیفہ ہیں مشہور جب آپ نے اجمیر شریف اگر دربار خواجہ میں حاضری دی تو جو تاہتا ترک کر دیا بعد ازاں پھر بھی نہیں پہنا۔ اجمیر شریف سے آپ ناگور پاک پٹن۔ بہار۔ احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی شریف فرما ہوئے۔ یہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہو کر ذبیحہ حج ادا کیا بعدہ مدینہ منورہ۔ بیت المقدس۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ کاظمین اور بغداد شریف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔ آپ کی وفات بتایں یکم صفر المظفر ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دبیہ شریف میں زیارت گاہ خلاقی ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

حاجی سید شاہ محمد اکبر آپ کی ولادت بتایں ۲۴ شعبان ۱۲۴۴ھ بروز چار شنبہ بمقام اگرہ ہوئی دانا پوری حضرت قاسم شاہ دانا پوری سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے بتایں ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ جلسہ عام میں حضرت قاسم شاہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے دربار غیب نواز میں زمانہ عرس شریف حاضری دی۔

مقام ہے ایک دن آپ شاہجہانی مسجد اجمیر میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی صدری میں سے گھڑی نکالنا چاہی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور وہ گھڑی لے کر چل دیا۔ آپ سلسلہ ابوالعلماء کے مشہور پردہ پوش اور صاحبِ تصرف و درویش تھے۔ وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۱۳۳۳ھ میں ہوا۔ مزار دانا پور میں ہے۔

### بعض متاخرین درباری

حکیم و اصف حسین شاہ { آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ آپ حضرت عرفان علی شاہ صاحب صاحبِ قادری اکبر آبادی { قادری کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے خوش مزاج و اعظ درویش تھے۔ کانپور میں طبابت کا شغل رکھتے تھے۔ اجمیر شریف سالانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفاء بھی آپ کی سنت پر قائم ہیں۔ مولف کے بڑے دوست تھے۔ اجمیر شریف میں قیام بھی مولف کے پاس ہی کیا کرتے تھے۔ بتاریخ ۱۴ رجب بوقت صبح سماع کے ساتھ غریب نواز اور نواب غلام محی الدین شاہ صاحب کلپی حیدر آبادی کی فاتحہ عثمانیہ خانقاہ میں کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۶۶ھ میں بمقام اکبر آباد ہوا۔

سید سلطان حسین شاہ { امر وہہ (ضلع مراد آباد) کے سادات میں سے ہیں۔ بڑے پر مذاق و رند مشرب جشتی صابری امر وہوی { درویش تھے۔ حضرت صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید ہیں۔ آپ کو قوالی سے بہت رغبت تھی۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قوالان جہاں غلطی لقمہ دیدیا کرتے تھے پنجاب وغیرہ کی بہت سیاحت کی تھی۔ آپ کا وصال ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے۔ مزار ڈھولنا (منقل علیگڑھ) میں ہے مولف کے دوستوں میں تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خاں { آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ حیدر آباد کلپی حیدر آبادی { دکن میں بعدہ تعلقات داری امور رکھے۔ پھر ناظم جاگیرات ہو گئے۔ اول حضرت قبل شاہ بابا (خواہر زادہ حضرت محبوب الہی دہلوی) سے مرید ہوئے۔ پھر حضرت سوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے۔ فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف میں برسوں اجمیر حاضری دی۔ آپ کے

صاحب زادہ بشیر نواب سلمیٰ نے اس سال سے اس باب میں آپ کی تقلید شروع کی ہے۔  
آپ غریب نواز کے عرس میں فقرا کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں مولف کے پاس مقیم  
رہتے تھے۔ اور مولف بھی آپ کے بنائے پرتین مرتبہ حیدر آباد گیا۔ وفات آپ کی بعارضہ بخار ۱۲۶۱ھ میں  
ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے قدموں میں کبھی شاہ کی برابر ہے۔ مولف سے بڑا خلوص تعلق رکھتے تھے۔

نظیر شاہ عرف حجت شاہ آپ محراب شاہ گویاری سے مرید ہیں۔ بعد عرفان علی شاہ صاحب  
اکبر آبادی اکبر آبادی سے طالب ہوئے۔ شروع میں جذب کی حالت رہی۔ پھر سلوک

میں آئے عرصہ تک اگرہ قیام رہا۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں بمقام اگرہ ۱۲۶۵ھ میں وصال ہوا۔ آپ  
کا مزار حضرت سیدنا شاہ ابوالعلا کی خانقاہ کے متصل میدان میں ہے۔ آپ کے خلفا سید شان علی دھشت اللہ  
دیگرہ آپ کی سالانہ فاتحہ کرتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔

ضیاء میان صاحب نظامی آپ بڑے لمبا خوش خلق درویش تھے۔ خانقاہ حسامیہ کے سجادہ نشین تھے  
کسرہ مانک پور غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے خلوص رکھتے

تھے۔ حکیم د اصف حسین شاہ صاحب کے ہم عصر اور دوست تھے  
شاہ احمد رضا خاں آپ صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بڑے خوش اوقات درویش تھے  
رامپوری بمباری انجیر شریف میں بموتہ عرس کبھی کبھی حاضری دیا کرتے تھے آپ کا وصال رامپور میں ہوا  
خرا شریف اعظم خانقاہ حضرت جمال الدین میں ہے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا  
سالانہ عرس کرتے ہیں۔ مولف کے ساتھ بڑے خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔

حمید الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی۔ یلح آباد کے متمول خاندان سے تھے۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی بڑا  
مواحد تھے۔ کبیر شریف کے پورائے حاضر باش تھے ہر دو اور بھی تیرتھ کے لئے جایا کرتے تھے۔ سدا سہاگ شریف سے  
تعلق تھا۔ بڑے وضع دار ہندوب درویش تھے غریب نواز کے عرس شریف میں تقریباً پچاس سال سالانہ حاضری  
دی۔ مولف سے بڑی دوستی تھی۔ آخر زمانہ میں بولف ہی کے یہاں قیام کرتے تھے۔ آپ کے معتقدین اب تک  
آپ کی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں رقص کیا کرتے تھے۔ بڑے بافیض فقیر تھے۔ آپ کا وصال محرم ۱۲۶۲ھ

میں بمقام لکھنؤ ہوا۔ مزار بانسے شریف میں لکھنؤ سے ۲۴ میل پر ہے۔

حضرت سید احمد علی جمال شاہ آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ احمد بخشؒ کو تنوی کے ہیں۔ غریب نواز المعروف بہ کمبل شاہ بابا دہلوی کے عرس شریف میں برابر ماضی دیا کرتے تھے۔ یکم رجب تک اجیر

پہنچ جاتے تھے۔ سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ دن کے نو دس بجے کے قریب

درگاہ شریف میں حاضر ہو کر رات کے ایک دو بجے تک شاہجہانی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور آپ کے

مریدین آپ کے پاس نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ در خواجہ کو بار بار چاکرے کرتے تھے۔ اور قیام قدم پر سر نیا زچھکایا

کرتے تھے۔ بعض موقع پر فرمایا کرتے تھے سجدہ نہیں کر رہا ہوں یہاں کے پتھر دلوں کو چاٹ رہا ہوں۔ آپ نے

کبھی روضہ مبارک کی طرف پشت نہیں کی نہ کبھی اندر حاضر ہوئے۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین الہ آبادی

اور شاہ التفات احمد آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو قبہ شریف میں لینگے۔ وہاں حاضر ہو کر اپنے بیٹے

دیکھو میں غریب تمہارا ہوں اور تم محبوب خدا کے ہو

آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۳۶۱ھ میں ہوا۔ مزار متصل درگاہ محبوب الہی بری کے گنبد میں ہے۔ آپ کے

مریدین سالانہ فاتحہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں۔

سید میر محمد یاد شاہ کو ہاٹ۔ آپ جمال شاہ کے خلیفہ ہیں۔ دربار غریب نواز میں بارہ سال تک پیر کی تلاش

میں رہے۔ ایک دن اشارہ ہوا کہ دربار محبوب الہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔ خلافت ملنے پر آپ نے

پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کا قیام اردلی (متصل علیگڑھ) میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے مریدین اب تک

علیگڑھ۔ جو دھپور اجیر وغیرہ میں ہیں۔

آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے عرس شریف سے واپسی میں جو دھپور

گئے وہاں سے جیلپور آکر بتاریخ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ وفات پائی۔ مسکین شاہ کے تکیہ میں بمقام جیلپور آپ کا مزار ہے

منشی شوکت حسن چشتی مراد آبادی۔ آپ حضرت منشی منہاجن مجددی رئیس اعظم کے خاں اکبر ہیں آپ کی نانا

۱۶۵۷ء میں ہوئی آپ اور بیس شاہ صاحب میر ہٹی کے مرید ہیں۔ بڑے فقیر دوست تھے جو ان سلسلہ میں آپ نے

اجیر شریف آکر عرس غریب نواز میں ماضی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا انتقال بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۲۵ء

بعارضہ طاعون مراد آباد میں ہوا مزار سرلے پختہ کے جنوبی دروازہ کے متصل مسجد میں ہے۔

درد و غم عبد العزیز خاں { آپ اجیر میں تھانیدار تھے۔ پورانی منڈی میں رہا کرتے تھے۔ حضرت سید ملک گدڑی شاہی اجیری { محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے تھے۔ صاحب حال لوگوں میں تھے۔ دربار غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ کی خانقاہ میں روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے پائے میں ہے۔

حافظ محمد یوسف { آپ سکھ تھے۔ حضرت گدڑی شاہ کی توبہ سے مسلمان ہوئے۔ بچپن سے حضرت کے ساتھ گدڑی شاہی اجیری { رہے موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی عزت کرتے تھے۔ پنی گردوں کے چوک میں رہا کرتے تھے تقریباً پندرہ سال گزرے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے برابر اپنی جانب حافظ محمد بخش اجیری { آپ محلہ چوک پنی گراں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں رہتا تھا۔ بڑے بافیض درویش تھے۔ آپ کے معتقدین میں زیادہ تر حفاظ ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بارہ سال ہوئے مزار غریب نواز کے چلہ شریف کے شمالی احاطہ میں ہے۔ آپ کے معتقدین باہ رمضان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

حکیم سید عرفان علی شاہ { آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ گڑھیہ کے ممتاز خاندان حکما کے فرد ہیں۔ خدا قادی { اکبر آبادی نے آپ کو دین دہیادوں عطا کئے تھے۔ اپنے بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عوس شریف کے موقع پر معہ کثیر تعداد مریدین دربار غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ بڑے مخیر بافیض درویش تھے۔ ۱۹۳۱ء میں وصال ہوا اگرہ میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین و اہل سلسلہ آپ کا سالانہ عوس بہت خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔

بابو رستم شاہ چشتی { آپ ریلوے یاوستھے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اجیر کے زائرین کو بڑا آرام اکبر آبادی { پھونچایا کرتے تھے۔ ہر سال عوس غریب نواز میں معہ مریدین حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا مزار اگرہ کے محلہ عید گاہ میں ہے۔

حاجی محبوب علی عطاری { آپ اکبر آباد محلہ تاج گنج کے رہنے والے ہیں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے پیر کے علاوہ دادا پیر سید غلام علی لاہوری سے بھی فیض یافتہ ہیں اول مرتبہ حب و یارت

حرمین کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے اجمیر شریف ماضری دی۔ دوسری مرتبہ تمام گھر والوں کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۶ھ میں ہوا۔

بابو حیا مراد آبادی { آپ حضرت خواجہ احمد بخش تونسوی اور حضرت شاہ مذاق سے فیض یافتہ ہیں حضرت دہلوی سلطان المشائخ میں زیادہ ماضرہ تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی اکثر ماضری یا کرتے تھے آپ شاعر بھی تھے۔ سماع کا بہت ذوق تھا۔ تقریباً پانچ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔

مزار حضرت قطب الاقطاب و محبوب الہی کے درمیان موضع جہانگیر میں ہے

عزیز الرحمن شاہ { آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مراد آبادی کی خالقاہ الموسوم بہ بغیہ شریف مراد آبادی کے سجادہ تھے بڑے خوش مزاج متواضع درویش تھے۔ مشہور ہے خالقاہ بغیہ میں جس کا

جو تاگم ہو جائے اُس کی بڑی بہتری ہوتی ہے۔ مگر جب دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے تو یہاں آپ کا جو تگم ہو گیا تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار خالقاہ بغیہ میں ہے آپ کے صاحبزادگان آج کل سجادگی کی خدمت بجالاتے ہیں۔

اُمت الرشید بیگم { آپ دربار غریب نواز میں عقیدت سے ماضری دیا کرتی ہیں۔ ۱۳۶۶ھ میں ایک بھوپالی خور دس سال لڑکی چھوڑ کر انتقال کیا۔ مؤلف سے خلوص رکھتی تھیں۔

## موجودہ درباری

(الف) بعض موجودہ بیڑنی۔ اصفیا مشائخ میں عقیدت کیش

سجاد حسین شاہ صاحب { آپ حضرت نواب شاہ احمد رضا خاں صاحب کے مرید اور خلیفہ ہیں ہر حال چشتی صابری و اجمیری { عوس شریف کے موقع پدا اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ شاہجہانی مسجد درگاہ شریف میں قیام کرتے ہیں۔

امراؤ شاہ صاحب { آپ تقریباً پچالیس سال سے برابر عوس شریف کے موقع پدا اجمیر حاضر چشتی جے پوری ہوتے ہیں محفل سماع میں آپ پر بہت وجد و حال طاری ہوتا ہے۔

کبھی محفل خانہ کی حاضری ناغہ نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ سے حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کے عرس شریف میں حاضری دیتے کے لئے بتایا کہ ہر سال سالانہ اجیر آتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں حافظ سدید الدین صاحب { آپ عرصہ سے غریب نواز کے عرس شریف میں سیکڑوں مریدین کو ساتھ چشتی تونسوی لے کر حاضری دیتے ہیں۔ عرس شریف کے علاوہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔ تونسہ شریف کے سجادہ ہیں۔

عزیز میاں صاحب چشتی { آپ خانقاہ نیازیہ بریلی کے سجادہ ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدین وسیع نظامی نیازی بریلوی ہے ہر سال عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ حاضری دیتے ہیں درگاہ شریف میں آپ کے ذیل صاحبزادہ سید کاظم علی ہیں وہ ہی آپ کے قیام وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔

میاں جان شاہ صاحب { آپ تقریباً پچاس سال سے بلاناغہ برابر عرس شریف میں حاضری علی گڑھی دیتے ہیں۔ سرمہ داد دیا تا بھی لوگوں کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے متوکل ہیں۔ ارکانی دالان میں قیام کرتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔

سید عاشق علی شاہ صاحب { آپ عرس شریف کے پورے حاضر باش ہیں۔ عرس کے علاوہ چشتی متوطن فتح پور ہوا بھی درمیان سال میں آپ کی دو تین حاضریاں ہو جاتی ہیں۔ بڑے متوکل عالم فاضل واعظ اور صاحب حال درویش ہیں۔ بوجہ کمیر سنی اب مکر دور ہو گئے ہیں۔

حیات اللہ شاہ صاحب { چشتیہ سلسلہ میں مرید ہیں تقریباً بیس سال سے عرس شریف میں حاضری چشتی مقیم ممبئی دیتے ہیں۔ بڑے پُر خلوص اور جو شیلے درویش ہیں۔

سلطان زماں شاہ صاحب { آپ تقریباً پندرہ سال سے معہ مریدین عرس شریف میں حاضری چشتی رامپوری دیتے ہیں کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتی ہے بڑے خوش خلق تصوف وال

درویش ہیں۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔

حیدر علی شاہ صاحب چشتی رامپوری۔ آپ سالانہ عرس شریف میں تقریباً بیس سال سے

حاضری دیتے ہیں اپنے پر کی جگہ سلع خانہ میں قیام کرتے ہیں  
سید واعظ الحق شاہ صاحب چشتی { آپ تقریباً پچاس سال سے معمریدین عرس شریف میں حاضری دیتے  
اور نگ آباد قلعہ گیا ہیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز ہے۔ آپ سید عاشق محمد صاحب دھوا  
خادم درگاہ کے یہاں قیام فرماتے ہیں۔

صوفی خدایت شاہ صاحب لاہوری { آپ بڑے شایستہ قدم اور وضع دار صوفی ہیں۔ غریب نواز کے عرس میں  
پڑانے حاضری دینے والے ہیں۔ سید اسرار احمد صاحب سابق متولی کے یہاں قیام کیا کرتے ہیں۔ مولف  
سے بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ لاہور میں اسٹیشن کے قریب خانقاہ غوثیہ کے قریب رہتے ہیں۔

منتاب شاہ ارنی لکھنوی { آپ رنگین پوش مجذوبہ صفت درویش ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہ سدا سہاگ  
لکھنوی سے فیض یافتہ ہیں۔ کلیر شریف عرس میں برابر حاضری دیتے ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں بھی سالانہ  
حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔

بابہ شائق احمد خاں صاحب { آپ ملیح آباد کے باشندے ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہ سدا سہاگ آپ کے مرید عقیدت  
ملیح آبادی { ہیں۔ ان کی سنت کے بموجب سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے

میں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ کلیر شریف بھی سالانہ حاضری دیتے ہیں۔  
حاجی لیاقت حسین صاحب { آپ صوفی منش نوجوان ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضر ہوتے  
مراد آبادی { ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام فرماتے ہیں۔ بڑی خاطر مدارات کے شخص ہیں۔ ٹھکیری

سے قوت پسری کرتے ہیں۔  
حاجی حافظ معین الدین میرٹھی { آپ کلیر شریف کے پڑائے حاضر باش ہیں۔ غریب نواز میں بھی عرس کے موقع  
پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔ ایک کلام مجید دوران عرس میں پیشہ کی سعادت  
مائل کرتے ہیں۔ بہت رنگین مزاج خوش طبع شخص ہیں۔ مولف سے رشتہ محبت رکھتے ہیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب قادری { آپ اگرہ کے مقتدر عالم شاعر و صوفی ہیں۔ خاندان سادات کی یادگار ہیں  
چشتی نیازی اکبر آبادی { اپنے خاندان کی خانقاہ کے سجادہ بھی ہیں۔ اہل اگرہ آپ کی بڑی عزت کرتے



ہیں عرصہ تک آرزو مند رہتے کے بعد اس سال پھر ۱۳۶۷ھ میں غریب نواز کے عرس شریف میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا مولف سے بہت خلوص سے پیش آتے ہیں

حکیم سید قدا علی صاحب { آپ سلسلہ قادریہ میں عرفان علی شاہ کے مرید ہیں۔ اگرہ کے مشہور حکما کے خاندان جہ  
قادری اکبر آبادی { (الموسوم بہ گڑھیا دالے) سے ہیں۔ بڑے وضعدار خوش خلق ہیں۔ عرس غریب نواز

میں تقریباً چالیس سال سے برابر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں

حفیظ الدین شاہ صاحب { آپ محبوب عالم شاہ (جن کا اجیر میں غریب نواز کے چلہ شریف پر مزار ہے) کے سلسلہ  
قادری اکبر آبادی عرف بھٹیابی { قادریہ میں مرید ہیں۔ غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

محل سماع میں بحالت وجد خوب رقص کرتے ہیں۔ بڑے پُر مذاق ملنسار صوفی ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم  
ہوا کرتے ہیں۔

سید انتظام الدین صاحب { آپ آستانہ عالیہ قادریہ اگرہ کے سجادہ ہیں۔ بڑے بانداق تعلیم یافتہ نوجوان ہیں  
قادری اکبر آبادی { گیارہویں شریف کے موقع پر برسم قدیم آستانہ عالیہ میں فاتحہ اور محافل سماع کی خدمات  
بجالاتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

حکیم سید عطاء منظور حسین صاحب { آپ اگرہ کے حکما میں سے ہیں۔ حکیم عرفان علی شاہ قادری کے مرید ہیں خلافت  
قادری اکبر آبادی { حکیم دافع حسین شاہ صاحب قادری (خلیفہ اول حضرت عرفان علی شاہ) سے

حاصل کی۔ بڑے وضعدار۔ ملنسار۔ اور خوش خلق ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں سالانہ اجیر اگرہ حاضری دیتے  
ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کیا کرتے ہیں۔

حکیم سید احمد حسین صاحب { آپ اگرہ کے پرانے حکیم ہیں۔ گڑھیا کے مشہور حکما کی یادگار ہیں غریب نواز کے عرس  
قادری اکبر آبادی { شریف میں اجیر حاضر ہوتے ہیں۔ بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔

مولوی قمر الدین شاہ صاحب { اگرہ کے صاحب سلسلہ صوفی ہیں۔ اشرف علی شاہ کچھوی کے مرید اور خلیفہ  
قادری اکبر آبادی { ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں کبھی کبھی اجیر ہو چکے حاضری دیتے ہیں

خانقاہ عثمانیہ اگرہ میں غریب نواز کے پیر و مرشد کے عرس شریف میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عالم فاضل صوفی ہیں

آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد خاصی ہے۔

صوفی رشتی الدین صاحب { آپ سلسلہ چشتی صابری میں حضرت صوفی محمد حسین شاہ کے مرید ہیں۔ بڑے چشتی صابری مراد آبادی { پرنذاق صوفی ہیں۔ بزرگان دین کے حالات سے کافی واقفیت ہے۔ کبھی کبھی

غریب نواز کے عوس میں اہمیر حاضر ہوتے ہیں۔ مراد آباد کے ہر دلعزیز شخص میں مولف سے پرانے تعلقات ہیں محمد ابراہیم شاہ ضا المعروف بہ { آپ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ اللہ بخش شاہ تونسوی کے مرید ہیں۔ بڑے

صوفی قادر { الکلام دہلوی { پرنذاق متوکل صوفی اور زبان لکھنے والے شاعر ہیں۔ صوفی تخلص کرتے ہیں خطاب قادر { الکلام ہے۔ حضور غریب نواز کے عوس شریف میں برابر حاضر دیتے ہیں۔ درگاہ غریب نواز دہلوی

ضیاء الدین چیلپوری میں اکثر مقیم ہی رہتے ہیں۔ آج کل حضرت محبوب الہی کے پیارے مقیم ہیں۔ بخشی سید الطاف حسین صاحب { آپ حضرت سید حاجی وارث علی شاہ کے مرید ہیں۔ غریب نواز میں حاضری

اکبر آبادی { دی ہے اپنے مرشد کا سالانہ عوس کرتے ہیں۔ آپ خوشنویس بھی ہیں۔ خوش اخلاق صوفی ہیں اکثر ازراہ تجت مولف کے پاس آتے رہتے ہیں۔ آپ کو شعر گوئی کا ذوق بھی ہے۔

مولانا عبد الشکور سلمہ نظامی اکبر آبادی { عزیز عبد الشکور نظامی مرید و خلیفہ حضرت جمال شاہ المعروف بہ کبیل بابا کے ہیں اپنے پیر کے ساتھ قریب قریب سالانہ غریب نواز کے عوس شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ان کے

دصال کے بعد بھی اکثر عوس شریف میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کی منقبت میں آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ عثمانیہ خانقاہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز

بھی پڑھاتے ہیں۔ مولف سے پُر غلوں میں محبت رکھتے ہیں۔ خوب اللہ شاہ ضا الہ آبادی { آپ چشتی ابو العالی ہیں۔ الہ آباد کے مشہور عالم مولانا فاتر صاحب کے بھائی

ہیں۔ دائرہ اجل سے تعلق ہے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے رشتہ نسب ہے۔ غریب نواز کے عوس شریف میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام رہتا ہے مولف کے بڑے بے تکلف دوست

ہیں۔ اگرہ وغیرہ میں آپ کا سلسلہ مریدی بھی ہے۔ وسیم شاہ ضا قادری ریاست جاورہ { آپ ریاست جاورہ کے خوش خط و خوش آواز متوکل صوفی

ہیں۔ عرصہ سے غریب نواز کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ بلکہ بعد عرس بھی زیادہ دنوں تک قیام کرتے ہیں جیسا کہ علی شاہ وکیل درگاہ کے یہاں مقیم رہتے ہیں۔ مولف سے بھی رابطہ محبت رکھتے ہیں۔

غلام محمد علی الدین شاہ صاحب سجادہ نشین { آپ ہندوستان کے ممتاز ترین مشائخین میں سے ہیں حضرت عمر علی خانقاہ گولہ شریف ضلع راولپنڈی } شاہ صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ عالم فاضل باعمل درویش ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدی بہت وسیع ہے۔ غریب نواز کے عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ سید امیر احمد صاحب کے یہاں قیام فرماتے ہیں اہل اجمیر آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اہل اجمیر سے بہت خاطر و رات کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

گلاب شاہ صاحب مراد آبادی { آپ حافظ منشاہ صاحب کے مرید اور زلیفہ ہیں۔ کسب حلال سے گذر اوقات کرتے ہیں۔ پہلے اکثر اجمیر شریف حاضری دیا کرتے تھے لیکن اب چند سال سے اجمیر میں قیام کر لیا ہے۔ مولف سے تعلق رکھتے ہیں۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب { آپ کے مریدین بکثرت ہیں کبھی کبھی غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔

علی پور سیدان ضلع پاکپٹن { ہیں۔ ہندوستان کے بہت مشہور صوفی ہیں۔ بہت متقی و پرہیزگار درویش ہیں کہا جاتا ہے ۱۹۰۹ء میں آپ کے مریدین کی تعداد نو لاکھ تھی۔

خواجہ حسن نظامی بلوچی { آپ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور ادیب اور مشائخ ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدی وسیع ہے حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے خواہر زادہ ہیں۔ بہت ہمدرد و خوش خلق صوفی ہیں۔ مولف سے پرانے تعلقات ہیں۔

حمزہ الطغری پیارے { آپ حافظ منشاہ صاحب مراد آبادی کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش مذاق و شاہ صاحب مراد آبادی { صوفی ہیں۔ قریب قریب سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

عمر خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔

سید عمر لاری شاہ صاحب المعروف { آپ معمر و درویش ہیں۔ پہلے ریاست جودپور میں قیام تھا۔ اب چند سال سے پٹنہ میں قیام فرماتے ہیں۔

پیشوا علی شاہ صاحب مراد آبادی { ولاد اسٹیش کے قریب علاقہ ریاست اودھ میں پور میں ایک گھاٹی میں

قیام کر لیا ہے۔ اس میں پہلے شیر ہا کرتا تھا۔ اس لئے آپ شیروں والے شاہ صاحب مشہور ہو گئے۔  
اہل حاجت بالخصوص مریض بکثرت آپ کے پاس حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس  
شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔

حاجی محمد حسن صاحب { آپ کی ولادت سنہ ۱۲۸۷ھ میں بمقام مراد آباد ہوئی۔ آپ کے والد حضرت منظر حسن  
نقشبندی مراد آبادی { مجددی نقشبندی نے اپنے پیر زادہ حضرت احمد میاں شاہ کا آپ کو جوانی میں  
کرایا۔ آپ بہت بخیر و عیش صفت ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں جو سنہ ۱۳۱۷ھ میں بموقعہ عرس شریف حاضری  
اگست ۱۹۱۱ء میں مع مولف حج کے لئے براہ مہر و شام روانہ ہوئے۔ وقتاً فوقتاً اجیر شریف حاضری دیتے رہتے  
ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا بہت شوق ہے ایک میلاد شریف لکھا بھی ہے۔ ڈاکٹری سے مخلوق کو فائدہ پہنچا  
ہے۔ مراد آباد میں مطب کرتے ہیں۔

نیشی نور الحسن صاحب { آپ کی ولادت بمقام مراد آباد سنہ ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ آپ نیشی منظر حسن کے فرزند بزرگ  
جستی مراد آبادی { اور حضرت ادیس شاہ صاحب کے مرید ہیں۔ کبھی کبھی اجیر شریف اگر دربار خواجہ میں  
حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے فرزند ان کو بھی ساتھ لائے تھے بچوں کو اکثر شریعتی تقسیم کرتے رہتے ہیں  
آپ کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں۔

محمد علی صاحب چوڑی ڈالہ میمنی { آپ چوڑی کے تاجر ہیں۔ بڑا کاروبار ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں  
حاضری دیتے ہیں بلکہ علاوہ عرس کے بھی دوران سال میں دو ایک مرتبہ آتے رہتے ہیں۔ نیاز یہ سلسلہ میں مرید  
ہیں بڑے خوش مزاج۔ ملنا دینے تکلف شخص ہیں۔

حضرت فاکم میاں شاہ صاحب { آپ حیدر آباد کے مشہور بافیض درویش حضرت آغا داد شاہ صاحب اہل علم  
اہل علمانی حیدر آباد دکن { جملہ الرحمتہ کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش خلق صاحب نیر محمدی درویش ہیں  
آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے اکثر غریب نواز کے عرس شریف میں مع مریدین حاضری دیتے ہیں۔

عاشق حسین صاحب { آپ بھونی منش فقیر دوست زندہ دل انسان ہیں۔ متقی پرہیزگار ہیں۔ دربار غریب نواز  
ٹھیکیدار مراد آبادی { اور بزرگان دین کے آستانوں پر بڑی عقیدت سے حاضری دینے والے شخص ہیں۔

حبیب اللہ خاں صاحب آپ عرصہ تک اجیر میں مقیم رہے ہیں۔ آج کل بھی دربار عالیہ غریب نواز میں وقتاً  
اکبر آبادی وقتاً حاضری دیتے رہتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

رفیق محمد سلیم عرف نمبر عثمانی معینی انجن آگرہ کے سرگرم کارکن ہیں۔ انجن مذکور کی طرف سے بزرگان دین کی  
اکبر آبادی فاتحہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اجیر شریف سالانہ بموقع عرس حاضری دیتے ہیں۔ مولف  
سے خلوص رکھتے ہیں۔

امین الدین سلیم اکبر آبادی عثمانی معینی انجن میں بزرگان دین کی فاتحہ کا حساب کتاب کرتے ہیں۔ سالانہ دربار  
غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

مولانا اخلاق احمد سلیم آپ عالم علم دین ہیں۔ چند رسالہ بھی لکھے ہیں۔ عثمانی معینی انجن آگرہ میں بزرگان  
اکبر آبادی دین کی خدمات متعلقہ فاتحہ میں حصہ لیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ سالانہ  
غریب نواز کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں۔

حافظ نور محمد سلیم اکبر آبادی حافظ ہیں عثمانی معینی انجن میں فاتحہ پڑھنے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ پر خلوص  
آدمی ہیں غریب نواز کے دربار میں سالانہ بموقع عرس حاضر ہوتے ہیں۔

ضیاء الدین عرف پوچو سلیم فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف  
اکبر آبادی سے خلوص رکھتے ہیں۔

اعجاز محمد صاحب نشر اکبر آبادی اس سال حج کر کے آئے ہیں۔ دربار خواجہ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف  
شاہ صاحب کے مرید اور حافظ منظور حسین صاحب قادری سے طالب ہیں۔

حشمت علی رضا سواک اکبر آبادی دربار غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ حضرت قاسم میاں جیل آبادی سے مرید ہیں۔

فیاض الدین صاحب آپ ابو العلای سلسلہ کے صوفی ہیں۔ سالانہ عرس غریب نواز میں حاضری  
اکبر آبادی دیتے ہیں۔

دبایب الدین سلیم فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ  
اکبر آبادی آگرہ سے اجیر شریف تک سائیکل پر آئے۔

محمد حسین سلمہ مراد آبادی { آپ خوش عقیدہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ غریب نواز کے عوس میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن کے منتظم ہیں۔ دفتری کاموں کا تجربہ رکھتے ہیں۔  
حبیب خاں سلمہ اکبر آبادی۔ آپ سالانہ غریب نواز کے عوس میں حاضری دیتے ہیں۔

مفتی علی بیگ سلمہ اکبر آبادی۔ سالانہ عوس غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں۔ اور اپنے یہاں حضور نور عثمان قدس سرہ کے عوس شریف کے موقع پر میلاد شریف بھی پڑھواتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔  
ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہ لکھنوی { آپ انگریزی داں فقیر دوست نوجوان ہیں۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں سالانہ عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر فریدی صاحب لکھنوی { آپ لکھنؤ کے منتخب کامیاب ڈاکٹر ہیں۔ بزرگان دین سے عقیدت رکھتے ہیں اس سال بوجہ عیدیم الفرصتی غریب نواز کے عوس میں ہوائی جہاز سے آکر حاضری دی۔

طفیل احمد صاحب یدیں { آپ بزرگان دین کے پر خلوص عقیدت مندوں میں ہیں۔ غریب نواز سے سول حج لکھنوی { بڑی محبت رکھتے ہیں۔ سالانہ عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ درمیان سال

میں بھی جب کبھی ملازمت سے چھٹی مل جاتی ہے اجیر آجاتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے ہیں۔

نواب بانی سلمہ علیگڑھ { آپ معہ اپنی بہنوں (شکیلہ و شاہجہاں سلمہ) کے سالانہ غریب نواز کے عوس میں حاضری دیتی ہیں بڑی خوش اعتقاد ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

نواب زادہ حاجی کرم علیخان سلمہ { آپ نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم جاگیر دار ریاست دھولپور کے صاحبزادے اکبر آبادی { ہیں۔ خوش عقیدہ خود مختار نوجوان ہیں موہل و عیال سالانہ غریب نواز کے

عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ شعبان میں واپس ہوتے ہیں۔ اپنے خاندان میں بہترین شخص خیال کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر ابراہیم شاہ صاحب بغدادی سے مرید ہیں۔

اکبری سلمہ { کراچی ضلع اگڑہ کی بڑی مسکین طبع خاتون ہیں۔ غریب نواز کے عوس شریف میں سالانہ حاضری دیتی ہیں۔ اور زائرین کے انتظام خورد و نوش میں ہاتھ پاؤں کی درد دیتی ہیں مولف سے خلوص رکھتی ہیں۔

الف شاہ صفا اکبر آبادی { آپ پین پوری کے مولوی عید الرشید شہتی صابری سے مرید ہیں۔ سالہا سال سے

آگرہ میں مقیم ہیں۔ خوش مزاج معصومی ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔  
 اشتیاق حسین صاحب چشتی { آپ پرانے وضع دار معصومی ہیں۔ ہر ہفتہ حضرت صابر علیہ الرحمۃ کی فاتحہ شریف کرتے  
 صابری اکبر آبادی { ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

وجودہری رحیم بخش صاحب { آپ چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہیں۔ بہت مناسک مزاج پختہ خیال معصومی ہیں۔ غریب  
 اکبر آبادی { نواز کے عرس شریف میں اکثر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

مولوی امام علی صاحب { آپ وظائف سے بہت رغبت رکھتے ہیں۔ عثمانیہ مسجد آگرہ کے پیش امام ہیں  
 اکبر آبادی { بعد جمعہ مسجد میں قوت خوانی کراتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس میں بھی

حاضری دیتے ہیں۔ عرصہ تک اجمیر میں قیام پذیر بھی رہے ہیں۔  
 ممتاز علی صاحب جاگیردار { آپ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس غریب نواز میں اجمیر  
 حیدر آباد وکن { حاضر ہوتے ہیں کبھی کبھی مع اہل خانہ حاضر دربار خواجہ ہوتے ہیں فرزند علی صاحب

غلام درگاہ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ کو اجمیر رہتے والوں تک سے انسیت ہے۔  
 آغا پاشا حیدر آبادی { آپ فقیر دوست معصومی مشرب نوجوان ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں سالانہ  
 حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ کے پر خلوص عقیدہ مندوں میں ہیں۔

حاجی الطاف حسن سلمہ { آپ غریب نواز سے عقیدت رکھتے ہیں اول مرتبہ آپ۔ سالانہ عرس حاضرانہ ہیں  
 مراد آبادی { اس کے بعد بھی آپ کبھی کبھی حاضر دربار ہوتے رہتے ہیں۔ منتشرع استی ہے۔ مولف

کے برادر خورد ہیں۔

تصدق حسین شرفی { آپ محبت والے نوجوان ہیں۔ مولانا اشرف علی شاہ صاحب کچھوی کے مرید ہیں سالانہ  
 مراد آبادی { غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ میلاد شریف یا منصوح مسام معہ  
 در: د شریف خوب پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ احسن سلمہ { مولف کے برادر زادہ مصطفیٰ احسن کی پہلی حاضری دربار غریب نواز سالانہ میں ہوئی۔ اس  
 مراد آبادی کے بعد دوسری حاضری سالانہ میں ہوئی تیسری مرتبہ سالانہ میں تیسری بار بیانی حاصل کیا

رضاحسن سلمہ مراد آبادی { مولف کے برادرزادہ رضاحسن سلمہ کی پہلی حاضری بہ دربار غریب نواز <sup>۱۹۴۰ء</sup> میں ہوئی۔

### (ب) بعض مقامی اور موجودہ ہاجر عقیدتمندان

مولوی عبدالرحمن صناپشتی { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پالیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔ غریب المعروف بہ ٹھیلی شاہ اجیری { نواز کے چلہ شریف پر ایک جگہ میں رہتے ہیں بڑے باسلیقہ خوش وضع درویش ہیں۔ حضرت خواجہ انس بخش علیہ الرحمۃ تونسوی سے نسبت رکھتے ہیں۔

بابو عبدالرحیم صناقا ضوی { آپ تونسوی خاندان میں مرید ہیں۔ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ موصوف کے عوس شریف کا انتظام آپ ہی کرتے ہیں آپ شاعری میں لوگوں کو شاکر کرتے ہیں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں۔

منشی احمد علی صناقا ضوی { آپ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ دربار غریب نواز میں گدڑی شاہی اجیری { روزانہ حاضری دیتے ہیں۔ اکل حلال سے قوت پسری کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحجیم صنامیتانی { آپ چند سال سے بحالت ہجرت اجیر میں مقیم ہیں۔ شاعر ادیب علم دوست صوفی ہیں۔ متوکل اور صابر درویش ہیں۔ خدائے آپ کو استقامت بخشی ہے۔

ایراہیم خاں صنا گدڑی { آپ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں شاہی اجیری { موصوف کے عوس شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ صاحب حال صوفی ہیں۔ پرانی منڈی میں رہتے ہیں۔

بیلابانی صاحبہ گدڑی { آپ بھی حضرت گدڑی شاہ بابا سے نسبت رکھتی ہیں۔ لوگ بالخصوص مستورات آپ

شاہی اجیری { سے عقیدت رکھتی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں بعد نماز عشا حاضری دیتی ہیں محمد اکبر صاحب المعروف { آپ دانش میاں صاحب سے مرید ہیں۔ سماع سے بہت ذوق ہے روزانہ

بہ صوفی کل محمد ہاجر { درگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ تقریباً بیس سال سے ترک وطن کر کے اجیر میں مقیم ہیں



ممتاز محمد سلمہ ہاجر { تقریباً پندرہ سال سے ترک وطن کر کے اجیر میں مقیم ہیں خیر کے کاموں میں خوب حصہ لیتے ہیں۔ فقیر دوست نوجوان ہیں۔ محی الادفات یعنی گڈری شاہی کمیٹی کے سکریٹری ہیں۔

سکینہ بانی صاحبہ { آپ خدا پرست معر خاتون ہیں غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتی ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔

کلی شاہ صاحبہ { آپ نیک دل پسندیدہ خیال خدا پرست و خدا شناس خاتون ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت و محبت رکھتی ہیں۔ بعض مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ اپنے یہاں ہر ماہ غریب نواز کے پیرو مرشد کی فاتحہ شریف بڑے اہتمام سے کرتی ہیں۔

عبد الغفور صاحب { آپ نیک طبیعت عقیدت کیش باشندہ اجیر ہیں۔ آپ کچھ عرصہ سے بسلسلہ رذگاہ عرف غفور شاہ { جے پور چلے گئے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

حیدر خاں انداز { آپ اجیر کے باشندہ ہیں چند سال سے بسلسلہ ملازمت جے پور چلے گئے ہیں غریب نواز سے عقیدت رکھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

### (ج) بعض حاضر باش خدامان درگاہ

سید محمد صلیف صاحب { آپ متقی پرہیزگار معر خادم خواجہ ہیں۔ پیچیدہ معاملات میں خدام صاحبان آپ سے مشورہ لیتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں آپ کے موکل زیادہ تر ہیں خدام صاحبان میں

ممتاز اور با وقعت ہیں۔ ریسانہ مزاج زائرین کو بھی آپ ان کی مرضی کے مطابق آرام پہونچا دیتے ہیں۔ خدا درگاہ میں بڑی عقیدت سے حصہ لیتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف { آپ غریب نواز کے خدام اور اہل شہر میں بہت با عزت ہیں۔ آپ اپنی متعلقہ مولا میاں خادم درگاہ { خدمات درگاہ بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ بڑے متدین خدام

ہیں۔ آپ کے موکل زیادہ تر سندھی ہیں۔ آپ اپنے موکلین کو آرام پہونچانے کا کافی انتظام رکھتے ہیں

بڑے باخبر خادم ہیں۔

سید فضل رسول صاحب { آپ کے یہاں زائرین کو کہانے اور رہائش کا معقول آرام ملتا ہے بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ مرجان متغ خادم ہیں۔

محمد حسین صاحب چشتی { آپ اجیر کے صاحب مقدرت و عزت لوگوں میں ہیں۔ بڑے لوگ عموماً آپ کے موکل خادم درگاہ ہیں۔ آپ کے یہاں ان کو خاطر خواہ آرام ملتا ہے۔ آپ کی سردار شریف میں بہت عقیدت مندانہ حاضری ہوتی ہے۔

سید ولی الدین صاحب { آپ مقول خادم ہیں۔ زیادہ تر بنگال ہمارے لوگ آپ کے موکل ہیں۔ زائرین کی آسائش کے آپ کے یہاں وسیع انتظامات ہیں۔

سید محمد امین صاحب { آپ نیاز یہ سلسلہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ ملنا فقیر دوست خادم ہیں۔ صاحب نیازی خادم درگاہ مقدرت اصحاب کے علاوہ آپ کے یہاں اکثر ہدیش بھی قیام پذیر ہوتے ہیں۔

سید کاظم علی صاحب { بہت سیدے کم سخن خادم ہیں۔ رامپور بریلی کے اصحاب زیادہ تر آپ ہی کے یہاں قیام نیازی خادم درگاہ کرتے ہیں۔ آپ حضرت عزیز میاں صاحب نیازی بریلوی اور مولف کے بھی مکین ہیں۔

سید حسن علی صاحب { آپ علم دوست متشرع خادم ہیں۔ اطراف بمبئی کے لوگ زیادہ تر آپ کے یہاں خادم درگاہ قیام کرتے ہیں۔

سید ظہور الحسن بن زید صاحب { آپ منجانب خدامان درگاہ کیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے موکلین زیادہ تر ہندوستان کے سربراہ آدرہ اشخاص ہیں۔

سید محمد اسماعیل صاحب { آپ نہایت سادہ مزاج خادم ہیں۔ آپ کے یہاں زائرین بے تکلفانہ طور پر رہتے ہیں۔ بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ بڑے خادم درگاہ

خلیق ملنا رہیں۔

سید نوشہ میاں صاحب { آپ فقیر دوست محنتی خادم ہیں۔ عرس شریف کے زمانہ میں آپ کی طرف سے ارکات کے والان میں گدی بچھتی ہے۔ وہیں آپ کے موکل جمع رہتے ہیں۔

سینہ طور الحسن صاحب { آپ بزرگانِ دین بالخصوص سید الشہداء سے عقیدت رکھتے ہیں۔ زائرین کو کافی آرام و عافیت دیتے ہیں۔

### (د) بعض مقامی درباری علما

مفتی امتیاز احمد صاحب { آپ اجیر کے مفتی ہیں۔ چند رسالے بھی آپ نے لکھے ہیں۔ صوفی مشرب ہیں۔ کبھی کبھی سماع بھی سنتے ہیں۔ بڑے خوش خلق عالم متبحر ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت کا سالانہ مشاعرہ آپ ہی کی تحریک سے قائم ہوا۔

مولوی محمد فیض صاحب { آپ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر مدرس ہیں۔ آپ نے فلسفہ پر بھی ایک مبدعہ کار لکھا ہے۔ آپ کو تبحر علمی حاصل ہے۔

مولوی عبدالرحمن صاحب { آپ داعطہ عالم ہیں روزانہ درگاہ میں تفسیر ہی بیان کرتے ہیں آپ صندلی مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں۔ اور دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں مدرس ہیں۔

مولوی سید علی صاحب { آپ نے مصر میں علوم کی تکمیل کی ہے۔ آپ کے پاس کتب کا اچھا ذخیرہ ہے۔ آپ کا علم ہونے کے ساتھ خادمِ غریب نواز ہونیکا شرف حاصل ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب { آپ اجیر کے مقتدر علما میں سے ہیں۔

مولوی محمد یونس صاحب { آپ اجیر کے مشہور عالم ہیں۔

مولوی محمد شفیع اللہ صاحب { اجیر کے علما میں سے ہیں۔

### (ه) بعض موجودہ مقامی درباری شعرا

مولانا سید عبدالباری صاحب معنی { آپ اجیر کے ممتاز ترین شعرا میں سے ہیں۔ نیز عالم ادیب اور مونی بھی ہیں خادمِ درگاہ ہونے کے ساتھ آپ کو غریب نواز کے مناقب کہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ سالانہ عثمانیہ مشاعرہ کے مستقل صدر ہیں۔

سید احت علی صنا رحمت۔ آپ اجیر کے پرانے شعرا میں سے ہیں۔ بزرگان دین کے مناقب بڑی عقیدت اور محبت سے لکھتے ہیں۔ عثمانی مشاعرہ اور مشاعرہ منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں سالانہ شرکت کرتے ہیں۔ آپ نے غریب نواز کے مناقب بھی لکھے ہیں۔

سید محمود علی صناع شعی۔ آپ اجیر کے زرد گو شیریں کلام استادوں میں ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد خاص ہے آپ کے کلام میں غریب نواز کے مناقب کا کافی ذخیرہ ہے جہاں نگیری ابو العلاء سلسلہ میں حضرت عبدالشکور شاہ کے خلافت یافتہ مرید ہیں۔ اجیر میں آپ کی سحر لاء یادگار ہیں۔

رنگیلے شاہ صناع رنگیلے۔ غریب نواز کی منقبت میں آپ کا ہندوستانی کلام قابل قدر ہے۔ شاعری میں حضرت مغل مرحوم سے آپ کو ارادت ہے۔

اختر صاحب مودودی آپ غریب نواز کے مناقب خصوصیت سے خوب لکھتے ہیں۔ اکثر قوانان آپ کا کلام پڑھتے ہیں۔ آپ نے اجیر میں شاعران ہند کا ایک عالی شان مشاعرہ بھی منعقد کیا تھا۔

مندرجہ بالا شعرا کے علاوہ حضرات ذیل بھی سالانہ محفل خانہ درگاہ میں بمقام عثمانی مشاعرہ حاضر ہو کر تحفہ منقبت پیش کرتے ہیں

- (۱) محمد ایوب صاحب احسن (۲) عبدالوحید خاں صاحب اختر (۳) امتیاز محمد صاحب چشتی امتیاز (۴) حبیب اللہ خاں صاحب خوشتر (۵) انوار الرحمن صاحب زاہد (۶) محمد جبار صاحب صابر (۷) شاہ نظام الحق صاحب محمود (۸) امین الدین خاں صاحب مفتوں (۹) محمد محمود صاحب محمود (۱۰) سید نظر محمد صاحب نظر (۱۱) منظور حسین صاحب شگفتہ (۱۲) شہاب الدین صاحب غازی (۱۳) عباس علی منظر (۱۴) ذین العابدین صاحب زاہد (۱۵) عبداللطیف صاحب تیغ (۱۶) جری صاحب (۱۷) راز صناع (۱۸) عبثر صاحب (۱۹) ساغر صاحب (۲۰) اتم صاحب (۲۱) انیس صاحب نیازی (۲۲) حافظ صاحب (۲۳) موجد صاحب (۲۴) ریاض صاحب۔

## (و) بعض موجودہ مقامی درباری اطبا

حکیم عبدالاعظم خاں صاحب قاضی گڈرشی ہی { آپ محلہ کھاری کنویں میں رہتے ہیں تقریباً تیس سال سے المعروف بہ نوشہرہ میاں طبیب آستانہ { منجانب درگاہ آستانہ شریف میں مطب کرتے ہیں۔ کہنے حکیم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے دست شفا عنایت فرمایا ہے۔

حکیم ضیاء الدین صاحب طبیب آستانہ۔ آپ اجیر کے مشہور حکیم بہا الدین مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔ روزانہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں۔ تجربہ کار پڑائے حکیم ہیں۔ اولیٰچے ہوئے مریشوں کے علاج میں خاص دستگاہ ہے حکیم آوار احمد صاحب طبیب آستانہ۔ آپ منجانب شاہ دکن متصل عثمانی دروازہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں اجیر کے مشہور درویش حافظ شبیر علی کے صاحبزادہ ہیں۔ محلہ شیخان میں رہتے ہیں قیمتی ادویات آپ کے نجی دواخانہ میں غنیمت مل جاتی ہیں۔

حکیم نظام الدین صاحب۔ آپ اجیر کے بڑے قابل فقیر دوست حکیم ہیں۔ جب کسی مریض کی طرت خاص تو جہر کرتے ہیں تو وہ بفضلہ تعالیٰ شفا یاب ہی ہوتا ہے۔ راجگان اور امراکٹر آپ کے زیر علاج رہتے ہیں آپ صاحب ثروت معززین اجیر سے ہیں۔ غریب نواز کے زیر سایہ آپ کا مطب کئی لنگر خانہ میں ہے۔

حکیم عزیز الرحمن صاحب صفوی۔ آپ صفی پور کے پیرزادہ ہیں۔ پورائے تجربہ کار حکیم ہیں۔ تقریباً دو سال سے دارالاجیر ہو کر بالائے جہارہ مطب کرتے ہیں۔ آپ عموماً سستے نسخے لکھتے ہیں غریبوں کے لئے سرائے حیات ہیں بڑے لوگوں کے علاج کے لئے بھی آپ کو دور دورہ راز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر امتیاز علی سلمہ جعفری۔ آپ محلہ خادمان میں مطب کرتے ہیں۔ دو گاہ غریب نواز میں روزانہ حاضری دیتے ہیں آپ کے مریض مطمئن رہتے ہیں۔ زائرین کی خدمت کو فرح منسوبی سمجھتے ہیں

حکیم نصیر الدین صاحب۔ آپ حکیم نظام الدین کے صاحبزادہ ہیں۔ نوجوان خوش طبع فقیر دوست حکیم ہیں غریب نواز کے سوس میں اکثر درویش آپ کے یہاں مفیم ہوتے ہیں۔ آپ کا دواخانہ درگاہ شریف کے متصل کئی لنگر خانہ میں ہے حکیم سعید احمد صاحب۔ آپ غریب نواز کے عقیدت مند حکیم ہیں۔ فقرات ارادت رکھتے ہیں۔ غریبوں کے علاج کو

کو خدا کی طاعت سمجھتے ہیں ادویات کی قیمت وصول کرنے میں بھی آپ تشدد نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا عطا فرمائی ہے۔

حکیم علی محمد صاحب۔ آپ کا دواخانہ محلہ خادمان میں ہے۔ علاج بہت غور اور کوشش سے کرتے ہیں دربار غریب نواز میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

شیوکت حسین سہیل کمپوڈر۔ آپ منجانب دکتوریہ ہاسپٹل عوس شریف کے موقعہ پر درگاہ میں دواخانہ لاتے ہیں اور اہل شہر کی خدمت بہت خلوص سے کرتے ہیں۔ شہر میں آپ ہر دلعزیز ہیں پُراٹے کمپوڈر ہیں

### (۴) بعض مقامی عمائدین

نواب محمد عمر رضا جاگیر المعروف نواب بولاج۔ آپ عموماً روزانہ صبح کی نماز کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں آپ کے اولاد نہیں ہوتی مگر اب غریب نواز کے فیض باطنی سے صاحب اولاد ہیں۔

سید محمد یوسف علی صاحب موودی جاگیر عرف شاہ جی۔ آپ خواجہ ابویوسف چشتی قدس سرہ کی اولاد ہیں۔ اپنے جد کا عرس بتاریخ ۳۰ رجب سالانہ سماع کے ساتھ کرتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید عبدالحق جاگیر دار۔ آپ شہر کے باثر عمائدین سے ہیں۔ مولشیوں کے ڈاکٹر اور جاگیر دار ہیں۔ محرم شریف اور دیگر اسلامی تقاریب میں خلوص سے حصہ لیتے ہیں۔

سید بختاؤر علی صاحب۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں۔ غوث پاک کے چلہ برگیار ہوں شریف کی تقریب میں آپ متعلقہ خدمات بجالاتے ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں پُراٹے دھند دار

لوگوں میں ہیں۔ سید محمد الیسین صاحب جاگیر دار۔ آپ حضور غوث پاک کے چلہ کے متولی ہیں۔ وہاں گیارہویں شریف کے موقعہ پر آپ کے اہتمام سے مراسم عرس سالانہ ادا کئے جاتے ہیں۔

عبدالحمید خاں صاحب۔ آپ خاندان دیس دالیان سے ہیں پہلے دکالت کی پھر نائب تحصیلدار بنے بعد ازاں مجسٹریٹ ہوئے غریب نواز کے دربار میں روزانہ حاضری دیتے ہیں فقیر دوست ہیں۔

عبدالقیوم خاں صاحب - آپ ہی اجمیر میں مجسٹریٹ ہیں۔ غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ بابا سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

### (ح) بعض موجودہ ریاری میلاد خواں

نظیر بخش سلمہ گدڑی شاہی میلاد خواں اجمیری - آپ یہاں کے استادوں میں جانشین عطار ہیں۔ بہت کچھ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ آپ کے پڑھنے پر اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپ مثنوی خواں اور تحت خوانی بھی کرتے ہیں۔ بالائے بھارہ رہتے ہیں۔ انجن میلاد خوانان کے سکریٹری ہیں۔ حافظ عبدالرحمن صفا اجمیری - آپ مہ اپنی جماعت کے بہت خوش الحانی کے ساتھ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ محلہ توپ وڑے میں رہتے ہیں۔

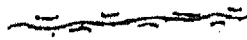
رمضان خاں صفا میلاد خواں اجمیری - آپ اجمیر کے خوش الحان میلاد خواں ہیں۔ استاد نظیر بخش کے فقیہ صحبت اور خوشی صاحب کے نقیہ کلام کی وجہ سے میلاد خوانی میں خاصی ترقی کر لی ہے۔

امیر بخش صفا میلاد خواں اجمیری - آپ پرانے میلاد خواں ہیں۔ بہت ثابت قدم وقت کے پابند۔ وضع میلاد خواں ہیں۔ عثمانیہ فائقہ شریف میں ہر ماہ پانچویں شریف کے موقع پر آپ برسوں سے میلاد خوانی کرتے ہیں۔

کالے میاں صفا کلیمہ اجمیری - آپ اجمیر کے پرانے استادوں میں ہیں۔ آپ کی میلاد خوانی میں لوگ آگاتے نہیں۔ پر غبت سنتے ہیں۔ آپ زیادہ دیر تک میلاد پڑھنے کے موافق نہیں ہیں۔

زمین الدایین صفا اجمیری - آپ اجمیر کے اچھے میلاد پڑھنے والوں میں ہیں۔ اکثر زائرین درگاہ شریف میں آپ میلاد پڑھواتے ہیں۔

محمد عظیم صاحب میلاد خواں اجمیری - آپ اجمیر کے اچھے میلاد خوانوں میں ہیں۔



## بعض بیرونی اور مقامی درباری قوالان

شاہی چوکی المعروف بہ { یہ درگاہ کی پورانی چوکی ہے غریب نواز کے عرس پر قتل کی محفل میں صرت چوکی اول } یہی چوکی حاضری دیتی ہے لوگوں کو اسی چوکی کا رنگ پڑھنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ دسترخوان کی حاضری بھی یہی چوکی دیتی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

صابری چوکی المعروف بہ { یہ چوکی اکثر لوگوں کی پسندیدہ ہے۔ فارسی کا پورا ناکلام زیادہ یاد ہے چوکی دو نیم درگاہ شریف } اردو کے کلام کی بھی ادائیگی خوب ہے۔ رنگ شناس چوکی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

چوکی سویم درگاہ شریف۔ یہ چوکی حال میں ملازم رکھی گئی ہے۔ دیوان صاحب کی پسندیدہ چوکی ہے۔ چوکی غلام حسین صاحب { یہ چوکی روزانہ درگاہ شریف میں از رہ عقیدت حاضری دیتی ہے۔ قوال عورت طوطی اجمیری } غریب نواز کے کرم سے کامیاب چوکی ہے۔

چوکی انگارا شاہ صاحب اجمیر۔ یہ چوکی انگارا شاہ نے بنائی تھی۔ انہی کے نام سے مشہور ہے اجمیر کی غنیمت چوکی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی فخر الدین صاحب۔ یہ چوکی حال میں تیار کی گئی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔ چوکی نظیر صاحب { یہ خورد سال بچوں کی چوکی ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی صدیق صاحب جلیپوری { یہ چوکی صوفیوں کی پسندیدہ ہے۔ کلام بھی غنیمت یاد ہے سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی مرلی صاحب { ہندوستان کے مشہور قوال کتھی کے لڑکے مرلی کی چوکی ہے۔ اچھے قوال ہیں کتھی شاہجاں پوری } کلام بھی عامیانہ نہیں پڑھتے اس سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی عبد الکرم صاحب { عبد الکرم خاں کا انتقال ہو گیا مگر چوکی انہی کے نام سے ہے۔ غریب نواز کے دہائی } عرس یہ سالانہ حاضری دیتی ہے۔



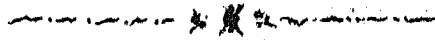
چوکی علی بخش صاحب } یہ اگرہ کی ممتاز چوکیوں میں ہے۔ عثمانیہ خانقاہ اگرہ میں عرس خواجہ صاحب قدس سرہ  
اکبر آبادی } اور ماہانہ پانچویں شریف کی خدمت کرتی ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس  
شریف میں اہمیر حاضر ہوتی ہے۔

چوکی لکھ صاحب } مراد آباد کی بہترین چوکیوں میں ہے۔ اچھے قوال ہیں۔ دور دور بلائے جاتے ہیں  
مراد آبادی } سالانہ عرس غریب نواز میں حاضر ہوتے ہیں۔

چوکی چھین صاحب } سجدہ دار قوال ہیں۔ فارسی کا کلام اچھا یاد ہے۔ غریب نواز کے عرس میں سالانہ  
خیر آبادی } حاضر ہوتے ہیں۔

علی بخش صاحب قادری المعروف } آپ عربی فارسی داں صاحب دل قوال ہیں۔ دہلی وغیرہ کے  
برواغظ قوال حیدر آباد کن } لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور مرید بھی ہیں۔ غریب نواز

کے کرم سے با اثر قوال کرتے ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ تبارک  
ہر وجہ عثمانیہ خانقاہ شریف میں اور حضرت سید اسرار احمد صاحب کے یہاں بھی قوالی کی خدمات  
بجالاتے ہیں۔



## بعض متاخرین درباری مہاجریں

تاج الملک جرجین حضرت سید ملک محمد عالم <sup>۱۳۶۴ھ</sup> مرثیہ دی مولائی سلطان زندان حضرت سید ملک محمد عالم کی ولادت <sup>۱۲۰۴ھ</sup> تقریباً ۱۲۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا آبائی وطن اور جائے پیدائش المعروف بگڈڑی شاہ بابا خجڑوانے

قصہ کہیں ضلع شاہ پور (پنجاب) ہے۔ آپ کے والد ماجد شیر محمد صاحب کھکھوں کی عملداری میں جاگیر ملی تھی۔ آپ ناف ہریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں مشغول رہنے کے جنگلوں میں عزت گزیں رہ کر رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کی محبت میں زیادہ بیقرار ہو کر تلاش کراٹیں تو آپ مہنیوں بعد اپنی والدہ سے ملنے مکان پر چلے آتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب آپ کی والدہ نے رحلت کی تو آپ نے بالکل گھر آنا جانا ترک کر دیا۔ ابتدائی زمانہ میں آپ کچھ عرصہ تک حضرت معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار راولپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ ازاں بعد آپ نے حاجی جان محمد شاہؒ کے ارشاد کے مطابق اجمیر شریف کا رخ کیا۔ اور بقیہ تمام عمر (تقریباً ساٹھ سال) دربار غریب نواز میں گزاری۔

آپ نے سیر و سیاحت بہت کی۔ حج بیت اللہ شریف کیا۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نجف اشرف کر بلائے معلے اور ادس نواح کے اکثر متبرک مقامات پر حاضری دی۔ جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو حضرت پیر مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ آپ معمولی خوراک تناول فرماتے اور معمولی لباس پہنتے۔ اکثر ٹاٹ کا لمبا کرتہ زیب تن فرماتے۔ تہمند باندھتے۔ گڈڑی اڑھتے رہتے اس وجہ سے آپ گڈڑی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ اکثر بہہ نہ سہ رہتے ہاتھ میں ایک عصا بھی رکھتے تھے۔

آپ اجمیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں رہا کرتے تھے۔ مگر وہ بھر شہر اجمیر میں رہتے تھے۔ روزانہ درگاہ غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ روضہ منورہ کے پائین کی جانب آرکائی دالان کے قریب بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک بلا خور و نوش سر بسجود رہا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش خلق تھے۔ کسی سے قصور بھی ہو جاتا تو فرما دیا کرتے تھے بھول ہو گئی۔ مگر فقہ فرماتے  
ماہ رمضان شریف اور ماہ محرم کی یکم سے دس تاریخ تک روزہ دار رہتے تھے۔ خوراک بقدر  
قوت لایوت تھی۔ اکثر کھانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔

آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ روزانہ درگاہ میں بوقت شب سماع سنتے تھے۔  
جمہرات۔ چھٹی۔ اور عرس شریف کی محافل سماع میں شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ سے بہت سی  
کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اہل اجمیر اور بیرونی حاجتمندوں نے آپ سے بہت فیوض حاصل کئے۔  
آپ کا دصال بھر ایک سو بیس سال بتا رہا۔ ۱۲۲۴ھ بروز یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے  
دن محلہ پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نواز کے چلہ شریف پر سنگ مرمر کی بارہری  
میں واقع ہے۔ مخلوق آپ کے مزار سے فیض پاتی ہے۔

آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان المبارک سے ارتکاب ہوتا ہے۔ خادمی وقف میں آپ  
کے عرس شریف کے لئے رقم وقف ہے۔

آپ سے فیض یافتہ حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ۔ ابراہیم خاں  
صاحب۔ ہیلابائی صاحبہ۔ حافظ محمد یوسف علیہ السلام۔ عبدالعزیز خاں صاحب اور دیگر بہت سے حضرات ہیں۔  
حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ { آپ کا خاندان سلیم پور گڑھی ضلع بجنور کا قدیم باشندہ ہے۔  
المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ { آپ کا وطن اور جائے پیدائش کاشی پور ضلع نیپنی تال ہے  
آپ کے والد بزرگوار شیخ علی بخش صاحب میراں پور جالندہ میں جو تہ کی دوکان کیا کرتے  
تھے۔ آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ میں آپ حضرت لونگے شاہ  
کاشی پوری کی صحبت میں رہے۔

شادی کے بعد آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ پھر آپ ترک وطن کر کے  
اجمیر شریف آئے۔ دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر حضرت گدڑی شاہ بابا کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تقریباً  
چالیس سال تک اجمیر میں قیام کیا اجمیر میں کوئی آپ کو بھی لے شاہ کہتا۔ کوئی قاضی جی کہتا۔ اور کوئی قاضی گدڑی

شاہ کے لقب سے یاد کرتا تھا۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ شام کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی۔ پچھٹنہ اور عرس شریف کی محافل میں پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ اور حضرت گدڑی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی خدمات پابندی کے ساتھ بجالاتے تھے۔

آپ کا وصال بعمر اٹھ سال بتایہ پنج ۵ ماہ شوال ۱۳۲۲ھ یوم یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پر بافیض وزیر گاہ خلق ہو۔ آپ کے حلقہ بگوش حکیم عبدالاعظم خاں صاحب۔ بابو عبدالرحیم صاحب۔ منشی احمد علی صاحب اور مولف وغیرہ ہیں۔

حضرت احمد علی شاہ بنارس { آپ کا وطن بنارس ہے۔ اجمیر میں تقریباً پچاس سال دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہ کر مطلق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپ کے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپ کا وصال بتایہ پنج ۵ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ میں بمقام اجمیر ہوا۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں ہے۔ آپ کا عرس سالانہ آپ کے مریدین کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ صاحب قادری { آپ کا ٹھکانہ داڑ کے باشندے ہیں۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً ساٹھ سال اجمیر میں حاضر رہے۔ آپ جمعہ کے دن دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہو کر نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ بافیض عزت گزین اور مستغنی درویش تھے۔ پیر مصطفیٰ صاحب بغدادی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپ کا مزار دانش کی ریتی میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ بتایہ پنج ۱۰ ربیع الثانی آپ کا عرس کرتے ہیں۔

مولوی سحاری شاہ صاحب { آپ متقی پرہیزگار درویش تھے۔ تقریباً چالیس سال دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ دہانمنڈی کی ایک مسجد میں قیام رکھا۔ شرع زمانہ میں آپ بڑی عمرت سے گزر کرتے تھے پھر صاحب نصاب ہو گئے اجمیر میں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بیس سال ہوئے۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ پر ہے۔ حافظ شبیر علی صاحب { آپ کرپور منڈا اور ضلع بھونڈر کے باشندے تھے۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس

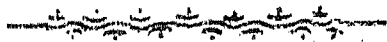
سال اجمیر میں مقیم رہے۔ بہت متشرع درویش تھے۔ محلہ شیخان میں رہتے تھے۔ اکثر درگاہ میں حاضری دیتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار چاریاری میں ہی آپ کے صاحبزادہ حکیم نواز احمد صاحب۔ اور آپ کے مریدین بمابہ شعبان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

**یعقوب شاہ صاحب** { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بافیض درویش تھے۔ آپ کے وصال کو ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا۔ مزار غریب نواز کے جد شریف کے احاطہ میں ہے۔

**رنگین شاہ** { آپ مظفرنگر کے باشندے تھے۔ وطن کی سکونت ترک کر کے اجمیر حاضر ہوئے۔ تقریباً پچاس سال دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خالصا صاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے وہیں تقریباً پندرہ سال ہوئے۔ انتقال ہو گیا۔

**سید معصوم علی شاہ** { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال چھوٹی دیگ کے قریب ایک عرف حافظ نابینا حجرہ میں مقیم رہے۔ آپ بیماروں اور اہل حاجت کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ ایک شب آپ نے باواز بلند تمام رات بسلسلہ راز و نیاز یہ کہہ کر گزرا کیا، تمام عمر تو یہاں گزری مگر اب آخر وقت یہاں سے بھیجا جاتا ہے۔ آخر صبح ہوئے پر آپ جے پور روانہ ہوئے۔ جے پور پہونچ کر لو لگی اور اسی دن آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کو تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا۔

**عبدالکریم شاہ صاحب تاجی** { آپ جے پور کے باشندے تھے۔ چند سال سے اجمیر میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ حضرت تاج الدین بابا ناگپوری سے نسبت رکھتے تھے۔ خوش مزاج درویش تھے۔ آپ کے بہت مریدین ہیں۔ ضلع علیگڑھ میں آپ کے مریدین زیادہ ہیں۔ آخر وقت آپ کراچی چلے گئے۔ وہیں ۱۳۶۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔



شخص  
احمد

## اجمیر کی تاریخ و جغرافیہ

### (الف) جغرافیہ

**جغرافیہ** { اجمیر ہندوستان کے شمالی مغربی حصہ میں واقع ہے یہ صوبہ راجپوتانہ کا بڑا شہر ہے۔ اگرہ اور دہلی سے تقریباً دو سو چوبیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

**جائے وقوع** { عرض البلد شمالی ۲۶-۲۹ اور طول البلد شرقی ۷۴-۷۳ ہے۔  
موجودہ حدود دارالجمیر { شمال میں گوگراگھاٹی جوب میں کوہ ارادلی مشرق میں ریاست کشن گڑھ اور مغرب میں دریائے سوتی ہے۔

### مختصر تاریخ

**اقوام ہند** { ہندوستان بہت پورے زمانہ سے بھیل اور گونڈ اقوام کا وطن ہے یہ مثل حبشیوں کے سیاہ نام ہوتے ہیں یہی ہندوستان کے باشندگان قدیم ہیں اور ان کی نسل آج تک پہاڑی اطراف میں اسی نام سے چلی آتی ہے۔ عرصہ مزید کے بعد وسط ایشیا سے دراوڑ قوم کے لوگ، راجپوتانہ کے مردے دفن کیا کرتے تھے) دارد ہندوستان ہوئے ان کے بعد منگولیا سے منگولین آئے بعد از ان ایرین (جو اپنے مردے جلایا کرتے تھے) ہندوستان میں آئے۔ سرور عالم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہاں پورے مسلمان مکمل ہو کر آنا شروع ہوئے۔ ان ہر چار اقوام کی نسلیں ہندوستان میں بھیل

۵۳۱ { انبیائے سابقین کے نزولات موجود ہونے سے پہلے چلا ہے کہ ان کے زمانہ سے مسلمانوں میں مردہ کو دفن کرنے کا قاعدہ چلا آتا ہے اسلئے دراوڑ اور اہل ذر نے مسلمانوں کو جنگ اپنے مذہب کے قاعدہ کے مطابق اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اور ایرین ہند ہیں جو قدیمی مسلمانوں کے بعد ہندوستان آئے اور آج تک اپنے مذہب کے اتباع میں اپنے مردے جلاتے ہیں (دیکھئے بیوہٹری آف انڈیا تاریخ ہندوستان وغیرہ)  
۵۳۲ { یہ خیال قلعہ ہے کہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور عالم تک تمام انبیاء میں اسلام کی تبلیغ ہوتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) پر ہم نے آپ کی طرت وحی بھی کر آپ ابراہیم را عیاد اسلام) کے مذہب پر چلیں۔ جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور مشرکوں میں نہ تھا

(سورہ نحل پارہ چودہ)

اور گونڈوں کے بعد جاری ہوئیں۔ اس لئے موجودہ ہندوستان ان تمام داران ہند کی جائے پیدائش اور وطن ہے۔

**اجمیر کی چھ تسمیہ** { اجمیر ہندوستان کا بہت پُرانا شہر ہے۔ چونکہ اس پہاڑ میں بکریوں کی بو آتی تھی اس لئے لفظ اجمیر آج اور میر سے مرکب ہے ہندی میں آج بکری اور میر پہاڑ کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ۔ **راجہ سبج پال چکوا** { دوسری روایت یہ ہے کہ چوہان راجہ اچھے پال چکوانے یہ شہر اپنے نام پر۔ کوہ اجمند (معروف بہ اردلی پہاڑ) کے واسطے آباد کیا۔ یہی راجہ بانی ہے۔ اور خردین یادش بن کیکاؤس کا ہم عصر اس کے چوبیس بیٹے تھے۔ ان کی اولاد نے اس سرزمین کو آباد کیا۔ اُس کے زمانہ میں رستم بن لال عالم ہستان نے اپنے بیٹے فرامز کو لشکر جبار کے ساتھ ہندوستان لیجر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مگر کسی وجہ سے ناکام واپس گیا۔

**راجہ دو لہاراے** { عرصہ دراز کے بعد سنہ ۱۱۰۰ میں دو لہاراے راجہ ہوا۔ اُس وقت اسلامی سلطنت بنی اُمیہ کے خاندان میں تھی۔ ولید بن عبد الملک حکمران نے اپنے مصاحب ردش علی کو برسم سفارت راجہ دو لہاراے راجہ کے پاس بھیجا تھا۔ اور اس جرم میں کہ انہوں نے راجہ کے کھانیکے طرف جغرات میں (جو ایک گوجر عورت روتنا نہ لایا کرتی تھی) ادنگلی لگائی تھی۔ ان کی انگشت شہادت کاٹی گئی۔ سفیر مذکور نے یہ سب ماجرا ولید بن عبد الملک کو سنایا۔ ولید نے انتقام کے لئے اسلامی فوج کے سواہر سودا گروں کے لباس میں ردانہ کئے یہ فوج اجمیر پہنچ کر دو لہاراے پر حملہ آور ہوئی۔ دو لہاراے اور اُس کے بیٹے کو قتل کر کے سہائے میں قلعہ گڈھ بٹیلی پر قبضہ کر لیا۔ مانک رائے برادر دو لہاراے اجمیر سے سامبر کی طرف فرار ہو گیا۔ اور ۹۵۰ھ میں قلعہ تارا گڈھ پر اسلامی جھنڈا نصب ہوا۔

**ہرس راج** { چند سال بعد پھر چوہانوں نے اجمیر لے لیا۔ راجہ ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اور سلطان گیر کا خطاب پایا۔

**بیر بیلین دیو** { ہرس راج کے بعد بیر بیلین دیو قلعہ کشانی اور ملک آرائی میں معروف رہا۔ اور ہنگامہ حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا۔



راجہ بیل دیو بیل دیو سمیت میں راجہ ہوا۔ بہت سے راجگان ہند اس کو اپنا سر تسلیم جانتے تھے اس نے ایک لشکر عظیم کے ساتھ (جس میں ہندوستان کے راجہ اور نامی بہادران شامل تھے) سلطان محمود غزنوی سے مقابلہ کیا۔ سات روز تک معرکہ جہاں قتال گرم رہا۔ آٹھویں روز بیل دیو کی فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ سلطانی لشکر قلعہ تاراگڈھ پر پہونچا۔ بیل دیو گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے راجہ کے قتل کا حکم دیا۔ راجہ نے اسلام قبول کیا۔ سلطان نے بہانہ بخشی کے ساتھ راجہ کو مغتوبہ علاقہ بھی دیا پس دینا چاہا مگر راجہ نے لینے سے انکار کیا۔ اور سلطان سے کہا کہ اب سوائے خدا پرستی کے اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ راجہ نے مسلمان ہو کر دنیا ترک کی۔ یاد خدا میں مشغول رہا۔ اور مقام بلند یعنی ڈھوٹہ پر عزت نشینی اختیار کی اور وہیں انتقال کیا اور دفن ہوا۔

سلطان محمود غزنوی نے اجمیر فتح کرنے کے بعد سالار ساہو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا نائب بنا کر ملک مغتوبہ پر دیا۔ ۴۰۴ھ میں سد اہمار پہاڑی پر سالار ساہو کے یہاں سید سالار مسعود غازی پیدا ہوئے۔ یہ مقام اب تک سالار غازی کے پلہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو صاحبزادہ کی ولادت سے بہت مسرت ہوئی۔ اس خوشی میں اجمیر کے قریب بیٹے کے نام پر ایک شہر مسعود آباد کیا۔ بیس برس تک یہاں مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ پھر چوہانوں نے سالار کو شہید کر کے اپنا قبضہ کر لیا۔ راجہ سارنگ دیو کو تخت سلطنت پر بیٹھایا۔ مگر اس نے تھوڑے دن راج کر کے سن صغیر میں ملک عدم کا راستہ لیا۔

راجہ آنادیو بعد ازاں آنادیو بن بیل دیو نے حکومت کی۔ آتا ساگر تالاب اسی نے تعمیر کرایا ہے کچھ عرصہ بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد جے پال راجہ ہوا۔ راجہ جیپال کے بعد سوین دیو نے حکومت کی۔

اس وقت سب سے بڑا ہندوستان کا راجہ تھوچ کا راجہ تھا۔ یہ سلطان محمود غزنوی سے دوستی رکھتا تھا۔

تالاب بیل اسی کے نام سے مشہور ہے۔ جو ابھی تک اجمیر میں موجود ہے۔

**راجہ سوین دیو** سوین دیو کی شادی دیکا بانی دختر انگ پال تنور (راجہ دہلی) سے ہوئی تھی چونکہ انگ پال تنور کے راجہ کے حملوں سے بامداد سوین دیو محفوظ رہا تھا اس لئے اس احسان کے پیش نظر راجہ انگ پال تنور نے اپنی لڑکی کی شادی راجہ سوین دیو سے کر دی اس کے بطن سے پرتھوی راج پیدا ہوا

**راجہ پرتھوی راج** آٹھ سال برداشتہ دیگر چودہ سال کی عمر میں تخت دہلی پر بیٹھا۔ قنوج کا راجہ جے چند اور پرتھوی راج دونوں انگ پال کے تواسے تھے۔ یعنی سبچ پال (پدو بے چند) اور سوین دیو (پد پر پرتھوی راج) دونوں راجہ انگ پال کے داماد تھے۔ جب پرتھوی راج تخت دہلی پر بیٹھا تو سبچ چند نے صرف اس کے بڑے ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ خود سلطنت دہلی کا دعویدار ہوا۔

آخر پرتھوی راج چمدہ برس سلطنت کرنے کے بعد شہاب الدین غوری سے مقابل ہوا۔ اس جنگ میں دہلی کے سپہ سالار کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ ادھر سلطان نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کھانڈے راؤ کے منہ پر نیزہ مارا اگر کھانڈے راؤ نے بھی سلطان کے بازو پر برچھا مارا۔ دونوں زخمی ہوئے۔ مگر دونوں میں سے کوئی مرا نہیں۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے کہ ایک خلیجی جوان بادشاہ کے گھوڑے پر آگیا اور سلطان کو میدان سے بچا لایا۔ بالآخر سلطان بینا کوں کے فاصلہ پر اپنے خیمت خوردہ لشکر سے جا ملا۔ سلطان کو اس شکست کا بڑا صدمہ تھا۔ اس نے جنگی تیاریاں کر کے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایچی خط دے کر روانہ کیا مگر جواب میں راجہ امادہ جنگ ہوا آخر ۶۵۸ھ میں سلطان نے پھر حملہ کیا اور پرتھوی راج کو شکست دیکر (جس کا مفصل حال سوانح میں درج ہے) اجیر تسخیر کیا۔

**سلطان شہاب الدین غوری** نے بعد فتح اجیر ۶۵۸ھ میں پرتھوی راج کے لڑکے لکھپت راؤ کو اس کے باپ کی جگہ حکمران کر دیا۔ ۶۵۸ھ سے ۶۶۸ھ تک سلطان برصوف کا تصرف رہا۔ قطب الدین ایبک۔ شہاب الدین غوری کے انتقال کے بعد قطب الدین ایبک ۶۶۸ھ سے

۶۰۰ھ تک بطور سلطان دہلی اجمیر پر قابض رہا۔ اُس کی طرف سے میراں سید حسن اجمیر کے قلعہ دار تھے جن کا تذکرہ سوانح میں درج ہو چکا ہے۔

آرام شاہ قطب الدین ایک کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا بطور سلطان دہلی اور اجمیر پر چند ماہ متصرف رہا۔ ازاں بعد ۶۰۱ھ میں شمس الدین التمش تخت دہلی پر بیٹھا۔ اور ۶۰۳ھ تک سلطان شمس الدین التمش اجمیر پر قابض رہا۔

راجگان میواڑ راجگان میواڑ نے ۶۰۱ھ میں اجمیر پر پھر قبضہ کر لیا۔

سلطان محمد غلجی شاہ مالوہ المعروف بہ شاہ مستدو اسلامی زائل کر دیا گیا۔ سلطان محمود کو جب ان حالات سے مطلع کیا گیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مبلغ اعظم اسلام حضور خواجہ

معین الدین اجمیر میں اسودہ ہیں تو سلطان موصوف اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حضور خواجہ بزرگ کی درج پر فتوح سے طالب امداد ہو کر قلع کا محاصرہ کر لیا۔ رانا کپھیا کا قلعہ دار گجادر ہر معہ فوج راجپوتان مقابل ہوا۔ چار دن تک لڑائی ہوئی۔ پانچویں دن گجادر ہر مارا گیا اور سلطان لشکر ۶۰۳ھ میں قیام ہوا سلطان نے خواجہ نعمت اللہ خاں النماطب بہ سیفِ نساں کو اپنی طرف سے اجمیر کا قلعہ دار مقرر کیا۔ بعد ازاں اپنے ولی عہد فیاض الدین کو اجمیر کا حاکم کیا (فرشتہ تذکرہ حاکمان گجرات و احسن السیر)

آمرائے راکھوڑ اسلامی حکومت کا زوال ہونے پر امرائے راکھوڑ بھرا اجمیر پر قابض ہو گئے۔

اجمیر محمد مغلیہ میں مغلوں کے دور اقتدار میں اجمیر رائے ٹھوڑوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور سلطنت مغلیہ کے قبضہ میں آ گیا۔ اجمیر کا ایک صوبہ بنایا گیا۔ اکبر جہانگیر شاہ جہاں۔ عالمگیر کے زمانہ میں اجمیر مغلوں کی حکومت میں رہا۔

محمد شاہ کے زمانہ میں راجہ سوئی اُسے سنگا اجمیر کا صوبہ دار رہا۔ بعد ازاں بارہ سال تک ابھے سنگا و دیگر راجگان جو راجپوتوں کے قبضہ میں رہا۔

جنگو جی سندھیا۔ ۱۸۱۸ء میں جنگو جی سندھیا نے راجہ جود پور سے اپا جی مرہٹہ کے خون بہا میں اجمیر

اور ۳۳ سال تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔

ہمارا جہ بچے سنگوالہی جو دھپور { ۱۸۰۷ء میں ہمارا جہ بچے سنگوالہی نے با داد ہمارا جہ دھپور مرہٹوں کو ہٹا دیا۔ اور اور اپنا قبضہ کر لیا۔ تین سال تک قابض رہا۔ ۱۸۰۹ء میں ہمارا جہ مادھو جی سندھیالہ نے فوج کشی کر کے ہمارا جہ جو دھپور کو شکست دی اور اجیر پر قبضہ کر لیا اس وقت سے ۱۸۱۷ء تک اجیر میں مرہٹوں کی عملداری رہی۔

سلطنت برطانیہ { ۱۸۱۷ء کے آغاز میں مرہٹوں نے اجیر کا قلعہ برطانیہ کے حوالہ کر دیا۔

### (ج) آثار اجیر

اجیر کے شمال میں سدا ہار پہاڑی جنوب میں تارا گدہ کے پہاڑوں کا سلسلہ مشرق میں پلہ مار کی پہاڑی ہے اور مغرب میں الف کے گچے کی پہاڑیاں ہیں۔

### ج حفاظتی عمارت اور مفید مقامات

قلعہ تارا گدھ { یہ بہت پرانا قلعہ پہاڑ پر ہے۔ راجہ پھول نے اپنے عہد حکومت میں اسکی مرمت ننگ مرخ سے کرائی زمین سے تقریباً ۸ فٹ بلند ہے۔ اب شکستہ حالت میں ہے عہد برطانیہ میں پہلے یہاں انگریزی فوج تھی۔ اکیبری قبیلہ { ولادت شہزادہ مراد کی خوشی میں اکبر نے ۱۶۰۷ء میں یہ شہر بنایا کی قبیل تیار کرانی تھی اس کا دور چار ہزار سینا لیس گز ہے پتھروں کی عمارت پر چونہ کا صندل ہے اب اکثر مقامات پر تھم ہو گئے دروازے { شہر کے گوشہ جنوب و مغرب میں نر پو لیہ دروازہ اور شمال میں دہلی دروازہ اور اگرہ دروازہ مشرق میں مدار دروازہ اور دوسری دروازہ پرانی یادگار ہیں۔

قبیل سنگ { بیرون شہر بنایا متصل دولت خانہ اکبری پیل کے درخت کے نیچے عہد جہانگیری کا تراشا ہوا قبیل سنگ { قبیل سنگ خارا رکھا ہے۔ ہاتھی کے پہلوئے راست پر یہ شکر کندہ ہے۔ تاریخ قبیل سنگ شہزادہ حکمت الہ { این کوہ پارہ قبیل جہانگیر بادشاہ

سوت بچ {جہانگیر کے محل (جسے روٹھی رانی کا محل بھی کہتے ہیں) کے قریب اوڈے پور کے راجہ مالہ پور راکھو کا بنا ہوا یہ پانی کا چشمہ ہے مشہور ہے قلعہ تارالڈ پورس کے ذریعہ سے پانی پہونچایا جاتا تھا اب خستہ حالت میں ہے۔

سیسہ کان {درگاہ شریف کے جنوب و مشرق میں شہر نیہاہ کے قریب واقع ہے یہ کان بڑی دور تک چلی گئی ہے اندر جگہ جگہ کنویں ہیں مٹی جون کی سخت گرمی میں یہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ کسی زمانہ میں اس کان سے بہت سیسہ نکلتا تھا مگر اب نہیں نکلتا۔ اس لئے منتقل کر دی گئی ہے۔

### (ج) محلات

محل اکبری {یہ محل مشرقی فصیل شہر کے متصل واقع ہے جلال الدین، اکبر بادشاہ نے ۹۷۴ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ محل بصورت قلعہ معلوم ہوتا ہے چار دیواری کے اندر ہر چار سمت چار برج ہیں عمارت کا رفیع نشان غیب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں باغ تھا اور تہریں باری تھیں۔ اب شکستہ حالت میں ہے کچھ عرصہ پہلے یہاں فوجی میگزین تھا۔

پھول محل {یہ محل موتی کٹرہ کے شمال میں عہد اکبری کا بنا ہوا تھا۔ اب صرف اس کا نقشہ باقی ہے دولت خانہ شاہجہانی {یہ محل اناساگر کے مشرقی کنارہ دولت باغ میں واقع ہے۔ عمارت سنگ مرمر کی ہیں وسط میں بارہ درزی ہے۔ ایوان شاہی کے متصل سنگ مرمر کا حمام ہے یہ عمارت شاہجہاں نے تعمیر کرائی ہیں۔ اب ویران ہیں

دولت گاہ دانیال {یہ غریب نواز کے آستانہ کی مشرقی دیوار احاطہ کے متصل بیرون درگاہ واقع ہے شہنشاہ اکبر نے شہزادہ دانیال کی والدہ کے لئے یہ عمارت تیار کرائی تھی شہزادہ موصوف کے انتقال کے بعد سے یہ شیخ دانیال مجدد درگاہ کے تصرف میں رہا۔ آج کل محل کے نام سے مشہور ہے

## چ باغات

دولت باغ { شاہجہانی محل کے قریب متصل آنا ساگر داق ہے۔ بہت پر فضا اور سرسبز باغ ہے اس میں حوض اور پہلوں کے جنگلے ہیں۔ سیلابی پیر کا مزار اور عمدہ پانی کا کنواں بھی ہے زمانہ حال میں یہاں دروازے اور سڑکیں بنائی گئی ہیں پہلے یہاں سہیلی بازار کی نمائش ہوتی تھی آج کل فلاور شو۔ ہندو سوار کے میلے ہوتے ہیں شاہجہانی باغ { یہ باغ شاہجہاں بادشاہ نے آنا ساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا۔ مگر اب ویران حالت میں ہے۔

قصیر باغ { یہ باغ ۱۸۷۷ء میں لگایا گیا تھا۔ دولت باغ سے وسیع ہے مگر پر فضا نہیں ہے۔  
 باغ پوراج { یہ باغ اجیر شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر بھانب غوب داق ہے۔ یہ لو اب محمد رضا کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں بھسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

## چ بازار

خاص بازار { ۱۸۷۹ء میں اکبر بادشاہ نے دورویہ دوکانات پختہ لداؤ کی درگاہ کے زینہ کے پاس بھانب شمال تعمیر کرائی تھیں۔

درگاہ بازار { یہ درگاہ شریف کے شمال میں خاص بازار سے آگے اجیر کا بارونی بازار ہے جسے درگاہ بازار کہتے ہیں۔ غریب نواز کے عرس کے ایام میں اس بازار میں ہندوستان کی مشہور دوکانیں آتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کی آمد و رفت اور خرید و فروخت سے بازار میں ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کا بیوپار ہوتا ہے۔

سہیلی بازار { پائے باغ دولت خانہ کے متصل یہ بازار چنبیلی (جو زمانہ اکبر بادشاہ سہیلی تھی) کا بنوایا ہوا ہے دورویہ لداؤ کی دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ کچھ کچھ نشانات باقی ہیں۔

نیا بازار { اکبری محلات کے غوبی سمت وسیع میدان تھا۔ مرہٹوں کے زمانہ میں اسی بازار کی یہاں

بنیاد قائم ہوئی۔ اور کوئٹہ س کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔

## (ج) تالاب

اتاساگر { یہ تالاب آنا دیو راجہ کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ موسم برسات میں اس کا دور تقریباً چھ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ طول چھ سو گز اور عرض سو گز کے قریب ہے اس کے مشرقی کنارہ پر بہت عمدہ گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔

تالاب بمیلہ { یہ تالاب راجہ ہیلہ دیو کا بنوایا ہوا ہے۔ اس کے گرد تین تہ تعمیر تھے۔ جن کو سلطان محمود غزنوی نے سمار کر دیا۔ اور خوبصورت پتیلیاں (جن کے منہ تک پانی آجانے سے ڈارہ چھوٹتے تھے) کو ہاٹوں نے برباد کر دیا۔ حمد جہانگیر اس میں ٹیلوں پر مکانات تعمیر ہوئے تھے۔ وہ بھی سلب ہو گئے۔ تالاب کا فرش سنگین تھا۔ بارش میں یہ پانی سے پڑھو جاتا ہے۔ سادے دونوں میں خشک پڑا رہتا ہے۔

تالاب پشکر { یہ تالاب بیفتوی شکل کا ہے شہر اجمیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر مغرب میں ہے اس کے کنارے مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ تالاب کے جنوبی کناروں پر اکبر بادشاہ نے محل بنوائے تھے۔ جو کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں۔ بادشاہ عالمگیر نے یہاں سنگ شترج کی مسجد بنوائی تھی جو اب تک موجود ہے یہ تالاب بارہ گز گہرا اور ڈیڑھ کوس کے دور میں ہے۔ یہاں سالانہ میلہ سولشی کا ہوتا ہے سب سے بڑی عمارت یہاں پر ہامندہ کی ہے۔ جس کو گوکل پارکھ خزانچی ہمارا راجہ سندھیانے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوایا ہے۔

فانی ساگر { اجمیر کے جنوب میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ تالاب واقع ہے۔ یہاں سے تمام شہر کو پانی پہنچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کی لاگت سے زیر اہتمام مسٹر فانی ایکڑ بیٹو اجمیر نے اس میں میونسپل بورڈ کی جانب سے بنایا گیا۔ اب ایک کاٹھ کا بنکھ بھی بنایا گیا ہے۔ یہاں کچھ سایہ دار درخت بھی ہیں۔

ڈنگی { یہ ۱۹۲۲ء میں کر نل ڈکن نے شہر اجمیر کی جنوبی فصیل کے دو برو بنوائی۔ اس سے اہل شہر کو

پانی کا بہت آرام ہے۔ اس میں ایک گاؤں مکھ بھی لگا ہوا۔ اس مکھ کا پانی بہت سرد ہوتا ہے۔  
 کا تن باؤلی { ڈھائی دن کی مسجد کے جنوب میں بنی ہوئی ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ  
 میں ایک بڑھیا نے سوت کی انٹی نذر گزاری۔ بادشاہ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ  
 میرے نام پر ایک مسجد اور باؤلی تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ تعمیر کرا دی  
 بھاٹ باؤلی { اجمیر شہر کے باہر مشرقی سمت راجہ بھاٹ کی بنوائی ہوئی ہے۔  
 قلعہ تاراگدہ کے مشرق میں یہ چشمہ واقع ہے۔ پہلے اس کے متصل راجہ اجے پال کا  
 ٹور چشمہ تھا { آباد کیا ہوا شہر تھا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ ۱۵۵۶ء میں اجمیر آیا اور ایک عالی شان  
 محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کرایا جس کی تاریخ تعمیر حب ذیل ہے۔

### ”محل شاہ نور الدین جہانگیر“

۱۰۲۳

درداؤہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بلند اقبال شاہ ہفت کشور	کہ دھت او نمی گنج بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر	شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
دریں سرچشمہ چوں آمد ز فیض	رداں شد آب خاکش کشت اکبر
شہنشاہ کرد نامش چشمہ نور	شہ آب خضر زد چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی	بحکم بادشاہ نیک تدبیر
پر طر چشمہ نور این عمارت	جہاں آراے شد از روئے تقدیر
خسہ و تاریخ اتامش رقم کرد	محل شاہ نور الدین جہانگیر

۱۰۲۳ء

یہ چشمہ نور نال کے نام سے مشہور ہے۔ قلعہ ایوان میں سے صرت ایک دروازہ اور رنگ سرخ کا دالان باقی



درگاہ کے چراسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور و دراز کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقع پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اور دن رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں آنا بجوم ہوتا ہے کہ یہ آسانی کسی کا گزرنا مشکل ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھٹنے لگتا ہے پلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جائیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے پھوون اور شیرینی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اثر دھام رہتا ہے بیرونی دوکاندار بھی قسم قسم کی اشیا کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمائش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیو۔ حیدر آباد کے ہٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے مکربند۔ مراد آباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ برٹھا رامپور کے سردے سمبھل کے کنگے اور امبن کٹاک کا چاندی کا سامان و بنا رسی کپڑے اور ساڑیاں دہلی اور لکھنؤ کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور ٹوائفوں کے گانوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بچہ ازدھام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم رجب سے درگاہ بازار میں موٹر دن تانگوں وغیرہ کا گزرنا مکمل بند کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پرستند رہتی ہے۔

**محفل** یوں تو بیچ خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے ہیں مگر بتایہ ہر رجب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس لوگ یا رہ سب کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتا ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد رجب حضور غریب نواز کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیس اونچی کر لیتے ہیں بھانج بھانج شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور مچا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کیٹی ہے مختلف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ انتہام درگاہ کیٹی تدبیریں شاری نقارخانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت منجانب شاہ دکن فوت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین تو الا ان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی دیرونی تو الا ان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں تو آلی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شاہجہانی جامع مسجد میں تفسیر کمار و زمانہ بیان ہوتا ہے۔

اور قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محفل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل دپار یہ تو آلی اور بیٹہ باہر کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

**پنجشنبہ** جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدتمندان ماضی دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشاقی نماز کے بعد بیگمی الا ان کے روزہ محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش پھیلا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈا ہوا فائوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے منعقد چھوٹے فائوس بیگمی الا ان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچتا ہے اور دیوان صاحب متولی صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے ذرا پیچھے تو نشہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھتا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فائوس اور موم بتی کی دو لالٹینیں اگر دانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

۱۰۰ عبدالرحمن صاحب موصی المعروف بہ عرب صاحب آج کل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

۱۰۱ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

۱۰۲ آج کل رحمت الہی صاحب منجانب ذواب منظر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

۱۰۳ اس وقت تو نشہ شریف کے سجادہ حافظ سید الدین صاحب ہیں۔

۱۰۴ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبداللہ صاحب مدظلہ بیٹھتے ہیں

اسی دالان سے ملتی ایک دالان ہے۔ جو ۳۲۲ء میں مالارادواینگلہ نے تعمیر کرایا ہو اسکی محراب پر یہ اشعار  
کتبہ ہیں۔

”از بشارت سید الشہد احسن تنگ سوا  
کرد دالان را و بالا اینگلہ پیش مزار  
یک ہزار دو صد و ہزاروں ازیں کن بست دو  
سال خانہ بیت العبدن آمد شمار  
روضہ کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں۔ ایک شرقی اور دوسرا جنوب رو ہے۔ شرقی دروازہ  
سنگ مرمر کا قدیم بنا ہوا ہے۔ اس کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

دشہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین	قاتل کفار آں سید حسین مہ حسین
منج جو دستا کاں فتوت و اتقا	واقف سرہدی آں مہبط نور معین
سرور ہر دو جہاں شگل کشائے انس و جاں	مفخر کون مکان حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرق از عطر جنت ہر طرف	مقدسش برہ شرف چوں بطور رکوع میں
فرش دروازہ بین از سنگ مرمر شد زین	شد مرتب بر زمین بر صفہ اش در زمین
از پئے تاریخ او کہ دم سوال از عقل کل	گفت چو تاریخ آواز دھڑ سلطان دین

قطعہ قدیم میں خٹنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غری قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول تقریباً چوبیس گز عرض چھ گز ہے  
قطعہ سویم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے۔ شمال میں ہلال الدین  
محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا بلند دروازہ معہ نقار خانہ ہے جو تقریباً چوبیس گز بلندی اور سترہ فٹ چوڑا ہے یہ  
اسمعیل خاں صوبہ دار اجمیر نے ۱۱۹۷ھ میں سنگ مرمر سے بنوایا تھا۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے  
اور لوح میں قطعہ کندہ ہے۔

”بعد بادشاہ آسمان قدر	پناہ ملک ولایت ظل یزداں
ہلال الدین محمد اکبر آں شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگاہ بچو کعبہ آمد	سوادش عین نور و نور ایمان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمعیل قلی خان

زکاخ دل کشا و تالیخ اقسام اگر خواہد کہے می یابد اسان  
۹۷۴

بلند دروازہ کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ صحن میں شہداء کے مزارات بنے ہوئے ہیں شمالی دروازہ کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں۔ ایک دیگ نور الدین جہانگیر نے بڑائی ہے اور دوسری ملا مداری نے۔ یہ قطعہ تالیخ دیگ پر کندہ ہے۔

”صرف زراعتاً مدار کرد و تعمیر دیگ باو ناستن زہاں روشن بثل آفتاب  
بخت در ہمتہ اکھے چندش نمودہ اہتمام گفت ہائے سال رخس جہاں شہ فیضاً

۱۳۶۱

حضرت میراں سید خلیفہ کا عرس ۱۷ مارچ المرجب المرجب کو ہر سال ہوتا ہے۔ جو لوگ حضور غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹہر جاتے ہیں عرس کے دن مزار مبارک پر بہت کلاوہ لپیٹا جاتا ہے جسے ہندو لٹٹے ہیں اور سلطان ان سے چھینتے ہیں۔ اس وقت عجیب وقت آمیز سماں ہوتا ہے۔ درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی ہے۔ جس کا انتظام ایک کمپنی کرتی ہے۔

کنج شہداء درگاہ میراں سید حسین کے جنوب میں کنج شہداء ہے یہاں بہت سے شہداء کے مزارات ہیں۔ سلطانہ میں وزیر خاں کلاں (جو جہانگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چار دیواری بڑائی ہے۔ مشہور ہے ان کا بیج شمار باوجود کوئی شخص کی تک نہیں کر سکا۔ بیج میں ایک گنبد ہے اس میں بھی ایک مزار ہے۔

امیر تاجاں ترخان شہید کے مزارات چشمہ نور کے غریبی سطح پہاڑ واقع ہیں۔ ان کے گرد چھتہ چار دیواری ہیں وہ دالان اور ایک گروہ بھی یہاں چٹیلی کو درخت کثرت سے مزار و پھر چائے ہو کر ہیں یہاں بھی کنج شہداء ہے مقبرہ عبداللہ خان یہ سرائے عبداللہ پور میں سیٹھ اللہ رکھا کی دوکان کے قریب واقع ہے آپ کا نام سید میاں المعروف عبداللہ خان تھا۔ آپ سادات سے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ کے وزیر سلطنت تھے۔

- (۲۱) حضرت عبداللہ سعید بتاریخ ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۲) فاتحہ سردر عالم بتاریخ ۲۷ رجب بسلطانیہ شریف (۲۳) حضرت چندین شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدین بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۵) حضرت مدو شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۶) حضرت سید سالار مسعود خاڑی ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ

### (ج) اعراس ماہ شعبان

- (۱) حضرت جمال الدین بتاریخ ۱ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت محمد سعید بتاریخ ۱ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۳) حضرت صفوی جی بتاریخ ۱ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد سعید بتاریخ ۱ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت چندین شہید شہزادان بتاریخ ۱ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت سعید احمد بتاریخ ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۷) حضرت چندین شہید لاکھنؤ کوٹھی بتاریخ ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۸) حضرت چندین شہید درگاہ شریف ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ

### (ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

- (۱) حضرت شاہ نظام الدین بتاریخ یکم رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدین ناگوری ۱۰ رمضان بصرہ (۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گڈی شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت نعل شاہ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخش بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت شرف الدین بتاریخ ۱۳ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چیلہ دہلوی ۱۴ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۸) حضرت مولانا علی مسکانشیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ (۹) حضرت قیام الدین اخلاق بتاریخ ۲۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ

### (ی) اعراس ماہ شوال

- (۱) حضرت مولانا رفیق علی بتاریخ ۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گڈی شاہ بابا شوال بصرہ ۷ سالانہ (۳) حضرت شاہ جمال بتاریخ ۸ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد الحسن جیویری بتاریخ ۱۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت امیر خضر بتاریخ ۱۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت نظام الدین بتاریخ ۲۱ شوال بصرہ ۷ سالانہ

کہتے ہیں بعد قن سے بیرونی حضرت واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔  
**عسل شریف** { بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیڑا دھوا  
 گلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خمیدہ کر خود بڑی  
 بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تراشہ میں بھاڑیں لئے اس مقدس  
 آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہوتے  
 ہیں صوفی صاحبان اس دن گویوم توجید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح  
 اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس موعہ محفل سماع و دو غلط و غیرہ منجانب  
 درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدائے سیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ  
 بصورت درگاہ بموجب رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کر کے اپنی زندگی غریب نواز کے قدموں  
 میں گزاری ان حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کر دئے جاتے ہیں ماسوا  
 اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے  
 ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف { بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد عشاء محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ  
 شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی اہلیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رحنی الدین (شہرہ بی حافظ جمال)  
 کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اک میں ۸ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے جو

## (الف) اعراس بہ ماہ محرم

۱۔ مولانا عبدالوہاب بتاریخ ۲ محرم بصورت ۷ سالانہ ۲۔ حضرت فرید ۴ محرم بصورت ۸ سالانہ

**چلہ حضرت غوث پاکؒ** درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سوئٹس شاہ درویش بدوٹ  
ہیں مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاکؒ کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے۔ وصیت کی  
یہ بعد وفات قبر میں میرے میلنہ پر رکھ دینا۔ بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاکؒ کے نام سے مشہور ہے۔  
یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب منٹولی نے پختہ  
صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی دزیر علی  
صاحب غلام درگاہ غریب نواز نے درگاہ کے درخ ایک بارہ درسی تعمیر کرائی۔  
**چلہ پایا فرید گنج شکرؒ** اس کا ذکر عبارت درگاہ میں درج ہے۔

**چلہ سالار غازیؒ** محمد ابراہیم پہاڑی کی چوٹی پر نگ مشرق کے اندر ایک مزار ہے۔ اس احاطہ میں  
بہت مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ، نگارہ شاہؒ، مکر بادشاہ مجددیؒ اور دیگر  
اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے  
صاحبزادہ سید سالار سعود غازی (جن کا ہر ایچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی  
کے نام سے مشہور ہے۔

**چلہ شاہ ملارؒ** اجمیر کے مشرقی کوکلہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند  
ہے حضرت شیخ بدیع الدین عت شاہ مدد ملکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

**چلہ عید اللہ میا بانیؒ** اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کھڈر موجود ہیں۔

**چلہ ناواں شاہؒ** یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناواں شاہؒ یہاں

عہد اکبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے

گنبد کے سامنے بجانب شرق چوگ ہے۔ یہاں آپ کے عقیدتمندوں کے مزارات ہیں۔

کنڈہ کرادے۔

برزماں مشہر فیج الفدر	جامی مشرع دین شہاب الدین
ردنی عدل وجود داد چنناں	کہ نیازد از زمان دزدی
گشت دالی صوبہ اجیمہ	خان خاناں بعزت و تمکین
پاک دین پاکساز دولت خاں	بود شقہ ار اور مسم امین
ساختہ این مکار پلچہ چشت	تا بود یادگار اوہ زمیں
سال تار بخ طالبی گشتار	سی دہفت و ہزار پورین

مسئلہ میں محی الاوقات معینی گڈری شاہی انجن کے اہتمام سے اس پر گنبد تعمیر کیا گیا۔  
اور برقی روشنی کا انتظام کیا گیا۔

آثار قدیمہ پر مشرقی اعظمی مرستہ لواب زادہ۔ اسی کرم علی خاں اکبر آبادی خلف نواب خواجہ  
محمد خاں صاحب جاگیر دار برست و حول پورے مسئلہ میں کرائی۔ یہاں کے بقیہ حالات سوانح  
میں درج ہیں۔

چیلہ حضرت قطب صا { سد بہار پہاڑی کے شمالی گوشہ میں واقع ہے مقام چیلہ پر دو دانہ  
ادیناں ہے۔ چیلہ کے غرب میں تین در کی مسجد ہے۔ شرق میں بہت سی سیڑھیاں ہیں ان کے  
ہر دو جانب دالان ہیں۔ نیچے صحن میں ایک عالیشان مسجد حال میں تیار ہوئی ہے۔ کچھ زیریں عمارت  
قریب کی دیوار گر جا۔ نہ سے منہدم ہو گئی ہیں

چیلہ بی بی حافظہ جمال { نور چشمہ کے متصل پہاڑ کی کچھ میں واقع ہے۔ اس میں ایک دروازہ آویزا  
ہے مشہور ہے بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز نے یہاں چیلہ کی تھی۔

چیلہ شادی دیو { سد بہار پہاڑی پر گنبد اور ایک حجرہ ہے۔ جہاں کا مجاور مسلمان ہے۔ یہودی صاحب  
شادی کے موقعہ پر وہ لھا دھن کو یہاں لاسٹے ہیں۔



**چلہ حضرت غوث پاک** { درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سوئڈے شاہ درویش مدفون ہیں مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک انیٹ لائے تھے نصیحت کی یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان دروہ لان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی ذریعہ صاحب غلام درگاہ غریب لواڑ نے درگاہ کے ترخ ایک بارہ دری تعمیر کرائی۔

**چلہ بابا فرید گنج شکر** { اس کا تذکرہ عمارت درگاہ میں درج ہے۔

**چلہ سالار غازی** { سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے اندر ایک مزار ہے اس احاطہ میں بہت مزارات ہیں حضرت کوثر علی شاہؒ، انکارہ شاہؒ، کلہ بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزالی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے صاحبزادہ سید مسعود غازی (جن کا ہر ایچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے۔

**چلہ شاہ دار** { اجمیر کے کے مشرقی کواکھ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند ہے حضرت شیخ مدیح الدین عرف شاہ مدارکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں پلہ کشی کی تھی۔

**چلہ عبداللہ ربیابانی** { اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کچھ فٹ موجود ہیں۔

**چلہ ناواں شاہ** { یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناواں شاہؒ یہاں عہد کبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے گنبد کے سامنے بجانب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدہ مندوں کے مزارات ہیں۔

عید گاہ { یہ عید گاہ اجمیر شریف کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا ایمن بیگ ابن مرزا عادل بیگ نے ۱۸۷۱ء میں اس کی تعمیر کرائی اس کا طول تقریباً ۳۰ گز اور عرض ۲۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ دروازے ہیں۔ عید گاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ مزار و سطلی میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

”شہ ملک زحید خواجہ معین“  
 زفیض شدہ فروزیب جہاں  
 زلطف و کرم آل ولی اللہ  
 زعونش بنا کرد این عید گاہ  
 بتایخ سالش خرد این بگفت  
 جبیں بردورش سود عرش بریں  
 یگانہ زماں فخر دور متین  
 شدہ شمس دین نور شمع مبین  
 چمن بیگ از روئے صدق و تقی  
 شد آراستہ مسجد اہل دین

11 Ad

مسجد شمس الدین التمش { محلہ اندر کوٹ میں ایک عالی شان قدیم مسجد ہے۔ جو ڈہائی دن کا جو نپڑا  
یا ڈہائی دن کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں راجہ اندر سین نے اندر کوٹ میں بتوانہ بنایا تھا  
اس میں صد ہاورتیاں اور قسم قسم کے جانوروں کی صورتیں پتھروں کی تراشی ہوئی رکھی تھیں۔ جب ۹۵۰ھ  
میں سلطان شہاب الدین غوری اجیر آئے تو اس بتکدہ کو مٹا دیا۔ بتوں کی صورتیں مٹ کر دیں۔ غری دیوار کے  
وسط میں ایک سنگ مرمر کی محراب بنوا کر اس میں تاریخ بنا دیہ لکھوائی۔ **بجی** **الصلی** **ادی** **عشرین** **جمادی** **الاخر**  
**و** **خمس** **و** **تسعين** **و** **خمس** **اتم** **لحد** **دیوار** **پر** **یہ** **عبارت** **لکھی** **ہوئی** **ہے** **بنانی** **تولیت** **الی** **بکرین** **اسم** **جمال** **مفضل**  
**بتا** **سایح** **ذ** **الحج** **من** **تسعين** **و** **خمس** **اتم**۔ پھر بعد سلطان شمس الدین التمش ۱۲۰۰ھ میں یہاں سنگ مرمر  
کی مسجد تیار کی گئی۔ دو طرف تین تین برجیاں بیچ میں بڑا گنبد قائم کیا گیا۔ اور محراب وسط کے بازوؤں پر  
دو مینار سنگ مرمر کے بنوائے طول اس کا ۴۴ گز اور عرض بھی موہ صحن کے اتنا ہی ہے۔ بیچ کی محراب ۵۶ فٹ تین

ہے۔ محیط کی دیواریں ۲۵ فٹ اونچی ہیں۔ صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے ہیں۔ محمد عارف کے اہتمام سے علی احمد سارنے اس کو تیار کیا دیکھیں محراب پر سورہ "انما فتحنا" اور سن تعمیر اور بابیں طرہ محراب پر سورہ "تبارک" اور وسطی محراب پر یہ کتبہ بخط طغرلے علی کندہ ہے۔

أَمْرًا بِهَذَا الْعِمَارَةِ السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُعْظِمُ وَالْخَاقَانُ الْأَعْظَمُ مَلِكُ التُّرْكِ شَهْنشَاهُ الْأَعْلَمُ الْعَالِمُ مَالِكُ رِقَابِ الْأَمَمِ مَوْلَى الْمُلُوكِ الْعَرَبِ وَالْتُّرْكِ وَالنَّجَمِ نَظِيرُ اللَّهِ فِي الْعَالَمِ شَمْسُ الدِّينِ وَالْأَمِينِ غِيَاثُ الْأَمْسَلَةِ وَالْمُسْلِمِينَ تَاجُ الْمُلُوكِ وَالسَّلَاطِينِ قَاطِعُ الْكُفْرَةِ وَالْمُلْحِدِينَ قَاصِدُ الظُّلْمِ وَالْمُشْرِكِينَ نَاصِرُ الْأَمْسَلَةِ عَلَى الدِّينِ وَالْأَهْلِ الْفَاضِلَةِ وَالْمِلَّةِ الْبَاهِيَةِ مَالِكُ الْعَبْدِ وَالْبَحْرِ سُلْطَانُ الْمَشْرِقِ الْمُوَيْدُ مِنَ السَّمَاءِ الْمُظْفِرُ عَلَى الْأَعْدَاءِ إِلَى الْمُظْفَرِ الْقَتْلِ السُّلْطَانُ الْمُعْتَمِدُ خَلِيفَةُ اللَّهِ أَمِيرُ نَاصِرِ الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَى اللَّهِ فِي كُلِّ شَأْنٍ وَأَطْهَرُ الْجَسَدِ فِي كُلِّ مَسَاعِدٍ وَبُزْأَةٍ وَكُتِبَ فِي الْعَشْرِينَ مَعَ سَائِرِ الْأَخَرَةِ

اس مسجد کے نام کے متعلق بہت سی بے سرو پا روایتیں مشہور ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں بعد تعمیر مسجد اکثر فقرہ "اگر ٹہرتے اور ایک دور وز ٹہر کر پھر روانہ ہو جاتے اس لئے اسے بعض لوگ ڈہائی دن کا پتھر اکتے ہیں مگر دراصل یہ مسجد سلطان شمس الدین التمش کی بوائی ہوئی ہے۔ مسجد گیسو خاں (تارہ گدہ کے راستہ پر محلہ اندر کوٹ کے غوب میں یہ مسجد واقع ہے۔ اس کے جنوب میں سنگین باولی ہے۔ اس کے قریب پختہ حوض تھا جو اب شکستہ ہو گیا مسجد کی محراب پر رنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

پناہ دین احمد ظلی یزداں	بہمد حضرت شاہ فلک قدر
مسکندر حشمت و دارائے دوراں	جلال الدین محمد شاہ اکبر
سپہر جو گیسو خاں عمراں	ہمیں ہمت فاں حسن خالق
کہ شد تعمیر این استقائے میزاں	کہ ہجرت نہصد و ہفتاد رشتش بڑ
(کتبہ الراجی درویش محمد حاجی)	۶۶ ۹ م

مسجد میاں بابی { یہ مسجد درگاہ بازار میں شرق رو یہ دکا کین سے ملتی واقع ہے۔ ۱۳۷۵ء میں میاں بابی نے سنگ سرخ کی تعمیر کرائی تھی۔ اس میں پانچ درہ حجرے اور پختہ کنواں ہے۔  
شاہجہانی مسجد { یہ مسجد شمالی فصیل اور دہلی دروازہ کے متصل سنگ سرخ کی تعمیر ہے اس کے تین درہ ہیں پہلو میں حجرے ہیں۔

مسجد میرا { میر سعادت علی خاں میرنشی ایکٹنی راجپوتانہ نے سرائے سابق کے دروازہ پر خوش قطع مسجد تعمیر کرائی۔ ایک چاہ پختہ مسجد سے ملتی ہے۔ مسجد کی محراب پر رنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔  
”میر سعادت علی کرد در اتمیہ طرح مسجد دیاہ کہ ہست از چشمہ آب بقا  
آنکہ از باقر علی تا بہ علی می رسد حلقہ بجلقہ ہم سلسلہ اش مرحبا  
ساختمہ شد این مکان کرد بدل از از رہ صدق و صفاندر رسول خدا  
از پئے این سال نیک گفت ہمایوں چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ ہن

مسجد تلوک دی { تلوک دی بنت تان سین (عہد اکبر کا گویا) نے درگاہ بازار میں یہ مسجد بنوائی و سطحی محراب پر سنگین لوح میں یہ عبارت کندہ ہے۔

”اقتد اکبر۔ این مسجد را بابی تلوک دی کلاوت بجی بنت میاں تان سین کلاوت راست

کرده است ۱۰۶۲ھ

ان کے علاوہ پُرانی عید گاہ اور بگہ بہت سی مساجد ہیں جن کا تذکرہ بہ نظر اختلاف در نہیں کیا گیا۔

### نئے جدید عمارات

میو کالج { یہ راجپوتانہ کا سب سے بڑا کالج سڑک سری نگر پر واقع ہے۔ ۱۸۶۳ء میں لارڈ میو کی تجویز سے بننا شروع ہوا۔ اور ۱۸۸۵ء میں مکمل ہوا۔ اس کا پھیلاؤ سولہ ایکڑ زمین پر ہے جس میں کالج کے قریب راجگان راجپوتانہ کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کالج میں والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اس کے روبرو لارڈ میو کا مجسمہ نصب ہے جس کی قیمت ۱۲۲۸۸ روپیے ہے۔

قری میسن لاج - یہ انگریزی طرز کی دو منزلہ عمارت سڑک سری نگر پر واقع ہے۔

مارٹنڈیل برج { یہ پل قیصر گنج کے آخری حصہ میں ریلوے لائن کے اوپر بنایا گیا ہے ۱۹۰۷ء میں  
بنکر تیار ہوا۔ اور چیت کشن کے نام سے نامزد ہوا اس میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہوا یہ مرزاٹھی  
محکمہ علی ریلوے انجنیر کے اہتمام سے تیار ہوا۔

گھنٹہ گھر { یہ جوہلی ٹاور کہلاتا ہے ۱۸۸۵ء میں بنایا بلندی اس کی ایک سو فٹ ہے لاگت دس  
ہزار روپے ہے۔ اس کے گرد باغیچہ اور متصل ایک عالی شان مسجد ہے

ٹرپور ٹاؤن ہال { یہ خوشنما عمارت بیرون مدار دروازہ نزد سوچ کنڈ واقع ہے۔ کرنل ٹرپور ایجنٹ گورنر  
جنرل بہادر راجپوتانہ کی یادگار میں مسٹر مارٹنڈیل چیت کشن راجپوتانہ کی تحریک ۱۸۹۹ء میں بننا  
شروع ہوئی اور ۱۹۰۷ء میں مکمل ہوئی اس میں آج کل میونسپل آفس اور لائبریری ہے۔

سنگرمل جیل { ۱۸۷۵ء میں تیار ہوا۔ سڑک سے پورے واقع ہے۔ اس کا صرفہ تقریباً پچیس ہزار  
روپے سالانہ ہے۔ یہاں دریاں اور قالین عمدہ تیار ہوتے ہیں

یادگار شاہ { یہ ریلوے اسٹیشن کے بہت قریب ہے۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۹۰۷ء میں دائر  
ایڈورڈ ہفتم لارڈ ہارڈنگ نے رکھا تھا۔ اس میں مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔

## اجمیر کی بعض سلامی تقاریب

علامہ اُن تقاریب کے جو درگاہ شریف میں ہوتی ہیں اجمیر میں حسب ذیل تقاریب بھی انجام دی جاتی ہیں۔  
**محرم شریف** { میں شہر کے مختلف مقامات پر تعزیر رکھے جاتے ہیں اور مجالس برپا ہوتی ہیں سب سے زیادہ مقبول درگاہ شریف کا تعزیر ہے۔ جو نہایت سلیقہ کے ساتھ ملوہ میں پیرا پیا کیا جاتا ہے۔ علامہ ازین چاندی کا تعزیر۔ اجمیری ڈرے کا نابوط۔ محلہ مدار دروازہ محلہ شیخ زادگان محلہ گنج کے تعزیر اور اندر گاہ کے علم زیادہ مشہور ہیں۔ بوقتہ چلم آگدہ پر اہل اجمیر بتعداد کثیر جمع ہوتے ہیں۔

**صفر المظفر** { ماہ صفر کے آخری چار شنبہ کے روز دولت باغ میں دوکانیں لگتی ہیں اور میلہ ہوتا ہے۔  
**ربیع الاول** { کے ہینہ میں بتاریخ ۹ ربیع الاول بسلسلہ یوم نبوت شریف ماہین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن سے غریب نواز کے چلہ پر باہتمام کمیٹی مذکور ہو پونچتا ہے بتاریخ ۱۴ ربیع الاول حضرت قطب الاقطاب کے چلہ شریف پر منجانب دیدگاہ عرس شریف اور دولت باغ میں بتقریب عرس میلہ ہوتا ہے۔

**ربیع الثانی** { اس ہینہ کی گیارہ تاریخ حضور غوث پاک کے چلہ پر عرس معہ سماع ہوتا ہے۔ اس دن یہاں بکثرت مسلمانان اجمیر حاضری دیتے ہیں۔

**جمادی الثانی** { کی تو تاریخ غریب نواز کے چلہ شریف پر باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن عصر و مغرب کے درمیان بسلسلہ یوم دلالت غریب نواز معہ سماع فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

**رجب المرجب** { بتاریخ ۵ رجب اشراق و چاشت کے درمیان حضرت اسرار احمد صاحب کے مکان پر محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

رجب کی ۵ تاریخ چھٹی شب میں عثمانیہ خانقاہ یعنی دفتر محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن میں بالائے ہالہ بعد عشاء سے تقریباً دو بجے شب تک محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ ہوتی ہے۔

**رمضان المبارک**۔ بتاریخ ۸۔ ۹۔ ۱۰ رمضان حضرت گڈری شاہ علیہ الرحمہ کے مراسم عرس معہ محافل سماع

کئے جاتے ہیں۔

۱۷۔ اررمضان المبارک سے ۲۱ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مراسم عرس معہ سماع۔ سلام خوانی۔  
نغمہ خوانی وغیرہ عثمانیہ خانقاہ میں باہتمام انجمن مذکورہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں محلہ بیرمٹھاسے  
بعد نماز تراویح جلوس کے ساتھ چادر شریف درگاہ معلیٰ میں آتی ہے۔

اس مہینہ میں مختلف محلوں کے نغمہ خوانان کی ٹولیاں سحریاں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو بوقت سحری جگاتی ہیں  
شوال المعظم { بتاریخ ۱۷ شوال مابین عصر و مغرب متجانب محلی الاوقات بسلسلہ عرس حضور خواجہ عثمان  
قدس سرہ درگاہ شریف میں سماع کے ساتھ چادر پیش کی جاتی ہے۔

بتاریخ ۱۸ شوال بوقت شب اور بتاریخ ۱۹ شوال بوقت یوم حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی  
گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ کے مراسم عرس معہ محافل سماع غریب نواز کے چلہ شریف پر ادا کئے جاتے ہیں۔  
ذالحجہ { بتاریخ ۱۰ ذالحجہ یعنی حج کے دن عثمانیہ خانقاہ میں مابین عصر و مغرب سماع ہو کر حضرت ابراہیم  
اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی فاتحہ ہوتی ہے۔

### قطعہ تاریخ سال غازی و تکمیل معین الاواح مستخرجہ

مولوی محمد مظہر جلیل صفا شوق مراد آبادی

آپ کے خادم میاں سے لطف نیاز  
اُس کی زیارت مجھے میسر ہے  
ہیں وہ حالاتِ حضرتِ خواجہ  
سالِ تاریخ کی ہوئی جب فکر  
ہوایہ قصیدہ اس طرح لکھئے  
المرد داغے غریب تو اُر  
کچھ زیادہ ہے۔ میری خوش بختی  
آپ نے جو کتاب ہے لکھی  
روح کے جو معین ہیں یعنی  
جسٹو شوق کی ہوئی پوری  
کب تکمیل ہوئی شروع کب کی  
یہ ہے تاریخِ ابتداء اسکی

دہ "تاریخ" ہو گئی کیسی  
۱۳۶۵ = ۱۳۶۶

ہوا جب فیض پائے بسم اللہ  
۶۶ ۱۳۶۵

## تقاریر

از مقبول احمد صاحب سیدوہادی { حضرت خواجہ خواجگان کے حالات میں ایک دہ نہیں سیکڑوں کتابیں مختلف  
مقیم حیدر آباد دکن } زبانوں میں لکھی گئیں۔ اور ہر ایک لکھنے والے نے اپنی تلاش یا اپنی عقیدت

و محبت کی بنا پر انہیں لکھا مگر جن تفصیل و وضاحت سے خواجہ بزرگ کے حالات لکھے جانے چاہئیں تھے وہ اب تک  
نہ لکھے گئے تھے۔ لکھنے والوں میں کچھ ایسے تھے جو ہر چیز میں مرن مادیات کی تلاش کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو  
روایات سے ایک قدم آگے نہ بڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے بہت سی گتھیاں بغیر سلجھے رہ گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ  
معین الماراج نے یہ کمی پوری کر دی اور اب کہا جاسکتا ہے کہ ایک مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تیار ہے  
اس کتاب میں روایات پر ناقذانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور مادیات و روحانیات کو سمو کر ایک ایسا حسین  
مرقعہ پیش کیا گیا ہے جو دوسری تمام سوانح عمریوں سے الگ ممتاز ہے۔

مصنف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کے آستانہ نشین اور مہاجر جمیر ہیں اور یہ ہجرت خالص محبت کی بنا پر  
ہے۔ اس لئے محبت کے تاثرات جگہ جگہ نمایاں ہیں اور یہ مرقعہ اور بھی خوشنما اور نظر افروز بن گیا ہے۔

محترم مصنف تمام دلداد گان سلسلہ حشمت کی طرٹ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے حضرت خواجہ  
خواجگان کی سوانح نویسی کا صحیح معنی میں حق ادا کر دیا ہے۔

یقین ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے حلقہ بگوشوں کے لئے خصوصاً اور دوسرے تمام خانوادوں کے لئے عموماً  
یہ کتاب رہنما کا کام دیگی۔ و بواللہ التوفیق۔

عزیز حسن صاحبی۔ اسے { صلحاء سلف کے سوانح حیات اس لحاظ سے قومی تعمیر کا ایک ضروری جز و ثواب  
علیہ مراد آبادی } کہ قومیں ایک مخصوص شعائر حیات ایک مخصوص لائحہ فکر و عمل اور ایک مخصوص غلام

کے ماتحت بنتی اور زندہ رہتی ہیں اور بانیان قوم و داعیان تہذیب و تمدن کے افکار و اعمال آتیوالی نسلوں کے لئے زندگی  
کے ہر شعبہ اور ہر ضرورت میں شمع راہ بن سکیں۔ قوم کی بدبختی ہے کہ اکابر صوفیہ کے حالات زندگی کی جانب سے قطعاً غما  
یر تاجار ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ سے و نیا دی و روحانی کسب فیض کرنے والوں کی تعداد آج بھی بہت



مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس مجاہد اعظمؒ کے سوانح حیات جمع کر نیکی جانب سے اعراض برتا گیا ہے اور اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہ لکھے جائیگی برابر ہے۔ میرے عمر محترم حاجی خادم حسن صاحب معینی بھی ان بزرگوں میں ہیں جو اس آستانہ سے کسب فیض کر رہے ہیں مگر یہ شرف خداوند تعالیٰ نے انکے لئے ہی مقرر رکھا تھا کہ بارگاہ غریب نوازؒ سے جو فیوض و برکات وہ حاصل کر رہے ہیں ان کو عام کر سکیں۔ اور اس سلسلہ میں انکی کتاب معین الارواح سامنے ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کو سات سو سال ہو چکے اور آج تک سوانح خواجہؒ پر کوئی ایسی جیسٹ کتاب نہیں لکھی جاسکی۔ میں اس کتاب کو بھی خواجہؒ کا ہی فیضان سمجھتا ہوں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی میرے نزدیک یہ ہے کہ تاریخی صداقت اور محبت و عقیدت اس طرح ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں کہ انکو جدا کرنا ناممکن ہے اور اسکے لئے حاجی صاحب متقی مہار کیا دیں۔

خواجہ بخاریؒ نے اپنی حیات مقدس جس متبرک مقصد کے لئے صرف کی اسکو صرف وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو حضرت خواجہؒ سے کامل عقیدت بھی رکھتا ہو اور عقیدت کے ساتھ اس اہل جلیلؒ کے نقش قدم پر چلنے کا متمنی بھی ہو۔ حاجی صاحب کی یہ تصنیف انکی ہر دو کیفیات کی پردہ دار ہے۔ اور وہ اپنے اس مذاق حیات کو عام کر دینے کے خواہشمند ہیں۔ خدا انہیں فائز المرام کرے آمین۔ حضرت خواجہؒ کی ہر ہر جنبش۔ ہر ہر حرکت۔ اور ہر ہر سکون اس امر کا شاہد ہو کہ اپنے دماغوں کو فلسفہ اسلام اور دلوں کو فلاہدایت سے پھر دینے کی سعی بین کی ہے۔ کیا اس میخانہ سے آج بھی جوہر کشی ممکن ہے؟ اسکو معین الارواح سے دریافت کیجئے۔

حاجی صاحب نے تاریخی اختلافات میں جس دقت نظر کا ثبوت دیا ہے وہ انکی مجدد خانہ زرت نگاہی۔ صحت مطالعہ اور تحقیق کی پردہ دار ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کی بلند پایہ شخصیت کے سوانح جمع کرنے کے لئے جس کاوش و فکر و نظر اور محبت و عقیدت کی ضرورت تھی وہ معین الارواح کی ہر سطر سے معلوم ہو رہی ہے۔ کتاب کی زبان اور طرز بیان میں جو لوح ہے وہ مزید باعث دلچسپی ہے۔ حضرت غریب نوازؒ تمام عالم اسلامی کی مقتدر ترین شخصیتوں میں سے ہیں اور بلاد اسلامیہ میں ہر جگہ آپکے متبعین بکثرت موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاجی خادم حسن صاحب نے اس جامع تصنیف سے ایک طرف تمام اسلامی دنیا کے فقراء و صاحبان طریقت کی پیاس بجھائی ہے اور دوسری طرف انگریزی کالوں کے ان طلباء کی اہم ترین خدمت انجام دی ہے جو اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف جب مائل ہوتے تو ان کو یورپین مصنفین کی زہر آلود تصانیف سے واسطہ پڑتا ہے میرے نزدیک حضرت غریب نوازؒ کی زندگی کے حالات اس شرح و بطن اس اہتمام اس جامعیت اور اس تاریخی اصول و صداقت کے ساتھ جمع کر کے حاجی خلوام حسن صاحب نے ایک بہت بڑی قومی۔ اخلاقی۔ ملی اور ملکی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

# حکومت ہندوستان

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
مستند	مستند	الف سطر ۱۴	داؤد بن	داؤد بن	۵ سطر ۲۰	مستند	مستند	الف سطر ۱۴
ذات	ذاتی	الف سطر ۲	تخت	تخت	۶ سطر ۱۶	ذات	ذاتی	الف سطر ۲
ساتیہ	ساتم	الف سطر ۳	سجستان	سجستان	۶ سطر ۱۸	ساتیہ	ساتم	الف سطر ۳
یا	یا	الف سطر ۶	آپ کے والد کا وصال	آپ کے والد کا وصال	۴ سطر ۸	یا	یا	الف سطر ۶
مضوی	مصطفوی	الف سطر ۱۹	منتظر	منتظر	۶ سطر ۱۶	مضوی	مصطفوی	الف سطر ۱۹
زاد	ہنداد	الف سطر ۲۰	تدیں	تدیں	۸ سطر ۱۶	زاد	ہنداد	الف سطر ۲۰
حفرات	حضرت	الف سطر ۳	پیدا شدہ	پیدا شدہ	۱۲ سطر ۱۰	حفرات	حضرت	الف سطر ۳
مخزان	مخدومان	الف سطر ۸	چمن برہایت	چمن برہایت	۱۲ سطر ۱۵	مخزان	مخدومان	الف سطر ۸
تلمیق	تطبیق	الف سطر ۳	ہونا ہے	ہونا ہے	۱۲ سطر ۱۶	تلمیق	تطبیق	الف سطر ۳
جنلی	جنکی	الف سطر ۱۸	و غیرہ تہریر	و غیرہ تہریر	۱۲ سطر ۱۶	جنلی	جنکی	الف سطر ۱۸
مانے	سامنے	الف سطر ۵	ملنا جائے	ملنا جائے	۱۲ سطر ۱۶	مانے	سامنے	الف سطر ۵
لی طرح	کی طرح	ج سطر ۲	ساحت	ساحت	۱۳ سطر ۱۰	لی طرح	کی طرح	ج سطر ۲
میدان	نہ میدان	ج سطر ۳	نیر	نیر	۱۳ سطر ۱۶	میدان	نہ میدان	ج سطر ۳
نرم نشاط	بزم نشاط	ج سطر ۳	ان سین	ان سین	۱۳ سطر ۲	نرم نشاط	بزم نشاط	ج سطر ۳
لازراہ	ازراہ	د سطر ۱	سین	سین	۱۳ سطر ۵	لازراہ	ازراہ	د سطر ۱
گلی شاہ	کلی شاہ	د سطر ۶	۵۵۰	۵۵۰	۱۳ سطر ۸	گلی شاہ	کلی شاہ	د سطر ۶
ویل	ویل	د سطر ۹	۵۵۸	۵۵۸	۱۳ سطر ۸	ویل	ویل	د سطر ۹
مگر	لیکن	د سطر ۱۰	۸۳۶	۸۳۶	۱۵ سطر ۲	مگر	لیکن	د سطر ۱۰
مشخ	مشخ	د سطر ۱۰	ایک سنگ	ایک سنگ	۱۵ سطر ۱۰	مشخ	مشخ	د سطر ۱۰
طبقات حاصری	طبقات حاصری	د سطر ۱۵	پس خوردہ	پس خوردہ	۱۶ سطر ۱۴	طبقات حاصری	طبقات حاصری	د سطر ۱۵
غینی	غینی	د سطر ۲۲	دہیں	دہیں	۱۴ سطر ۲۰	غینی	غینی	د سطر ۲۲
رحمتہ اللعالمین	رحمتہ اللعالمین	۲ سطر ۴	شاہرہ	شاہرہ	۱۶ سطر ۲۱	رحمتہ اللعالمین	رحمتہ اللعالمین	۲ سطر ۴
گڈڑی شاہی	گڈڑی شاہی	۲ سطر ۱۶	تفصیلات	تفصیلات	۱۹ سطر ۱۸	گڈڑی شاہی	گڈڑی شاہی	۲ سطر ۱۶
(غریب نواز کے والد)	(غریب نواز کے والد)	۳ سطر ۴۰	تقرب	تقرب	۲۰ سطر ۲	(غریب نواز کے والد)	(غریب نواز کے والد)	۳ سطر ۴۰
صوائقی	صوائقی	۳ سطر ۱۲	دورو	دورو	۲۰ سطر ۸	صوائقی	صوائقی	۳ سطر ۱۲
۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء	۳ سطر ۱۲	کی خدمت میں	کی خدمت میں	۲۱ سطر ۱۱	۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء	۳ سطر ۱۲
کے دو	کے دو	۳ سطر ۱۸	دنیا	دنیا	۲۲ سطر ۱۱	کے دو	کے دو	۳ سطر ۱۸
مسالک السالکین	مسالک السالکین	۳ سطر ۱۸				مسالک السالکین	مسالک السالکین	۳ سطر ۱۸

نقطہ	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
صورت	صمد سہ ۵۷	۲۲ سطر ۱۹	ملتان سے پہونچکر	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۳ سطر ۶
حضرت قطب صاحب	حضرت قطب صاحب	۲۲ سطر ۲۰	ہندوستان اور وردو	وایسی ہندوستان کا کہ	۵۳ سطر ۳ و ۴
مون	مولانا	۲۲ سطر ۱۳	آپ کا لاہور سے آکر	آپ کا لاہور سے آکر	۵۳ سطر ۶
جزو	جزو	۲۲ سطر ۱۴	ادھر آپ لاہور سے	ادھر آپ خراساں سے	۵۳ سطر ۵
اہل سلسلہ کیلئے	اہل سلسلہ کیلئے	۲۲ سطر ۲۰	ملتان سے پہونچکر	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۳ سطر ۶
لے ہا	نالہ	۲۶ سطر ۱۹	دو مرتبہ دہلی	دو مرتبہ قطب صاحب سے	۵۳ سطر ۱۹
زقہ	تو کہ خرچہ	۲۸ سطر ۱۱	صاحب سے مرید تھا	صاحب کا خلیفہ تھا	۵۳ سطر ۲۱
رہا	رہنا	۲۸ سطر ۱۵	تجربہ بیعت کی	بیعت کی	۵۳ سطر ۲۱
پہا بمقام	پہا جبکہ ہندوستان علیا	۲۹ سطر ۳۳	۴۳۳	۴۳۳	۵۳ سطر ۲۱
شمسی	شمسی	۳۰ سطر ۱۸	موجود ہے	موجود ہے	۵۵ سطر ۱۸
فرمایا	فرمایا	۳۰ سطر ۲۴	برادری موجودگی سے اتفاق نہیں	برادری موجودگی سے اتفاق نہیں	۵۵ سطر ۱۸
بی بی ہی	بی بی ہی	۳۳ سطر ۱۹	خدمات	خدمات	۵۸ سطر آخر
قل	قل	۳۹ سطر ۸	۴۳۳	۴۳۳	۶۱ سطر ۲۰
بجا یک	بجائے یک	۴۰ سطر ۱۱	تفسیرات	تفسیرات	۶۲ سطر ۱۲
اچاؤ	جاؤ	۴۱ سطر ۱۲	شترہ	شترہ	۶۳ سطر ۶
واد	واہ	۴۳ سطر ۷	وفات	وفات	۶۳ سطر ۵
چوکی	چوکی	۴۴ سطر ۲	پھول	پھول	۶۵ سطر ۶
عوری اور کے خلی	عوری اور خلی	۴۵ سطر ۱۳ و ۱۴	سید وجہ الدین	سید وجہ الدین	۶۶ سطر ۳ و ۴
سیرا	سیرا	۴۶ سطر اول	اور	اور	۶۶ سطر ۵
گنا	گنا	۴۶ سطر ۸	۵۱	۵۱	۶۶ سطر ۱۱
دست حق پر	دست حق پر	۴۶ سطر ۱۲	بی بی کی	بی بی کی	۶۶ سطر ۲
بعد ہی	بعد ہی	۴۶ سطر ۱۶	کچھ	کچھ	۶۶ سطر ۱۳
بہرہ ۵۰۹	بہرہ ۵۰۹	۴۶ سطر ۱۵	امراؤں	امراؤں	۶۶ سطر ۱۸
بہرہ اٹھارہ سال	بہرہ اٹھارہ سال	۴۶ سطر ۱۹	(رقبہ)	(رقبہ)	۶۶ سطر ۲۹
زردشاہی کیلئے	زردشاہی وصول کیلئے	۴۶ سطر ۳۳	(ب)	(ب)	۶۶ سطر ۲۹
ورد	ورد	۵۰ سطر ۳۳	حضرت خواجہ غلام الدین	حضرت خواجہ غلام الدین	۶۶ سطر ۳۳
غوری نے قصبہ	غوری نے قصبہ	۵۱ سطر ۱۱	۵۲	۵۲	۶۶ سطر ۳۳
نوکر یا	نوکر یا	۵۲ سطر ۱۱			

(صفحہ نمبر و سطر نمبر)

صفحہ و سطر	صحیح	غلط	صفحہ و سطر	صحیح	غلط
۹۵ سطر ۱۶	زدند	زدند	۶۲ سطر ۸	۵۶۹	۵۵۴
۹۶ سطر ۶	جامیر بطور	جامیر بطور	۶۲ سطر ۱۰	۵۶۳	۵۶۳
۹۶ سطر ۱۸	پاکینہ جملے	پاکینہ جملے	۶۲ سطر ۱۲	ادد	مگر
۹۶ سطر ۱۰	فرمان	قرآن	۶۲ سطر ۱۲	میں بھی آپ	میں آپ
۹۶ سطر ۲۰	کی	لی	۶۲ سطر ۵	ماہتاب اجیر و تکرہ	تکرہ
۹۸ سطر ۶	پابندی	پابندی	۶۵ سطر ۲	کے بعض مزید	کے مزید
۹۸ سطر ۱۸	خداوند	خداوند	۶۵ سطر ۵	خلفا	خلفہ
۹۸ سطر ۳۰	باطہارت سوتا	باطہارت ہوتا	۶۸ سطر ۱۱	سفیا	سہ سفیا
۹۹ سطر ۱۲	دہ	۵۵	۶۹ سطر ۱۹	تار	تہ
۱۰۰ سطر ۱۲	کیا	لیا	۸۰ سطر ۸	چادر سے واسے	چادر سے
۱۰۰ سطر ۸	اس سے	لین	۸۰ سطر ۱۸	پہیاں	مہیاں
۱۰۳ سطر ۲	طوسی	طولی	۸۲ فٹ نوٹ لکھیں	(الف) ان	(البحث) ان
۱۰۳ سطر ۱۸	ذوہ ہر شہر طکانہ	ذوہ ہر شہر طکانہ	۸۲ سطر ۱۶	فرماتے	فرماتے
۱۰۴ سطر ۱۶	جس	حس	۸۶ سطر ۱۶	دروازہ	دروازہ
۱۰۵ سطر ۱۰	غافل اگر	غافل اگر	۸۶ سطر ۲۱	قطب الاقطاب	قطب الاقطاب
۱۰۵ سطر ۱۴	ساتھ خندہ زن	ساتھ خندہ زن	۸۶ سطر ۱۰	اور روئے	اور روئے
۱۰۵ سطر ۱۸	جسے	جیسے	۸۶ سطر ۱۸	مریدی	مریدی
۱۰۵ سطر ۳۰	یاروں کے ہاتھ چوم کر انہیں۔	یاروں کے ہاتھ چوم کر آؤ	۸۶ سطر ۲۰	حمیدہ سے	حمید کے
۱۱۱ سطر اول	بیکران	بیکساں	۸۸ سطر ۱۳	مانگنا	انگنا
۱۱۱ سطر ۱۶	پھر	پھر	۸۸ سطر ۱۶	چاہا	چاہا
۱۱۳ سطر ۱۳	خاڑو و درود	خاڑو و درود	۸۹ سطر ۱۸	روزہ	روزہ
۱۱۳ سطر ۱۵	سی	سے	۹۱ سطر ۵	حوالت	حوالت
۱۱۶ سطر ۱۱	تو کبھی رات	تو کبھی رات	۹۲ سطر ۱۹	اگر کہیں	اگر کہیں
۱۱۶ سطر ۱۸	پھر سی	پھر اس	۹۲ سطر ۲۱	ایک واقعہ	ایک واقعہ
۱۱۸ سطر ۱۰	غور و غنبت	غور و غنبت	۹۳ سطر ۲۱	محمودہ	محمودہ
۱۱۹ سطر ۱۹	کایہ طبعی	کایہ طبعی	۹۳ سطر ۲۰	خوف	خوف
۱۲۰ سطر ۱۶	انسان	انسان	۹۴ سطر ۳	حامد علی خان	حامد علی خان
			۹۵ سطر ۲	نہیں	نہیں

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
ہستین	نسختین	۱۲۲ سطر ۵	الشدر پریان	الشدر پریان	۱۵۲ سطر ۷
نے	ے	۱۳۰ سطر ۸	پریم	پریم	۱۵۲ سطر ۸
پرے رہتے تھے	پڑے رہتے تھے	۱۳۲ سطر ۱۸	اس لڑوہ	اس لڑوہ	۱۵۲ سطر ۸
صفائیاں	صفائیاں	۱۳۳ سطر ۸	ے	ے	۱۵۲ سطر ۱۷
ان کے پوٹھ گیا	ان کے سر پر پٹھ گیا	۱۳۳ سطر ۱۱	ہاں	ہاں	۱۵۷ سطر ۱۲
تیرے آواز ہو چکے	قید سے آزاد ہو چکے	۱۳۳ سطر ۱۸	دقت	دقت	۱۶۰ سطر ۱۱
بدی	بدی	۱۳۳ سطر ۲۲	پہا تہی تک نہیں	پہا تہی تک نہیں	۱۶۱ سطر ۱۹
اور بھی پیش بہا منتوں	اور بھی پیش بہا منتوں	۱۳۷ سطر ۱۰	تو آزمات	تو آزمات	۱۶۱ سطر آخر
حال صد برکات	حال صد برکات	۱۳۷ سطر ۱۳	منافشر	منافشر	۱۶۲ سطر ۲
کمانیت	کمانیت	۱۳۸ سطر ۱۱	اب زرت	اب زرت	۱۶۵ سطر ۲۱
عارف راہ تفت	عارف راہ محبت	۱۳۸ سطر ۲۱	کھنڈ	کھنڈ	۱۶۶ سطر ۱۸
قبصار	قرار	۱۴۰ سطر ۶	مالان	مالان	۱۶۷ سطر ۹
دست	دست	۱۴۰ سطر ۲۰	بہ اڑا	بہ اڑا	۱۸۰ سطر ۲
قدس اللہ ارواہم	قدس اللہ سرہ	۱۴۲ سطر	خیر انما گوسے ایک کنارہ	کمانہ ناگوسے ایک کنارہ	۱۸۲ سطر آخر
ملنے کیلئے	بننے کیلئے	۱۴۲ سطر ۲	حوض منڈ پورہ	حوض منڈ پورہ	۱۸۲ سطر آخر
یا شمسین یا زخار	یا عزیز یا غفور	۱۴۶ سطر ۱۵	ننزد	ننزد	۱۸۵ سطر ۱۵
یا قدیم دیم	یا قدیم یا دیم	۱۴۶ سطر آخر	اون بزرگوں	اون بزرگوں	۱۸۶ سطر ۷
مد شہر	مد شہر	۱۴۷ سطر ۵	پپر کہت	پپر کہت	۱۸۶ سطر ۱۵
دصول اما الاحم	دصول اما الاحم	۱۴۷ سطر ۵	سولہ کہنے	سولہ کہنے	۱۸۶ سطر ۱۹
بلی	عربی	۱۴۷ سطر ۸	جا جات	جا جات	۱۹۱ سطر ۷
فریاد	قرب	۱۴۷ سطر ۹	اسوقت	اسوقت	۱۹۱ سطر ۲۰
الصلوۃ	الصلوۃ	۱۴۷ سطر ۱۱	معمور	معمور	۱۹۲ سطر ۱۳
الوالد علیہ	الوالد علیہ	۱۴۸ سطر ۸	توالان	توالان	۱۹۲ سطر ۱۳
لاریب	لاریب	۱۴۸ سطر ۲۱	زیو	زیو	۱۹۶ سطر ۹
دور	دور	۱۴۹ سطر اول	گر	گر	۱۹۶ سطر ۱۷
چاشت	چاشت	۱۴۹ سطر ۵	(ب)	(ب)	۱۹۷ سطر ۸
سمن	سمن	۱۴۹ سطر ۲۰	ہجرت	ہجرت	۱۹۷ سطر ۱۱
توں	توں	۱۴۹ سطر آخر	رضی الدین	رضی الدین	۱۹۷ سطر ۱۷

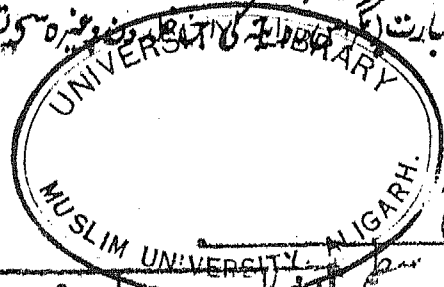
(صغیر و غلط نامہ)

غلط	صحیح	صغیر و غلط	غلط	صحیح	صغیر و غلط
گراو	مراد	۱۹۹ سطر ۲	ریل کی منفیت	ذیل کی منفیت	۲۲۳ سطر آخر
بہرہ مہر	بہرہ مہر	۱۹۹ سطر ۲۱	میکش نے	میکش کے	۲۲۲ سطر ۱۳
حضرت مامو سا نجہ	حضرت ماموں بہا نجہ	۱۹۹ سطر ۲۲	مراد آباد اک	مراد آباد کے ایک	۲۲۶ سطر ۱۳
بہرہ	بہرہ سالانہ	۲۰۰ سطر ۱۱	نیلر	نیلر	۲۳۰ سطر ۷
رلف صدر	مولف صدر	۲۰۲ سطر آخر	حبوب الہی	محبوب الہی	۲۳۰ سطر ۸
حبہ استاد	عبد استاد	۲۰۳ سطر ۱۸	دربار عالی میں	دربار عالی میں	۲۳۰ سطر ۹
طق	ملحق	۲۰۵ سطر ۴	تیخ بوعلی	تیخ بوعلی	۲۳۰ سطر ۱۲
کون	کون	۲۱۰ سطر ۲	ضرت خواجہ	حضرت خواجہ	۲۳۰ سطر ۱۵
تمام	نام	۲۱۰ سطر ۸	مشہد چہ جب	مشہد چہ جب	۲۳۰ سطر ۱۷
فضلاہل	فضلاہل	۲۱۰ سطر ۱۰	آپ نے روضہ	آپ نے روضہ	۲۳۰ سطر ۱۸
قرنہائے	قرنہائے	۲۱۰ سطر ۱۳	و حال ۱۲۶ھ	و حال ۱۲۶ھ	۲۳۰ سطر ۱۹
حلقہ مقیدیت	حلقہ مقیدیت	۲۲۰ سطر ۳	حضرت..... لوی	حضرت خواجہ قطب الدین	۲۲۰ سطر آخر
نیک دل دادشاہ	نیک دل دادشاہ	۲۱۱ سطر ۹		نچیار کا کی جی اوشی مہر و لوی	
دوق	دوق	۲۱۳ سطر اول	مردیں	مردیں	۲۳۱ سطر ۵
پچولیدیا جائے	پچولیدیا جائے	۲۱۵ سطر ۲۰	۱۱۴ھ	۱۱۴ھ	۲۳۲ سطر ۱۹
۱۹۱ھ	۱۹۱ھ	۲۱۵ سطر ۱۵	بیر	بیر	۲۳۵ سطر ۱۸
بیگمی دانی	بیگمی دانی	۲۱۵ سطر ۱۹	طینت	طینت	۲۵۰ سطر ۷
غریب کی نواز	غریب کی نواز	۲۱۶ سطر ۱۷	مستوجا	مستوجا	۲۵۲ سطر ۷
حنور	حنور	۲۲۰ سطر ۱۰	مشاعر کے مستقل صدر	مشاعر کے مستقل صدر	۲۵۲ سطر ۱۹
ناجی	ناجی	۲۲۰ سطر ۱۵	سرمایہ حیات	سرمایہ حیات	۲۵۲ سطر ۱۳
بروز پختہ	بروز پختہ	۲۲۰ سطر ۱۶	حاضر دیتے ہیں	حاضر دیتے ہیں	۲۵۵ سطر ۸
بیت پور	بیت پور	۲۲۰ سطر ۱۷	آپ	آپ	۲۵۶ سطر ۱۷
غزیری رفیق محمد سلم	غزیری رفیق محمد سلم	۲۲۰ سطر ۱۸	۱۲۲۷ھ	۱۲۲۷ھ	۲۶۰ سطر ۷
امین الدین سلم	امین الدین سلم	۲۲۰ سطر ۲۲	حلقہ خدا	حلقہ خدا	۲۶۱ سطر ۱۱
وغیرہ سہروردہ	وغیرہ سہروردہ	۲۲۰ سطر ۲۳	۱۱۷۷ھ	۱۱۷۷ھ	۲۶۸ سطر ۳
کثرت	کثرت	۲۲۱ سطر ۲	دروازہ	دروازہ	۲۶۸ سطر آخر
پیش	پیش	۲۲۱ سطر ۹	جو	جو	۲۶۹ سطر ۱۱
					۲۷۱ سطر ۱۱

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
میر داں	میر داں	۲۵۶ سطر ۱۸	لارڈ میونخ	لارڈ میونخ کی تجویز	۲۸۲ سطر ۱۶
نور و نور	نور و نور	۲۵۶ سطر ۲۰	جس میں من کے قریب	جس میں من کے قریب	۲۸۲ سطر ۱۸
میر جان تاریخ جہاں	سال تاریخ جہاں	۲۵۶ سطر ۶	پائے ہیں اس	پائے ہیں اس	۲۸۲ سطر ۱۹
میرانی سائبر	پرانی سائبر	۲۵۸ سطر ۳	حضرت	حضرت	۲۸۵ سطر آخر
محوطہ سنگین	محوطہ سنگین	۲۵۸ سطر آخر	سماع اوا	سماع چلے شہر ایضاً براد	۲۸۵ سطر آخر
آثار	آثار	۲۵۹ سطر ۱۰	بننا فریر	بننا پر	۲۸۶ سطر ۱۰
ناٹوان	ناٹوان	۲۸۰ سطر ۱۶	جہان خانہ	مورخانہ	۲۸۸ سطر ۱۵
شہر	شہر	۲۸۰ سطر آخر	تختوں	شخصیتوں	۲۸۸ سطر ۱۸
نی آبادی	نی آبادی	۲۸۱ سطر ۱۵	ننگی	زندگی	۲۸۸ سطر ۲۲
سروش	سروش	۲۸۳ سطر ۱۰			

نوٹ

صفحہ ۲۸۱ سے قبل جو صفحہ لکھا گیا ہے اس پر غلطی سے صفحہ ۲۸۶ تحریر ہے دراصل وہ صفحہ ۲۸۰ ہے۔  
 صفحہ ۲۸۲ پر ۵ سطروں کے بعد یہ عبارت لکھنے سے روکی گئی ہے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۰ محرم ۱۲۵۳ کے  
 اجمیر میں مستقل سکونت اختیار کی اس سے قبل آپ اجمیر اگر عارضی طور پر قیام کیا کرتے تھے) مولف :-  
 صفحہ ۳۴۳ سطور ۱۰ میں بجائے بارہ بارہ ہزار کے محضاً بارہ بارہ ہزار لکھا گیا ہے۔  
 صفحہ ۳۶۵ سطر ۱۸ میں عبارت (جہان خانہ) کے بعد یہ عبارت (جہان خانہ) لکھی گئی ہے۔  
 صفحہ ۳۶۵ سطر ۱۸ میں عبارت (جہان خانہ) کے بعد یہ عبارت (جہان خانہ) لکھی گئی ہے۔  
 صفحہ ۳۶۵ سطر ۱۸ میں عبارت (جہان خانہ) کے بعد یہ عبارت (جہان خانہ) لکھی گئی ہے۔



### تتمہ صحیفہ نامہ معین الارواح

نمبر شمار	غلط	صحیح	صفحہ	نمبر شمار	غلط	صحیح
۱	منا	مہینہ نامہ	۱۲	۱۵	۲۵۰	۲۵۰
۲	سندھی	کاٹھیاواڑی	۲۵۰	۱۹	۲۵۱	۲۵۱
۳	سید ظہور الحسن	سید ظہور احمد	۲۵۱	۱۵	۲۵۱	۲۵۱
۴	سید فضل رسول	سید فضل رسول	۲۵۱	۲	۲۵۱	۲۵۱
۵	سید ظہور الحسن	سید ظہور احمد	۲۵۲	۱	۲۵۲	۲۵۲

ڈاکٹر ظہور الحسن شاریہ ایم اے پی ایچ ڈی  
کی

گراںمایہ تصنیف

ترجمہ بہ زبان انگریزی

رباعیات <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> سمر

سوانح و اقوال بزرگان دین

بہ زبان اردو

تذکرہ حضرت زبیر بن العوام <sup>رضی اللہ عنہ</sup>

---

اسماء پبلکیشن۔ آگرہ۔ مراد آباد



## نرت خادم اجیری کی تصانیف

**بادہ معرفت** - حضرت خادم اجیری کے زور قلم زبیدین شاہکار۔ ارباب عقیدت کے لئے گرانمایہ گنجینہ اہل ورور کے لئے بیش  
خزینہ۔ سوز گدازدہ بزرگان کے مناقب کا بہترین مجموعہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ۔ دنیا کے شاعر کا آفتاب

درخشاں۔ کاغذ سفید کاپی سائز۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (۲۴ روپے)

**ہجرت رسول** - سرور عالم کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے کے مستند تاریخی حالات۔ صحیح روایات سے ترتیب کئے گئے ہیں

بہترین تالیفیں میں سے ہے۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد چار آنہ (۲ روپے)

**وفات رسول** - سرور عالم کی وفات کے مستند حالات صحیح روایات سے جمع کئے گئے ہیں۔ فی جلد چار آنہ (۲ روپے)  
مذکورہ حضرت گدڑی شاہ بابا۔ اجیری شریف کے مشہور بانیض دردیش کے مبارک حالات نہایت دلکش کے ساتھ لکھے  
گئے ہیں قیمت علاوہ محصول آٹھ آنہ (۸ روپے)

**صحیفہ معانی** - حضرت خادم اجیری کی غزلیات کا جدید ترین مجموعہ۔ فلسفہ تصوف اور ادب بہانہ خزانہ۔ جذبات کی بھین  
جاگتی تصویر۔ ناظرین کو کیف و جدمیں لایندہ الی کتاب۔ قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ (۲۴ روپے)

**جام حسین** - جدید ترین سوز و سلام۔ رباعیات۔ قطعات اور مناقب کا مجموعہ ہے اپنے طرز کے بے نظیر کتاب۔ کاغذ سفید  
کاپی سائز۔ دیدہ زیب چھپائی۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (۲۴ روپے)

**فاتحہ خیبر** - مناقب شیر خدا۔ اور جنگ خیبر کے دلولہ انگیز واقعات مستند حضرت خادم اجیری نے ۱۰۵۰ ہجری میں لکھے  
ہیں۔ کاغذ سفید۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد آٹھ آنہ (۸ روپے)

**سلطان المصیر** - قطب الاقطاب حضرت احمد لہودی قدس سرہ کی مبارک زندگی کے فیض رساں حالات ایک عربی  
رسالہ سے اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ فی جلد علاوہ محصول چار آنہ (۲ روپے)

**معین الارواح** - کانگریزی میں ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب شارب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور فارسی میں ڈاکٹر  
عشرت حسین صاحب آذر۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ والکس پرنسپل شیلی ڈگری کالج اعظم گڑھ ترجمہ کرتا  
ہیں۔ علم دوست حضرات ذیل کے پتہ پر اپنا نام برائے خریداری پہلے سے بھیجیں تاکہ دوسرے ایڈیٹر  
کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

ملک کا پتہ

فیہر شعبہ اشاعت معینی گدڑی شاہی انجن جھارہ  
اجیری شریف



३३७  
(१२१४)

DUE DATE

१४५९८

Ram Baba Sahasra Collection

१४७१४

